مقیاس المیلاد

فی

مولد سیّد العباد ﷺ

چودھری نور احمد مقبول نقشبندی مجددی

الحمد للّٰہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی سیدنا الانبیاء والمرسلین وعلی آله واصحابه اجمعین۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔(سورۃ انبیاء ۱۰۷)

ترجمہ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کیلئے۔

(اے محبوب! جن ظاہری باطنی جسمانی اور روحانی نعمتوں سے مالا مال کر کے ہم نے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے۔اس کی غرض وغایت یہ ہے کہ آپ ﷺ سب جہانوں کیلئے سارے جہان والوں کیلئے اپنوں اور بے گانوں کیلئے دوستوں اور دشمنوں کیلئے سراپا رحمت بن کر ظہور فرما ہوئے۔(ضیاء القرآن)

قرآن مجید کی پہلی سورہ الحمد شریف کی پہلی آیت الحمد للہ رب العالمین ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان ربوبیت ظاہری کر دی ہے کہ وہ تمام جہانوں کا رب ہے۔سورۃ الانبیاء کی آیت ۱۰۷ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی شان نبوت بیان فرمادی کہ حضور نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں یعنی تمام جہانوں کیلئے رحمت۔ دونوں مقام پر لفظ عالمین آیا ہے۔یہ مطابقت قابل غور ہے اس مطابقت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جتنے جہانوں کیلئے اللہ تعالیٰ رب ہے' آقائے نامدار' مدنی تاجدار ﷺ بھی اتنے جہانوں کیلئے رحمت ہیں۔پس یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ جن جہانوں کی مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت جتنی ضروری ہے ان جہانوں کی مخلوقات کیلئے حضور نبی کریم ﷺ کی رحمت بھی اتنی ہی ضروری ہے۔تمام کی تمام کائنات رب کی رحمت کی محتاج ہے۔لہٰذا ساری کائنات حضور ﷺ کی محتاج ہے۔سرور دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں رحمت مجسم بن کر آیا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل جہان

کیلئے ایک ہدیہ ہے۔ (صحیح الجامع الصغیر ۴۵، ۲۳) (مصنف عبدالرزاق)

وما ارسلنك الا كافة للناس بشيراً ونذيراً ولكن اكثر الناس لا يعلمون۔ (سورۃ سبا ۳۴)

ترجمہ ۔ اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کیلئے خوشی اور ڈرسنانے کو لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جو بے مثل بشر، خیر البشر، سیّد البشر، فوق البشر ہیں ارشاد فرمایا **ارسلت الی الخلق کافة۔**

میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

رسول کا خاصہ صفت رسالت ہے۔ رسالت کا مطلب رسل اور مرسل الیہ کے درمیان رابطہ کا وسیلہ کا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ اور وسیلہ ہیں اسی رابطہ اور وسیلہ کی برکت سے آپ ﷺ نے ایک عظیم انقلاب برپا کردیا کہ ایک غیر متعصب عیسائی مؤرخ ڈاکٹر مائیکل ہارٹ کو اپنی شہرہ آفاق کتاب "THE HUNDRED" میں ایک صد اہم شخصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے حضور ﷺ کو سرفہرست رکھنا پڑا کیونکہ آپ ہی مذہبی اور سیکولر دونوں میدانوں میں انتہائی تریں اعتبار سے کامیاب تریں ہستی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا اس کی پرورش حفاظت، تقویت اور ترقی کیلئے ہزاروں نعمتیں پیدا فرمائیں۔ چاند، سورج، ستارے، آسمان، زمین، بارش اور خوردنی اشیاء انسان کیلئے ہی ہیں۔ انسان کے اپنے اعضاء بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔

ابر و باد و مہ و خورشید فلک درکار اند
تاتوناں بکف اری و بغفلت نہ خوری

انسان پر لازم ہے کہ وہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کیلئے اپنے خالق و مالک کو

یادرکھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے مگر احسان نہیں جتلایا صرف ان نعمتوں پر شکر کرنے کا حکم فرمایا ہے جیسے کہ

۱) فَاذْكُرُوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (سورۃ اعراف ۶۹)

ترجمہ تو یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شاید تم کامیاب ہو جاؤ۔

۲) فَاذْكُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔

(سورۃ اعراف ۷۴)

ترجمہ پس یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے۔

۳) وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔ (سورۃ بقرہ ۲۳۱)

ترجمہ یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہے۔

اس مضمون کی قرآن مجید میں بے شمار آیات ہیں مگر ان آیات میں نعمتوں پر احسان نہیں جتایا گیا اگر احسان جتایا گیا ہے تو ایک بات پر۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (سورۃ آل عمران ۱۶۴)

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

بیشک حضور ﷺ کی بعثت نعمت عظمیٰ ہے۔ کیونکہ خلق کی پیدائش جہل وعدم درایت وقلت فہم ونقصان عمل پر ہے تو اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو ان میں مبعوث فرما کر انہیں گمراہی سے رہائی دی اور حضور اکرم ﷺ کی بدولت انہیں بینائی عطا فرما کر جہل سے نکالا اور آپ ﷺ کے صدقہ میں راہ راست کی ہدایت فرمائی۔

آپ ﷺ کے طفیل بے شمار نعمتیں عطا کیں۔رسول سے مراد سیدِ عالم، خاتم الانبیاء، محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔آپ ﷺ کی قوم کے لوگ حق و باطل نیک و بد میں امتیاز نہ رکھتے تھے جہل و نابینائی میں مبتلا تھے۔

درندہ صفت انسان کیونکہ فرشتہ سیرت بن گئے۔جنہیں کوئی اپنا غلام بنانا بھی پسند نہیں کرتا تھا کیونکر آئین جہاں بانی میں دنیا بھر کے استاد بن گئے۔جن کی گھٹی میں شراب تھی۔ظلم و ستم جن کا شعار تھا کفر و شرک اور فسق و فجور کے اندھیروں میں بھٹکتے صدیاں گزر چکی تھیں ان میں یہ مکمل تبدیلی اور ہمہ گیر انقلاب کیونکر آیا۔اس پر غور کرنے سے ہی ہم نبی کریم ﷺ کی شان رفیع کو جان سکتے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک ایسی نعمت عظمیٰ ہیں کہ رب کریم نے صرف اور صرف اسی نعمت پر اپنی مخلوق پر احسان جتلایا ہے لہٰذا سرورِ دو جہاں اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ اور رحمت کبریٰ ہیں۔(کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا۔(سورۃ ابراہیم ۳۴)

ترجمہ اور اگر تم اپنے رب کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کو شمار نہیں کر سکتے۔

اور یہی الفاظ سورۃ النحل آیت ۱۸ میں بھی آئے ہیں اور ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا حکم بھی متعدد بار آیا ہے۔(سورۃ فاطر ۳)

ترجمہ لوگو! اللہ کی نعمت جو اس نے تم پر فرمائی ہے یاد رکھو۔(یعنی نعمت کا شکر ادا کرو)

سورۃ یٰسین آیت ۳۵ ترجمہ۔کیا وہ ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔

سورۃ زخرف آیت ۱۳ ترجمہ۔پھر دلوں میں یاد کرو اللہ کی نعمت کو

سورۃ التکاثر آیت ۸ ترجمہ۔یوم آخرت تم سے ضرور پوچھا جائے گا نعمتوں کے بارے میں۔

سورۃ الضحیٰ آیت ۱۱ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا چرچا کرنے کا حکم آیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر جو فضل و کرم فرمائے اس کا اظہار اور ذکر بھی شکر ہے۔

(سورۃ ابراہیم آیت ۲۸) ترجمہ۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل دیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ناشکری سے اور اتارا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں یعنی وہ دوزخ میں جھونکے جائیں گے۔ (یہاں نعمت سے مراد حضور ﷺ ہیں)۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ۔ (سورۃ ابراہیم ۷)

ترجمہ اور یاد کرو جب (تمہیں) مطلع فرمایا تھا تمہارے رب نے (اس حقیقت سے) کہ اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو (جان لو) یقیناً میرا عذاب شدید ہے۔

جس طرح شکر مزید انعام و اکرام کا باعث بنتا ہے اسی طرح ناشکری اور کفران نعمت محرومی کا سبب ہے۔ (ضیاء القرآن)

ان جملہ آیات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ حضور نبی کریم ﷺ نعمت عظمیٰ ہیں اس نعمت عظیمہ کا شکر ہم امتیوں پر لازم ہے۔ شکر کا یہی طریقہ ہے کہ اس کی نعمتوں کا ذکر کیا جائے' چرچا کیا جائے' ذکر اور چرچے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ ذکر کی محافل منعقد کی جائیں' تاکہ دلوں میں حضور اکرم ﷺ کی محبت پیدا ہو اور روح کی تازگی کا سامان میسر آئے۔ یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ میلاد کی محافل منعقد کرنا اور محافل میں آپ کی ولادت پاک اور سیرت مطہرہ کا بیان ہونا' عید میلاد النبی کی محافل جلسے اور جلوس کی یہی غرض و غایت ہوتی ہے۔

اوّلین میلاد النبی ﷺ

كنت كنزاً مخفياً فاَحببتُ اَن اعرف فخلقتُ الُخلقَ۔

ترجمہ   اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا پھر میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو تخلیق فرمایا۔

ایک خاص نکتہ: جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور تھا ہی نہیں تو وہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ کس سے تھا۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ازلی ابدی ہے اس کی صفات بھی قدیم اور ازلی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات بہت ہیں۔ مثلاً ربوبیت، رحمٰن ہونا، رزاق ہونا، ستار ہونا، غفار ہونا وغیرہ۔

کائنات کے وجود سے پہلے اللہ تعالیٰ کا رب ہونا رحمٰن ہونا، رحیم ہونا، رزاق ہونا، ستار ہونا، غفار ہونا پوشیدہ تھا کہ ان صفات کا اظہار کس پر ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت پوشیدہ تھی یعنی صفات موجود تو تھیں مگر اظہار پوشیدہ تھا۔ اپنی صفات کا اظہار کرنے کیلئے سب سے پہلے اپنے محبوب ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا پھر اس نور سے ساری کائنات کو پیدا کیا۔ (ذوق خطیب از قاری محمد فیض المصطفیٰ)

فخلقت الخلق میں الخلق پر الف لام معرفہ کا ہے یہ واضح کر رہا ہے کہ یہاں مخلوق سے مراد عام مخلوق نہیں بلکہ خاص مخلوق ہے۔ جسے سب سے پہلے پیدا فرمایا وہ نور محمدی ﷺ تھا جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مشہور روایت ہے کہ سردارِ دوجہاں ﷺ نے فرمایا ”اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا“۔

حدیث شریف میں یہ ذکر بھی ملتا ہے کہ نور مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کرنے کے بعد اسے مدت مدید تک اپنے قرب خاص میں رکھا۔ عالم ارواح میں اس نور کو وصف نبوت سے سرفراز فرمایا پھر اس نور کو خلق عالم کا واسطہ بنایا۔

ایک دوسری حدیث میں بھی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

كنت نبياً و آدم بين الروح والجسد ترجمہ۔ میں اس وقت بھی نبی تھا

جب آدم علیہ السلام کی روح نے جسم سے تعلق نہ پکڑا تھا اس نور مصطفیٰ ﷺ کے اجزاء سے ساری کائنات بنائی گئی۔ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ ہر ذرۂ کائنات میں نور مصطفیٰ کا ظہور ہے۔ اسی وجہ سے شاعر نے کیا خوب فرمایا:

کیا نورِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

حدیث قدسی ہے۔ **لولاك لما خلقت الأفلاك۔**

ترجمہ اے میرے حبیب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

(تفسیر روح البیان ج۹ ص۵۰۰)

ایک اور حدیث قدسی میں اس طرح آیا ہے کہ **لولاك لما اظهرت الربوبية۔**

اے میرے حبیب اگر میں تمہیں پیدا نہ کرتا تو اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔

(مکتوبات شریف مکتوب ۱۲۲)

اور ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: **لولاك يا محمد لما خلقت الكائنات۔**

ترجمہ اے محمد ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔

(تفسیر روح البیان ج۹ ص۵۰۰)

ان احادیث قدسیہ سے ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کیلئے نور محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا۔ معلوم نہیں کہ رب کریم نے کب چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو نور محمدی ﷺ کو پیدا فرمایا اور کب تک نور محمدی کو اپنے قرب مبارک میں رکھا اور آپ ﷺ کی روح سراپا نور کو وصف نبوت سے سرفراز فرمایا پھر کب دیگر انبیاء علیہم السلام کی ارواح مبارکہ کو پیدا فرمایا پھر کب اپنے محبوب ﷺ کی فضیلت اور عظمت عیاں

کرنے کیلئے جملہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح مبارک سے وہ عہد لیا جس کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ آل عمران کی آیت ۸۱ میں مذکور ہے۔

واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتومنن به ولتنصرنه قال ء اقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا فاشهدوا وانا معکم من الشهدین۔

ترجمہ اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ قسم ہے تمہیں اس کی جودوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان کتابوں کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا ان پر اور ضرور ضرور مدد کرنا ان کی (اس کے بعد) فرمایا تم نے اقرار کرلیا اور اٹھایا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ۔ سب نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ (ضیاء القرآن)

عالم ارواح میں اس مجلس جس میں یہ عہد لیا گیا تھا کا نقشہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے یوں کھینچا ہے۔

خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بُود شب جائیکہ من بودم

ترجمہ لامکاں میں اللہ تعالیٰ خود میر مجلس تھا اور محمد مصطفیٰ اس محفل میں شمع کی طرح تھے۔ رات جس جگہ میں موجود تھا۔

کتنا پختہ اور زبردست عہد تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے پر گواہ اور ان سب پر خواہ خود رب العالمین۔ اللہ اکبر۔ اس عہد کی بناء پر حضرات انبیاء سابقین اپنی اپنی اُمتوں کو نبی آخر الزماں حضور پرنور ﷺ کی آمد کی بشارت دیتے رہے اور انہیں رسول ﷺ کی اتباع اور مدد کرنے کی تاکید فرماتے رہے۔ اس آیت مقدسہ سے یہ بات

ظاہر ہے کہ خالق کائنات نے عالم ارواح میں تمام انبیاء علیہم السلام کی محفل میں اپنے حبیب پاک ﷺ اوران کی تشریف آوری کا ذکر مبارک خود فرمایا۔ آپ ﷺ کے محاسن، فضائل اور خصائص کا تذکرہ فرمایا یہ سب سے پہلی "محفل میلاد النبی"، تھی جو خود رب العزت نے ترتیب فرمائی۔ حضرت امام ابن جوزی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (۵۷۱ھ/۱۱۱۶ء) المولد العروس میں لکھتے ہیں۔

ثم ولد رسول اللّٰه اعلنت الملائكه باالتسبيح و التحليل والتكبير للملك الخليل وفتحت ابواب الجنان و غلفت ابواب الفيران فرتابولادة سيدالاكون

ترجمہ جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے، تو فرشتوں نے خفیہ اور اعلانیہ بیان کیا اور رب جلیل کی تسبیح تحلیل اور تکبیر بیان کی۔ جنت کے دروازے کھل گئے اور جہنم کے دروازے بند ہو گئے کیونکہ سب کو سیّد الکونین کی ولادت پاک کی خوشی حاصل ہوئی تھی۔

سیّد عالم ﷺ کے وجود مسعود کی برکات روئے زمین کے خزانوں کی قدر و قیمت سے زیادہ ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

قل بفضل الله وبرحمته فليفرحوا هو خير مما يجمعون

(سورۃ یونس ۵۸)

ترجمہ اے حبیب! آپ فرمائیں یہ کتاب محض اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے نازل ہوئی ہے، پس چاہیے کہ اس پر خوشی منائیں۔ یہ بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں۔ (کنز الایمان)

بتایا جا رہا ہے کہ جو نعمت تمہیں قرآن مجید کی شکل میں بخشی جا رہی ہے وہ ان تمام چیزوں سے بدرجہا بہتر ہے جن کو جمع کرنے کیلئے وہ سرگرداں رہتے ہیں۔ حصول نعمت پر اظہار مسرت حکم الٰہی ہے۔ سرور عالم ﷺ کی ولادت نعمت عظمیٰ ہے اس پر جتنی

خوشی کی جائے کم ہے۔ (کسی پیاری اور محبوب چیز کے پانے سے دل کو جولذت حاصل ہوتی ہے اس کو فرح کہتے ہیں)

انسان کو جائیداد ملے، اچھا عہدہ ملے، اولا دنرینہ ملے اور کوئی آرزو پوری ہو یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ انسان ان سب نعمتوں پر خوشیاں مناتا ہے۔ کوئی بھی اسے بدعت نہیں کہتا۔ ہر مکتب فکر کا آدمی خوشی کے عالم میں مبارک بادیں دیتا ہے اور لیتا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی نعمت عظیمہ پر خوشیاں مناتے ہیں۔

ایک تاریخی واقعہ

فتح مکہ رمضان ۸ھ کے بعد غزوہ حنین میں جب ہوازن کو شکست ہوئی اور آپ ﷺ نے مقام جعرانہ پر مال غنیمت مہاجرین اور طلقاء (نومسلم) کو دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا تو انصار کے چند نوجوانوں نے اس پر اعتراض کیا اور کہا جب مشکل پیش آتی ہے تو ہمیں بلوایا جاتا ہے مگر مال غنیمت اوروں کو دیا جاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ چرچا سنا تو انصار کو ایک خیمہ میں جمع ہونے کیلئے فرمایا۔ آپ ﷺ نے ایک بلیغ خطبہ دیا آخر میں فرمایا میں نے تالیف قلوب کیلئے اہل مکہ سے یہ سلوک کیا ہے فرمایا۔ "اے انصار! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگ بھیڑ بکریاں لے کر جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو گھر لے جاؤ اللہ کی قسم جو کچھ تم لے کر جارہے ہو وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ لے کر جارہے ہیں۔ انصار پکار اٹھے یارسول اللہ! ہم راضی ہیں انصار پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ روتے روتے داڑھیاں بھیگ گئیں۔

پس ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کا وجود مسعود ایک نعمت عظمیٰ ہے جو دنیا کے خزانوں سے قدر و قیمت میں کہیں زیادہ ہے۔ انسان مال جمع کرتا ہے دنیا کیلئے اعمال جمع کرتا ہے آخرت کیلئے۔ قرآن پاک نے فرمادیا کہ تم جتنے مال اور اعمال جمع کرو گے آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی جلوہ گری کی خوشی سب سے بہتر ہے اور

سب سے اولیٰ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے خطاب میں اپنی مکی اور مدنی زندگی مبارک بیان فرمائی تھی۔ گویا اپنا میلاد شریف منایا۔

حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ

لولاہ لما خلق اللّٰہ سبحانہ الخلق ولما اظہر الربوبیہ۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

لولاک لما خلقت افلاک لولاک لما اظہرت الربوبیہ۔ (حدیث قدسی)

ترجمہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ اگر میں آپ کو دنیا میں نہ بھیجتا تو میں آسمان کو بھی پیدا نہ کرتا اور اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ''تفسیر عزیزی'' میں یہ حدیث قدسی نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' اے میرے پیارے حبیب! اگر میں آپ کو دنیا میں نہ بھیجتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی اپنا رب ہونا ظاہر کرتا۔

گر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ نور نہ ہو سیاروں میں یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں

(ظفر علی خاں)

محمد گر نہ بودے کس نہ بودے
نہ بودے ہیچ عالم در وجودے

......☆......☆......

جشن استقبال سلطان مکان و لامکان
شرح لولاک لما ہے عید میلاد النبی

(قمر یزدانی)

سرورِ دوجہاں ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی ولادت پاک کا تذکرہ قرآن مجید میں

۱) حضور ﷺ کی جلوہ گری کے متعلق آیات مبارکہ۔

الذی یرٰک حین تقوم وتقلبک فی السجدین انه هو السمیع العلیم۔ (سورۃ الشعرا ۲۱۸ سے ۲۲۰)

جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور جب آپ دورہ کرتے ہیں سجدہ کرنے والوں میں۔ بیشک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان آیات کا مفہوم اس طرح نقل کیا ہے کہ تقلّب سے مراد تنقل فی الاصلاب یعنی جب آپ کا نور یکے بعد دیگرے آپ کے اجداد کی پشتوں سے منتقل ہوتا چلا آ رہا تھا تو اس وقت بھی آپ کو آپ کا رب دیکھ رہا تھا۔ ان آیات مقدسہ میں آپ اور آپ کے آباؤ اجداد کا تذکرہ ہے۔

۲) اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ (سورۃ البلد آیت ۳)

ترجمہ تمہارے باپ (ابراہیم) کی قسم اور اس کی اولاد کی قسم۔ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَوَالِدٍ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں یا حضرت ابراہیم علیہ السلام وَمَا وَلَدَ سے مراد اولاد یا حضرت محمد ﷺ مراد ہیں۔ امام فخر الدین رازی (۱۱۴۹ - ۱۲۰۹ء) تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ بیشک والد سے مراد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہ السلام ہیں اور وَمَا وَلَدَ سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

۳) **لقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون۔** (سورۃ یونس آیت ۱۶)

ترجمہ میں (نبی کریم ﷺ) گزار چکا ہوں تمہارے درمیان عمر کا ایک حصہ اس

سے پہلے۔ کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔

آپ کی اہل مکہ میں ۴۰ سالہ زندگی کا بیان ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔

۴) **لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوہ حسنہ لمن کان یرجوا اللّٰہ والیوم الاخر وذکر اللّٰہ کثیراً۔** (سورۃ احزاب آیت ۲۱)

ترجمہ بیشک تمہاری رہنمائی کیلئے اللہ کے رسول کی زندگی میں (تمہارے لئے) بہترین نمونہ ہے اس کیلئے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور قیامت کے آنے کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں آپ ﷺ کی ساری زندگی مبارک کا ذکر ہے اور آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر لحظہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

یہ آیت اپنے الفاظ کے اعتبار سے عام ہے۔ اسے زندگی کے کسی ایک شعبہ کے ساتھ وابستہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جس موقع پر اس کا نزول ہوا اس نے اس کی اہمیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

یہ آیت غزوہ خندق کے ایام میں نازل ہوئی دشمن سارے عرب کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ پر آدھمکا یہ حملہ اتنا اچانک تھا کہ اس کو پسپا کرنے کیلئے جس تیاری کی ضرورت ہے خاطر خواہ وقت نہیں تعداد کم ہے سامان کی اتنی قلت ہے کہ کئی وقت فاقہ کرنا پڑتا ہے۔ مدینہ کے یہودیوں نے عین وقت پر دوستی کا معاہدہ توڑ دیا ہے۔ ان کی غداری کے باعث حالات مزید پیچیدہ ہو گئے دشمن سیلاب کی طرح بڑھتا چلا آ رہا ہے دشمن کے پہنچنے سے قبل مدینہ منورہ کی مغربی سمت کو خندق کھود کر محفوظ بنا دینا اشد ضروری ہے ان حالات میں سرکار دو جہاں ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ خندق کھودنے میں شامل ہیں۔ مٹی اٹھا اٹھا کر باہر پھینک رہے ہیں دوسرے مجاہدین کی طرح فاقہ کشی برداشت فرماتے ہیں اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے پیٹ پر ایک پتھر

باندھا ہے تو شکم رسالت پر دو پتھر بندھے دکھائی دیتے ہیں۔ مہینہ بھر شدید سردی میں میدان جنگ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ دن رات قیام فرما ہیں۔ منافقین طرح طرح کی حیلہ سازیوں سے میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے لگتے ہیں مگر آپ ﷺ استقامت کا پہاڑ بنے کھڑے ہیں۔ دشمن کی کثرت سے پریشان نہیں۔ جن کا اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان ہے وہی اس بہترین نمونہ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ (ملخص از ضیاء القرآن)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

۵) رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۲۹)

ترجمہ اے ہمارے رب! بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہی میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے انہیں تیری آیتیں اور سکھائے انہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک صاف کر دے انہیں۔ بیشک تو ہی بہت زبردست اور حکمت والا ہے۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا ذکر ہے۔ اس کا مصداق فقط رسول کائنات حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل پاک سے ہیں۔

۶) الرحمن علم القران خلق الانسان۔ (سورۃ رحمٰن آیت ۱)

ترجمہ رحمٰن نے سکھایا اپنے محبوب کو قرآن اور پیدا کیا انسانیت کی جان محمد کو۔ یہاں انسان سے مراد نبی پاک ﷺ ہیں کیونکہ انسانیت کی جان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بیشمار انعامات میں سے سب سے پہلے تعلیم قرآن کا ذکر کیا ہے کیونکہ قرآن ہی ایسی کتاب ہے جو انسان کا رشتہ اپنے خالق سے جوڑ دیتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق فرمایا "علّم آدم الاسماء حضور نبی کریم ﷺ

کے بارے میں فرمایا علم القرآن کتنی ارفع شان ہے احمد مجتبیٰ کی اللہ اکبر۔

انبیاء کرام کی ولادت پاک کا ذکر قرآن کریم میں

۱) حضرت آدم علیہ السلام

(۱) سورۃ بقرہ آیات ۳۰ سے ۳۷۔ سورۃ اعراف آیات ۱۹ سے ۲۳۔ سورۃ الحجر آیات ۲۸ سے ۳۰۔ سورۃ طٰہٰ آیات ۱۱۵ سے ۱۲۲۔ سورۃ ص آیت ۱۷ سے ۷۶

۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام

سورۃ الصّٰفّٰت آیت ۱۰۰، ۱۰۱ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی رب ھب لی من الصالحین ۔اے میرے پروردگار مجھے صالح اولاد عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فبشرنہ بغلام حلیم پس ہم نے ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری سنائی۔ (یعنی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی)

۳، ۴) حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام

سورۃ ہود آیات ۷۱ سے ۷۳ سورۃ انعام آیت ۸۵۔ سورۃ الذریات آیات ۲۸ سے ۳۰

فرشتے جب حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمان قوم کی بستی کو تباہ کرنے کیلئے آئے تو پہلے انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں قیام کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کسی بات پر ہنس پڑیں تو فرشتوں نے گھر والوں کو بیٹے اور پوتے کی خوشخبری سنائی۔ فبشرنہ باسحاق ومن ورآء اسحاق یعقوب۔ (سورۃ ہود آیت ۷۱) حضرت سارہ زوجہ محترمہ ابراہیم علیہ السلام نے اس پر تعجب کیا کہ ہم میاں بیوی دونوں بوڑھے ہیں۔ یہ خوشخبری کیسی؟ تو فرشتوں نے کہا اے براہیم کے اہل بیت۔ اللہ کے کام پر

تعجب کرتے ہو یہ تو تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں۔ خوشخبری کا یہ پیغام فرشتوں کے ذریعے دیا۔

۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر: سورۃ قصص۔ آیت ۷ سے ۴۳

۶) حضرت عیسیٰ: سورۃ مریم آیات ۱۶ سے ۳۶ سورۃ آل عمران آیات ۴۲ سے ۶۰

۷) حضرت یحییٰ: سورۃ مریم آیات ۷ سے ۱۵۔ سورۃ آل عمران ۳۵ سے ۴۱

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا میلاد بیان کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی (حضرت عمران کی زوجہ محترمہ) سے بات شروع کی ان کی نذر کا بیان بی بی مریم کی ولادت کا بیان اوران کی کفالت کا ذکر کیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور بی بی مریم کی کرامت کا ظہور۔ بے موسم پھلوں کا ملنا بی بی مریم کی گفتگو اور حضرت زکریا علیہ السلام کا حضرت بی بی مریم کے پاس کرامت اور قدرت خداوندی کے ظہور کے مقام پر نعمت کے نزول کی جگہ پر اللہ تعالیٰ سے اولاد کیلئے دعا کرنا۔ رب ذوالجلال کا ملائکہ کے ذریعہ حضرت زکریا علیہ السلام کو بیٹے کی ولادت کی خوشخبری اور مبارک یاد فرمانا نیز ولادت سے پہلے فرمانا کہ بیٹا ہوگا نام یحییٰ رکھنا اور اس پیارے بیٹے کی صورت اور سیرت مستقبل کے کردار اور حالات کا بیان کرنا یہ سب کچھ ذکر میلاد میں شامل ہیں۔

قرآن مجید میں جتنے انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد کی خوشخبریاں رب ذوالجلال نے بیان فرمائی ہیں وہ تمام کے تمام فرشتوں کے ذریعہ سے ہیں لیکن جب امام الانبیاء علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے میلاد شریف کو بیان کرنے کی باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام (بنی اسرائیل کے آخری نبی) کے ذریعے میلاد النبی ﷺ کی بشارت عطا فرمائی۔ (سورۃ صف آیت ۶) اور یہ نہیں فرمایا کہ ان جملہ انبیاء علیہم السلام کی امتوں پر میرا احسان ہے۔ اگر احسان جتلایا تو صرف اور صرف رسول کائنات باعث تخلیق

کائنات حضرت محمد ﷺ کی ولادت مبارک پر۔

اللہ کی نعمتوں کے نزول اور حصول پر شکر ادا کرنے کے متعلق آیات

۱) الحمد اللہ الذی وھب لی علی الکبر اسماعیل واسحاق ان ربی لسمیع الدعا' ربی جعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعا' ربنا اغفرلی' ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔

(سورۃ ابراہیم آیات ۳۹ سے ۴۱)

ترجمہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے عطا فرمائے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق جیسے فرزند بیشک میرا رب بہت سننے والا ہے دعاؤں کا۔ میرے رب! بنا دے مجھے نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے رب! میری التجا قبول فرما۔ اے میرے! رب میری بخشش فرما دے اور میرے والدین کی اور تمام مومنوں کی حساب کے دن۔

۲) فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولاتکفرون۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۵۲)

ترجمہ پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور شکر ادا کیا کرو اور میری ناشکری نہ کیا کرو۔

تفسیر: جو انعام میں نے تم پر فرمائے مثلاً رسول بھیجے ہدایت کی توفیق بخشی شوق محبت کا جذبہ عطا کیا اس پر شکر ادا کرو۔ نعمتوں کا انکار' رسول کی نافرمانی اور غفلت میں وقت ضائع کرکے ناشکری نہ کرو۔ (ضیاء القرآن)

۳) واذکرو نعمت اللہ علیکم وما انزل علیکم من الکتاب والحکمۃ یعظکم بہ۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۳۱)

اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور یاد کرو جو اس نے نازل فرمایا تم پر قرآن اور حکمت۔ تم اس کے ذریعے نصیحت حاصل کرو۔ (ضیاء القرآن)

حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر

۴)　قالوا لاتوجل انا نبشرك بغلام علیم۔(سورۃ الحجر آیت ۵۲)

مہمانوں نے کہا مت ڈریئے ہم آپ (ابراہیم علیہ السلام) کو مژدہ سنانے آئے ہیں ایک صاحب علم بچے کی پیدائش کا۔

۵)　شَاكِرً الا نِعْمِه اَجْتَبٰهُ وَهَداه اِلٰى صِراطِ الْمُسْتَقِيْم۔

(سورۃ النحل آیت ۱۳۱)

وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر لحہ شکر گزار رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں چن لیا اور انہیں ہدایت فرمائی سیدھے راستے کی طرف۔

۶)　اِعْمَلُوْاٰلَ دَاوٗدَ شُکرا وقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرہ۔(سورۃ سبا آیت ۱۳)

اے داؤد کے خاندان والو! ان نعمتوں پر شکر ادا کرو اور بہت کم ہیں میرے بندوں میں سے شکر گزار۔

تفسیر:　جب ہم (اللہ تعالیٰ) نے داؤد پر اتنا احسان فرمایا ہے اور ایسے ایسے انعامات سے ممتاز کیا ہے تو اب آل داؤد پر واجب ہے کہ وہ شکر گزاری میں سرگرم رہے۔

(حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے خاندان والوں کیلئے اس طرح اوقات تقسیم کر دیئے تھے کہ اٹھ پہر پر کوئی ایسا لمحہ نہ ہوتا تھا جب کہ آپ کے خاندان کا کوئی نہ کوئی فرد شکر الٰہی میں مصروف نہ ہو۔)

۷)　ان اللّٰہ لذو فضلٍ علی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون۔

(سورۃ المومن آیت ۶۱)

ترجمہ　بیشک اللہ تعالیٰ بڑا فضل فرمانے والا ہے لوگوں پر لیکن بہت سے لوگ اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔

۸)　الحمد اللّٰہ الذی وھب لی علی الکبر اسماعیل واسحاق ان

ربیّ لسمیع الدعا۔ (سورۃ ابراہیم آیت ۳۹ تا ۴۱)

ترجمہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام عطا فرمائے بیشک میرا رب دعا سننے والا ہے۔

الحمدللہ ہم نے قرآن مجید میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کا ذکر اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی ولادت کا ذکر کر کے میلاد شریف کی شرعی حیثیت ثابت کر دی ہے۔

سابقہ صفحات میں جو کچھ قلم بند کیا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱) رب ذوالجلال نے سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ کے نور کو اپنے نور سے بلا واسطہ پیدا فرمایا۔ عالم ارواح میں ہی آپ کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا۔

۲) عالم ارواح میں ہی جملہ انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا جو سورۃ آل عمران کی آیت ۸۱ میں مذکور ہے۔

۳) نبی کریم ﷺ کی محبت ہر شے سے زیادہ ہونی چاہیے تب ہی ایمان مکمل ہوتا ہے جس سے محبت ہو اس کا چرچا کرنا فرداً فرداً یا مجالس میں محبوب ہوتا ہے۔

۴) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے پیارے محبوب ﷺ کی ولادت شریف اور مکمل زندگی مبارک کا تذکرہ فرمایا ہے۔

۵) بعض دیگر انبیاء علیہم السلام کی ولادت شریف کا ذکر قرآن مجید میں خوشخبری کے عنوان سے آیا ہے۔

۶) سرور دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کیلئے نعمت عظمیٰ ہیں اور جملہ مخلوق کیلئے رحمت ہیں اس لئے مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں مگر اکثر لوگ شکر گزار نہیں بنتے۔

۷) اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظیمہ کی ناشکری کر کے ناشکر گزار بندوں کی فہرست میں نمایاں نہیں ہونا چاہیے۔

۸) دیگر انبیاء علیہم السلام کی ولادت شریف کی خوشخبری ملائکہ کے ذریعے ان کے والدین کو دی گئی مگر امام الانبیاء ﷺ کی جلوہ گری کی خوشخبری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے سنائی گئی۔

۹) محفل میلاد میں سرور کائنات ﷺ کے اوصاف حمیدہ سیرت طیبہ اور بطور خصوصی آپ ﷺ کے اس دنیا میں تشریف آوری کا ذکر مبارک کیا جاتا ہے۔

۱۰) نعمت کے حصول پر شکرادا کرنا چاہیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔نعمت کی ناشکری کا ذکر سورۃ ابراہیم کی آیت ۲۸ میں آیا ہے۔

خوشیوں کی اقسام

اگر کوئی مریض صحت یاب ہوتو یہ خوشی مخفی ہوگی' اگر کسی کے ہاں بچے کی ولادت کی خوشی ہوتو ایک خاندان کیلئے خوشی ہوگی۔ کسی بستی میں کوئی خوشی کا سماں ہوتو ساری بستی یا شہر کیلئے خوشی ہوگی۔ کسی بادشاہ کے گھر خوشی کا موقع ہو یا کوئی فتح یابی کی خوشی ہو یا ولی عہد کی پیدائش پر خوشی ہوتو سارے ملک میں خوشی منائی جائے گی۔ نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارک کی خوشی میں آسمان کے ستارے جھک جھک کر سلام پیش کررہے تھے ان کے نور سے حرم شریف کی نشیبی زمین اور ٹیلے روشن ہوگئے۔

سحابِ نور اُتر کر چھا گیا مکہ کی بستی پر
ہوئی پھولوں کی بارش ہر بلندی اور پستی پر

(حفیظ جالندھری)

حضور ﷺ کی ولادت مبارک سب سے عظیم خوشی ہے

۱) اپنی ولادت شریف کا ذکر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے خود فرمایا حضور اکرم ﷺ کے پیارے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ شریف

میں بعض بد بخت منافقین نے نبی کریم ﷺ کے حسب نسب شریف پر طعنہ زنی کی کہ آپ ﷺ کا نسب باپ دادا کے لحاظ سے کچھ زیادہ بہتر نہیں ہے بلکہ عام عربوں کی طرح حسب نسب والے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

حضور ﷺ نے اپنے حسب ونسب کے متعلق یہ کچھ سنا تو صحابہ کرام کو بلایا آپ نے منبر شریف پر تشریف فرما ہو کر حاضرین سے خطاب فرمایا۔ فرمایا میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر آپ نے خطاب فرمایا "میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے بہتر مخلوق میں بنایا، پھر اس کی جماعتیں کیں تو مجھے اچھی جماعت میں بنایا۔ پھر ان اچھوں کے کئی قبیلے بنائے تو مجھے اچھے قبیلہ میں بنایا۔ پھر ان اچھوں کے خاندان بنائے تو مجھے ان میں سے اچھے خاندان میں بنایا۔ (یعنی قریش میں) پس میں ان میں ذات اور خاندان کے لحاظ سے بہتر ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۵۱۳)

آپ کے والدین اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے پرستار تھے۔ غیر مقلدین کے امام مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی نے بھی اپنی کتاب "سیرت مصطفیٰ" میں اس عقیدے کی تصدیق کی ہے اور یہ عقیدہ پوری تحقیق سے ثابت کیا ہے۔

؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

حضور اکرم ﷺ کے والدین کی تعظیم درحقیقت حضور اکرم کی تعظیم ہے جو بدنصیب حضور ﷺ کے والدین شریفین کی تعظیم نہیں کرتا وہ آپ کو اذیت دیتا ہے اور قرآن مجید کے حکم کے مطابق ایسے لوگوں پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔ (سورۃ احزاب آیت ۵۷)

۲) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام بیٹھے ہوئے جلسہ کر رہے تھے کہ حضور اکرم تشریف لائے۔ یہاں تک کہ

ان کے قریب ہو گئے تو انہیں کچھ تذکرہ کرتے ہوئے سنا۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا دوسرے صحابی بولے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ایک اور صحابی بولے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ ایک اور صحابی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا۔ تب حضور ﷺ نے خطاب فرمایا۔ "میں نے تمہارا کلام اور تعجب کرنا سنا ہے۔ یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں۔ مگر خیال رکھو کہ میں حبیب اللہ ہوں۔ فخر یہ نہیں کہتا۔ قیامت کے دن لوائے حمد میں ہی اٹھائے ہوئے ہوں گا۔ جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔ میں فخر یہ نہیں کہتا کہ میں پہلا شفاعت کرنے والا اور قیامت کے دن مقبول شفاعت ہوں گا۔ میں فخر یہ نہیں کہتا کہ سب سے پہلے جنت کی زنجیر میں ہی ہلاؤں گا اور اللہ تعالیٰ جنت کا دروازہ کھولے گا پھر اس میں مجھے داخل کرے گا۔ میرے ساتھ فقراء مسلمان ہوں گے۔ میں فخر یہ نہیں کہتا۔ میں سارے اگلوں پچھلوں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں گا یہ فخر یہ نہیں کہتا۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۰۲)

۳) صحیح بخاری میں ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں بنی آدم کے بہترین طبقات میں سے بھیجا گیا ہوں۔ ایک قرن بعد دوسرے قرن میں یہاں تک کہ میں اس قرن سے ہوا جس سے کہ ہوا' حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ بنایا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ بنایا۔

۴) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں "نور" تھا۔

۵) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں لوٹ رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اپنی پہلی حالت بتاتا ہوں۔ میں دعائے ابراہیم علیہ السلام ہوں اور بشارت عیسیٰ علیہ السلام۔ میں اپنی والدہ کا وہ نظارہ ہوں جوانہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا کہ ان کے سامنے ایک ''لوز'' ظاہر ہوا جس سے ان کیلئے ملک شام کے محل روشن ہو گئے۔(مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۵۱۳)(مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۷، ۱۲۸)(ابن کثیر ج ۱ ص ۲۶۸ ج ۶ ص ۴۲۵)مستدرک حاکم ج ۳ ص ۴۵۳)

۶) حضور نبی کریم ﷺ نے اس طرح بھی فرمایا۔انا دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ۔یعنی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

(دعا سورۃ البقرہ آیت ۱۲۹، بشارت سورۃ الصف آیت ۶)

۷) ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ حضور ﷺ نے فرمایا جبرئیل! تمہاری عمر کتنی ہے، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ! عمر کا تو مجھے علم نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ آسمان پر ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد طلوع ہوتا تھا۔میں نے اسے بہتر ہزار مرتبہ دیکھا۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔اے جبرئیل مجھے اپنے رب کی عزت وجلال کی قسم! وہ ستارہ میں ہی تھا۔

۸) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ''پیر'' میری ولادت کا دن ہے اور اسی دن اللہ تعالیٰ کا کلام مجھ پر نازل ہوا۔

حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور اکرم ﷺ نے شکرانہ کے طور پر اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کئے۔بعض لوگوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنا عقیقہ فرمایا ہے۔لیکن امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱۱ھ ۱۵۵۵ء)

اس بات کارد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے ولادت کے ساتویں دن آپ ﷺ کا عقیقہ کیا تھا اور عقیقہ زندگی میں دوبار نہیں دیا جاتا تو پس سرکار دو عالم کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے شکریہ کا اظہار کیا کہ اس نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور اپنی امت کیلئے اسے مشروع بنایا۔

حضور ﷺ کی زبان مقدس سے اپنا ذکر ولادت

مشکوٰۃ شریف میں بروایت احمد و بغوی ہے۔

ساخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسی و رویا ام التی رات حین و ضعتنی وقد خرج لھا نور اضالھا منہ قصور الشام۔

میں اب تمہیں بتاؤں گا کہ میری ابتدا کیا ہے۔ ابراہیم کی دعا عیسیٰ کی بشارت اور میری ماں کا خواب جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا' میری پیدائش کے وقت ایک نور میری والدہ کیلئے ظاہر ہوا جس سے (ملک) شام کے محل ان کے سامنے روشن ہو گئے۔

اس حدیث پاک سے ظاہر ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ نے شب ولادت کے واقعات خود بیان فرمائے۔ اہل محبت یہی واقعات مجالس عید میلاد النبی ﷺ میں پڑھتے ہیں اور حاضرین محظوظ ہوتے ہیں۔

حاکم و طبرانی نے روایت کی ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوئے اور مجلس عام میں تشریف فرما ہوئے جیسا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے صحیح میں روایت کیا ہے پھر حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے آپ کی مدحت کی اجازت چاہی آپ نے دعائے خیر دیتے ہوئے انہیں اجازت مرحمت فرمائی انہوں نے حسب ذیل اشعار پڑھے۔

۱) ثُمَّ حَبِطَتَ البلاہ لابَشَرُ   اَنت ولا مضغۃ ولا عَلَقَ

ترجمہ   پھر اترے آپ زمین پر یعنی صلب آدم میں آدم کے ساتھ نہ اس وقت آپ بشر تھے نہ ٹکڑا خون کا نہ جما ہوا خون۔

۲) بل نطفۃ ترکبُ السفین وَقَد   اَلجَم نَسر او اَھلَہُ الغَرُق

ترجمہ   بلکہ صلب سام بن نوح میں آپ ایک نطفہ تھے سوار کشتی میں۔اس حال میں کہ ڈبو دیا بت نسر اور اس کے پوجنے والوں کو طوفان نے۔

۳) تُنقَل من صالبِ الی رحم   اذا مضی عالم بدًا طَبَق

ترجمہ   آپ ﷺ منتقل ہوتے رہے ایک پشت سے ایک رحم میں جب گزر چکا ایک عالم ظاہر ہوا دوسرا طبقہ۔

۴) وردت نار الُخَلِیُل مکتتمًا   فی صُلَبہ انت کیف یخترق

ترجمہ   آپ ﷺ نازل ہوئے آتش خلیل میں، صلب خلیل میں چھپے ہوئے پھر وہ کس طرح جلتے۔

۵) حتی احتوی بیتك المھیمن من   خذف علیاء تحتھا النطق

ترجمہ   آپ ﷺ منتقل ہوتے رہے اصلاب کریمہ میں یہاں تک کہ شامل ہوا آپ کا شرف اولاد خذف میں جو بلند نسب ہے کہ جس میں اور طبقات تھے۔

۶) وانت لما ولدت اشرقت الارض   خذف علیاء تحتھا النطق

ترجمہ   جب آپ ﷺ پیدا ہوئے زمین چمک گئی اور اطراف روشن ہو گئے۔

۷) فنحن فی ذالك الضیاء وفی   النور والسبل ارشاد نخترق

ترجمہ   اور اب ہم اس روشنی و نور میں ہیں اور ہدایت کے رستوں پر چل رہے ہیں۔

ان اشعار شریفہ کے ہر شعر میں جس نوعیت سے ذکر ولادت پڑھا گیا وہ بلا کسی تشریح کے ظاہر کر رہا ہے کہ ولادت شریفہ کے حوادث و غرائب بیان کرنا حضور ﷺ

کے زمانہ حیات سے چلا آرہا ہے اور پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس میں اشعار پڑھ کر واقعات کا سلسلہ بسلسلہ بیان کرنا ہمارے قدیم معمول کا بہترین ثبوت ہے۔

تعین یوم کی اصل

اس سلسلہ میں ایک بحث تعین یوم کی اٹھائی جاتی ہے کہ بارہویں شریف کے دن کی قید سے محفل ولادت شریفہ منعقد کرنا صحیح نہیں ہے۔ صحیح احادیث سے تعین یوم کرنا ثابت ہے بخاری شریف میں ہے۔

ترجمہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مرد تو آپ کی حدیث سماعت کرنے کیلئے چلے آتے ہیں ہمارے لئے بھی ایک دن حدیث سننے کیلئے مقرر فرمادیجئے۔ جس میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ہمیں تعلیم فرمائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دن مقرر فرمایا۔ عورتیں جمع ہوتیں اور آپ ﷺ انہیں تعلیم دیتے۔

حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مجالس شریف کے انعقاد سے قبل مدینہ طیبہ کی گلیوں میں جا کر اعلان فرمایا کرتے تھے۔ اے لوگو! آؤ ہم اپنے ایمان کو تازہ کریں۔

منبر و مسند لگانا

مجالس میں منبر و مسند لگانا

بعض کم فہم لوگ مجالس میلاد النبی ﷺ کی آرائش و زیب و زینت کے سلسلہ میں مسند وغیرہ لگانے پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کیلئے منبر بچھانے کا حکم فرمایا اور منبر بچھایا گیا اور

آپ ﷺ نے اپنی نعت مبارک سماعت فرمائی اور اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ روایت ہے کہ حضور ﷺ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کیلئے مسجد نبوی میں منبر رکھتے۔ وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی جانب سے مدافعت یا مفاخرت فرماتے۔ حضور ﷺ فرماتے بیشک اللہ تعالیٰ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی مدد جبرئیل سے فرماتا ہے جب تک وہ رسول خدا کی طرف سے مدافعت یا مفاخرت کرتا رہتا ہے۔

(ملخص: مضمون ذکر ولادت نبویہ از قلم علامہ محمد عبدالحامد بدایونی از رسالہ انوار لاثانی میلاد نمبر مئی جون ۲۰۰۴ء ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ)

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ داروند تو تنہا داری
اے کہ برتخت سعادت زازل جاہ داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ثقہ روایت کے مطابق کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم السلام دنیا میں مبعوث ہوئے۔ ان میں سے صرف دو پیغمبروں کی ولادت باسعادت پر نشانیوں کا ظہور ہوا اور دو پیغمبروں نے ایک یا دو دن کی عمر پاک میں گفتگو فرمائی۔

ولادت باسعادت کے موقع پر نشانیاں

۱) حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت کی بشارت پا کر حضرت زکریا علیہ السلام نے رب کریم سے درخواست کی کہ میں بوڑھا ہوں میری بیوی بانجھ ہے۔ بیٹے کی ولادت کی کوئی نشانی ہو جائے تو عنایت ہے۔ رب کریم نے فرمایا کہ نشانی یہ ہوگی کہ تم تین دن رات باوجود قدرت ہونے کے لوگوں سے گفتگو نہ کرسکو گے مگر اشارہ سے۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ (سورۃ آل عمران آیات ۳۷ سے ۴۱۔ سورۃ مریم آیات ۴ سے ۱۱) مگر یہ نشانی صرف حضرت زکریا علیہ السلام اور چند لوگوں تک محدود رہی۔ بیرون آبادی کسی کو خبر نہ لگی اور نہ ہی

یہ نشانی تاریخ کا حصہ بنی۔

۲) حضرت نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت پر نشانیاں:

وہ عجیب وغریب اور خوارق عادت امور جو عوام الناس نے دیکھے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے مقرب اور پسندیدہ ہیں۔

۱) ستارے بہر تعظیم جھک کر آپ ﷺ کے قریب آ گئے اور ان کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔

۲) آپ ﷺ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ معظمہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قیصری محل نظر آ گئے۔

۳) شہر مدائن میں شہنشاہ نوشیرواں کا محل پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے[۱] ٹوٹ کر گر پڑے۔

۴) فارس کے آتش کدے بجھ گئے کہ آگ جلائے نہ جلتی تھی۔

۵) ساوہ ندی جو ہمدان اور قم کے درمیان بہتی تھی اور جس کے کنارے بت پرستی ہوتی تھی خشک ہو گئی۔ شام اور کوفہ کے درمیان بہنے والی ندی جو خشک پڑی تھی لبالب بہنے لگی۔

یہ نشانیاں ہر کس وناکس نے دیکھیں اور تاریخ کا حصہ بھی بنیں۔

۲) گفتگو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت پاک کا ذکر سورۃ آل عمران آیت ۴۵ سے ۴۹

---

۱ چودہ کنگرے ٹوٹنے سے اشارہ کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارس مسلمانوں کے قبضہ میں آ جائے گا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ آخری چودھواں بادشاہ شہریار بن پرویز حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں ۲۳ھ میں قتل ہوا اور ملک فارس پر خادمان اسلام کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے بعد فارس میں آتش پرستی ہمیشہ کیلئے ختم ہو گئی۔

سورۃ مریم آیات ۱۶ سے ۳۲۔ جب وقت وضع حمل قریب آیا تو حضرت مریم آبادی سے دور درخت کھجور کی جڑوں پر بیٹھ گئیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تولد شریف کے بعد بی بی مریم نے نقاہت محسوس کی تو قدرت الٰہی سے کھجور کے تنے کو ہلانے سے پختہ کھجوریں گریں جو حضرت مریم نے تناول فرمائیں اور ایک چشمہ بھی بہہ نکلا۔ آپ نے پانی نوش فرمایا۔ دوسرے روز حکم الٰہی پا کر آبادی میں آ گئیں تو لوگوں نے عالم حیرت میں پوچھا مریم! یہ کیا؟ بی بی مریم نے شیر خوار بچہ (جو صرف دو دن کا تھا) کی طرف اشارہ کیا (یعنی یہ جواب دے گا) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور گفتگو فرمائی۔ ''میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔ اور اسی نے مجھے بابرکت کیا ہے' اسی نے مجھے حکم دیا ہے نماز ادا کرنے کا...... نہیں بنایا مجھے جابر اور بدبخت''۔

سرور دو جہاں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جب دنیا میں جلوہ گری فرمائی تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھے ہوئے سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے (جس سے آپ ﷺ اپنے علو مرتبہ کی طرف اشارہ فرما رہے تھے) آپ ﷺ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ فرمایا اور زبان فصیح و بلیغ سے فرمایا لا اِلٰه اِلَّا اللّٰه ۔ اِنی رسول اللّٰه۔ ربِّ هب لِیُ اُمَتِیُ ۔ (اے میرے رب میری امت کو بخش دے) آپ ﷺ نے از خود زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اپنے نبی ہونے کا اعلان فرما دیا اور اپنی امت کو بخشش کی دعا فرمائی۔ آپ ﷺ کا بدن پاکیزہ اور تیز بو کستوری کی طرح خوشبودار' ختنہ کئے ہوئے' ناف بریدہ آنکھیں قدرت الٰہی سے سرمگیں' مانگ نکلی ہوئی۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت درخشاں۔ چہرہ مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح نورانی' پاک صاف تھے اسی لئے تو سجدہ ادا کیا۔ سبحان اللہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجالس میں میلاد منایا کرتے تھے

۱) صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے دیکھا کہ

صحابہ کرام مل بیٹھے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ جلسہ کیسا ہے؟ وہ عرض کرنے لگے کہ یہ جلسہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد بجالائیں کہ اس نے آپ ﷺ کے ذریعہ ہم پر احسان فرمایا۔ حضور ﷺ یہ سن کر خوش ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ فرشتوں میں تم لوگوں پر فخر کر رہا ہے۔

۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے گھر میں ایک اجتماع سے نبی کریم ﷺ کی ولادت پاک کے واقعات بیان کر رہے تھے۔ صحابہ کرام محظوظ ہو رہے تھے اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ پڑھ رہے تھے۔ اس اثناء میں حضور پرنور ﷺ تشریف لائے فرمایا تمہارے لئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔

۳) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نبی ﷺ کے ساتھ حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر گیا وہ اپنے گھر میں اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں کو ولادت مصطفیٰ ﷺ کے واقعات کی تعلیم دے رہے تھے اور فرما رہے تھے یہی وہ دن ہے جس دن حضور ﷺ کی جلوہ گری ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور تمام فرشتے تمہارے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں جو شخص تیری طرح محفل میلاد کرے گا وہ تیری طرح نجات پائے گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور نعت رسول ﷺ

۴) حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی بجیر بکریاں چرایا کرتے تھے بجیر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے کلام پاک سن کر مسلمان ہوگئے۔ کعب کو خبر ملی تو انہوں نے حضور کی ہجو اور اسلام کی توہین میں اشعار لکھے اور حضرت بجیر کو لکھ بھیجے حضرت بجیر نے یہ ماجرا رسول اللہ ﷺ سے عرض کر دیا آپ نے کعب کا خون بدر فرما دیا۔ حضرت بجیر نے کعب کو اطلاع دی اور ترغیب دی کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر معافی مانگیں۔ چنانچہ کعب غزوہ تبوک ۹ھ سے پہلے

حاضر خدمت ہوئے۔ حضور ﷺ اس وقت مسجد نبوی میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ آپ کعب سے واقف نہ تھے کعب نے آپ کے ہاتھ مبارک میں اپنا ہاتھ دے کر عرض کیا یارسول اللہ! کعب بن زہیر مسلمان ہو کر امان طلب کرتا ہے۔ اجازت ہو تو اسے آپ کے پاس لے آؤں۔ حضور ﷺ نے اجازت فرمادی پھر کعب نے عرض کیا یارسول اللہ! کعب میں وہی ہوں۔ بعدازاں اسلام لاکرانہوں نے اپنا قصیدہ بانت سعاد پڑھا۔

جس میں اشعار طوطیہ کے بعد شعر ہیں۔

۱) اُنْبِئْتُ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَوْ عَدَنِیْ وَالْعَفُوْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَامُوْل

ترجمہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ بارگاہ رسالت سے میری نسبت وعید قتل صادر ہو چکی ہے۔ حالانکہ رسول اللہ سے عفو کی امید کی جاتی ہے۔

۲) اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَنَارُ بِہٖ مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مسکُوْلٌ

ترجمہ بیشک رسول اللہ ایسے نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کاٹ دار ہندی تلوار ہیں۔

تو اس قصیدہ سے خوش ہو کر رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب کو اپنی چادر[1] عطا فرمائی اور ان کی گزشتہ خطا کا ایک حرف بھی زبان مبارک پر نہ لائے۔ اللہ اکبر

۵) حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ یوں فرماتے ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی نعت تورات شریف میں یوں پاتے ہیں۔ ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں'' اور میرے پسندیدہ بندے ہیں' نہ کج خلق نہ سخت طبیعت' نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ معاف فرمانے والے' جائے پیدائش مکہ' ہجرت گاہ مدینہ طیبہ اور ملک ان کا شام ہے''۔

---

[1] یہ چادر مبارک کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کعب کے وارثوں سے بیس ہزار درہم میں خرید لی آج یہ چادر آل عثمانیہ کے توشہ خانہ میں ترکی میں موجود ہے۔ اللہ اکبر

ذکر ولادت حضور ﷺ کا حضرت حسان بن ثابت یوں فرماتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ آپ ﷺ کا میلاد شریف بیان کرتے تھے۔ مسجد نبوی ﷺ کے نورانی ماحول میں پروانے حاضر ہیں۔ منبر شریف بچھا ہوا ہے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ اپنی وجد آفرین آواز میں آفتاب رسالت ﷺ کے سامنے قصیدہ میلاد شریف پڑھ رہے ہیں۔

واحسن منك لم یرقط عینی
واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبراء من کل عیب
کانك قد خلقت کما تشاء

ترجمہ آپ جیسا حسین میری آنکھوں نے نہیں دیکھا اور آپ جیسا جمیل کسی ماں نے جنا نہیں۔ آپ تمام عیوب سے منزہ پیدا کئے گئے آپ کو ایسا پیدا کیا گیا جیسا کہ آپ نے چاہا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا دی ''مولا کریم حسان کی جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے مدد فرما''۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی یہ رباعی کتنی روشن دلیل ہے میلاد مصطفیٰ ﷺ پر اگر ایسی محافل ممنوع ہوتیں تو حضور نبی کریم ﷺ اس کے بارے میں انعقاد کی اجازت مسجد نبوی شریف میں نہ دیتے اور ہمیشہ کیلئے منع فرماتے اس کے برخلاف آپ خوش ہوئے اور بشارتیں اور دعائیں دیں۔

صحابہ کرام کی شان کے متعلق قرآن مجید کا بیان

فان امنو بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۳۷)

ترجمہ وہ (یہود و انصاری) ایمان لے آئیں جیسا کہ تم (صحابہ کرام) ایمان لائے ہو تو وہ یقیناً ہدایت پا گئے۔ یعنی صحابہ کرام ہدایت اور رہنمائی کا معیار ہیں ان کی پیروی

کی جائے۔قرآن مجید میں کئی جگہ آیا ہے رضی اللّٰہ عنھم ' ورضوا عنہ سورۃ توبہ آیت ۱۰۰' سورۃ مجادلہ آیت ۲۲۔ترجمہ راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہو گئے وہ (صحابہ کرام) (اللہ سے سورۃ البینہ آیت ۸٬۷ سورۃ المائدہ آیت ۱۱۹' سورۃ الفتح آیت ۱۸)

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے اس لئے راضی ہوا کہ ان کے اعمال' احکام الٰہی اور ارشادات حضور اکرم ﷺ کے عین مطابق تھے۔جب صحابہ کرام وہی کام کرتے جن کاموں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ خوش ہوتے تھے تو ہمیں صحابہ کرام کی اتباع میں میلاد مصطفیٰ ﷺ بھی منانا چاہیے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔الصحابی کالنّجوم 'یعنی میرے صحابہ کرام ستاروں کی مانند ہیں جس کی رہنمائی اختیار کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

شانِ صحابہ کرام

۱) صحابہ کرام ایسے تھے کہ اگر ایک صد ہوتے تو دو صد دشمنوں پر غالب آتے۔ (سورۃ انفال آیت ۶۶ تا ۶۸)

۲) رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سچے مومن ہیں۔(سورۃ انفال آیت ۷۴)

۳) صحابہ کرام راہ حق پر ہیں۔(سورۃ الحجرات آیت ۷،۸)

۴) صحابہ کرام کو دین کی سر بلندی کیلئے چن لیا گیا۔(سورۃ الحج آیت ۷۸)

۵) صحابہ کرام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی رفاقت کیلئے چن لیا ہے۔ (سورۃ النمل آیت ۵۹)

پس ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کا طریقہ کار حضور نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی اور ذکر میلاد کا فائدہ دنیاوی بھی ہے اور اخروی بھی اور مثالی بھی۔

پس معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اپنی نجی اور مختصر مجالس میں حضور نبی کریم ﷺ کا میلاد بڑے ذوق شوق سے مناتے تھے اور حضور ﷺ انہیں اپنی دعاؤں سے سرفراز

فرمایا کرتے۔

قارئین کرام کیلئے ثبوت فراہم ہوگیا کہ عہد رسالت میں صحابہ کرام میلاد مصطفیٰ ﷺ بڑے ادب اور تعظیم وتکریم سے منایا کرتے تھے۔

حضرت کعب احبار (تورات کے بڑے عالم) کوتورات خواب یاد تھی۔ جب یہ ایمان لائے تو صحابہ کرام ان کے پاس تشریف لے جایا کرتے اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرماتے بھائی کعب! ہمیں تورات شریف کی وہ آیات پڑھ کرسناؤ جس میں ہمارے اور تمہارے آقا ﷺ کا میلاد اللہ تعالیٰ نے منایا ہے حضرت کعب احبار تورات شریف سے وہ آیات سنایا کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم از حد محظوظ ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی ثناء اور حضور ﷺ پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتے۔ (مشکوٰۃ شریف باب فضائل سیّد المرسلین)

ایک تاریخی واقعہ

قریش مکہ نے جب مسلمانوں کو زیادہ ستانا شروع کردیا تو چھ سِن نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں ملک حبشہ ہجرت کر گئے جب قریش کو خبر ملی تو انہوں نے ایک سفارت بسر کردگی عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ شاہ نجاشی کی خدمت میں مع تحائف بھیجی۔ یہ سفراء وہاں پہنچ کر بادشاہ کے بطارقہ سے ملے' نذریں پیش کرنے کے بعد کہا کہ ہمارے چند نادان لونڈوں نے ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ جو نصرانیت اور بت پرستی دونوں سے جدا ہے وہ بھاگ کر یہاں پناہ گزین ہو گئے ہیں۔ ہمیں اشراف مکہ نے آپ کے بادشاہ کے پاس بھیجا ہے کہ ان کو واپس کر دے ہم بادشاہ سے درخواست کریں گے۔ آپ ہماری تائید کریں۔ چنانچہ سفراء نے دربار میں حاضر ہو کر شاہ نجاشی کو تحائف پیش کرنے کے بعد سارا قصہ بیان کیا۔ بطارقہ نے سفراء کی تائید کی مگر نجاشی نے مہاجرین کو دربار میں طلب کیا اور مہاجرین سے وضاحت طلب کی تو مہاجرین کی طرف سے حضرت جعفر بن ابی طالب

نے اس طرح تقریر شروع کی۔

''شاہا! ہم لوگ ایک جاہل قوم تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے' مردار کھاتے تھے' ہم اس حال میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا جس کے نسب وصدق وامانت اور پرہیزگاری سے ہم لوگ پہلے سے واقف تھے اس نے ہم کو یہ دعوت دی کہ ہم خدا کو ایک جانیں۔ اس کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں' بتوں کی پوجا جو ہمارے باپ دادا اور ہم کرتے تھے چھوڑ دیں' سچ بولا کریں' امانت ادا کریں' اپنوں سے محبت اور سلوک رکھیں' ہمسایوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں' محارم اور خون ریزی سے باز آئیں' یتیموں کا مال نہ کھائیں' عفیف عورتوں پر تہمت نہ لگائیں' نماز پڑھیں' صدقہ دیں' روزے رکھیں' پس ہم اس پر ایمان لائے' اللہ کی عبادت کرنے لگے شرک اور بت پرستی چھوڑ دی۔

اس جرم میں ہماری قوم ہم پر ٹوٹ پڑی اور اذیت دیکر مجبور کرنے لگی کہ ہم اللہ کی عبادت چھوڑ کر پھر بتوں کو پوجنے لگ جائیں انہوں نے جب ہم پر قہر وظلم کیا اور فرائض مذہبی میں سدراہ بن گئے تو ہم آپ کے ملک میں آپ کی پناہ میں آ گئے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہ ہوگا۔

یہ تقریر سن کر نجاشی نے کہا تمہارے پیغمبر پر جو کلام اترا ہے اس میں سے کچھ سناؤ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۃ مریم کی چند آیات پڑھیں۔ نجاشی اور اس کے اساقفہ اتنے روئے کہ داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ پھر نجاشی نے سفیروں سے کہا کہ تم واپس جاؤ اللہ کی قسم میں ان کو تمہارے حوالے نہ کروں گا۔

دوسرے دن عمرو بن العاص نے دربار میں حاضر ہو کر کہا حضور! یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق برا عقیدہ رکھتے ہیں۔ نجاشی نے مسلمانوں کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ

نے کہا کہ ہمارے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے، پیغمبر، روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں یہ سن کر نجاشی نے زمین پر سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا واللہ جو تم نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے ایک تنکے برابر بھی زیادہ نہیں ہیں۔ پس اس نے سفارت ناکام واپس کردی۔

اس تمام واقعہ سے معلوم ہوگیا کہ صحابہ کرام شروع سے ہی موقع ملنے پر اور پریشانی میں نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کے واقعات سنایا کرتے تھے اور کامیابی حاصل کرتے تھے۔ یہ تمام کی تمام گفتگو بھرے دربار میں ہوئی جہاں کافی اجتماع تھا۔

حضور ﷺ کی امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی

۱) رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

ان اللہ لایجتمع امتی او قال امہ محمد علی الضلالۃ۔

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنہ)

ترجمہ تحقیق میری امت کو اللہ تعالیٰ جمع نہ کرے گا یا فرمایا امت محمد یہ کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔

۲) حضور ﷺ نے فرمایا:

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

(ترمذی شریف ص ۳: ۲۶۸، ابن ماجہ ص ۲۳۲)

ترجمہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ یعنی جو کام انبیاء بنی اسرائیل کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ میری امت کے علماء حق سے وہ کام لے گا۔

عہد رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجالس میلاد کیوں منعقد نہ کر سکے

یہ درست ہے کہ جس بڑے پیانہ پر آج کل عید میلاد النبی ﷺ منائی جاتی

ہے اس طرح صحابہ کرام یا تابعین یا تبع تابعین کے زمانہ میں نہ منائی گئی بلکہ دو تین صدیوں تک اس کا سلسلہ اس طرح نہیں ملتا۔

۱) علامہ محمد عالم آسی امرتسری اپنے ایک تحقیقی مضمون میں لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مجالس کی ضرورت نہ تھی کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے موجود تھے اس وقت تو اس ذکر کی اجتماعی ضرورت نہ تھی۔

۲) صحابہ کرام کو بھی اتنی فرصت نہ تھی کیونکہ ملکی مسائل، جنگیں اور تنازعات سنگین تھے کہ ادھر متوجہ ہونا ممکن نہ تھا۔

۳) عہد امامت میں اسلام میں رخنہ اندازی کی کوششیں علوم جدیدہ اور دیگر مسائل فن احادیث تدوین مسائل اور جمع روایات پر جو توجہ دی گئی وہی بڑی بات ہے۔

علامہ آسی لکھتے ہیں تاریخی نقطہ نگاہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ مجالس میلاد یا مجالس ذکر و شغل کی طرف مسلمانوں کی زیادہ تر توجہ اس وقت ہوئی جبکہ ضروریات اسلام سے فراغت پا کر مسلمان اپنی حکومت اور اسلامی ترقیات سے بہرہ ور ہو کر آرام سے زندگی بسر کرنے لگے اور غیر اقوام کے میل جول نے ان کو اس امر کی طرف مجبور کیا کہ جس طرح وہ لوگ اپنے اسلاف کی یادگاریں قائم کرتے تھے اسی طرح دوش بدوش مسلمان بھی اسلامی شان و شوکت ظاہر کرنے کیلئے مجبور ہو گئے کہ وہ بھی ''ایام اللہ'' منانے کی کوشش کریں۔

علامہ محمد عالم آسی لکھتے ہیں یوں تو تخم ریزی کے طور پر یہ عید عہد صحابہ میں ہی منائی جاتی تھی۔ مگر اس شان و شوکت اور زیب و زینت سے نہیں جیسا کہ آج کل ملک مصر میں شاہ مصر اور اہل مصر مناتے ہیں کیونکہ عہد صحابہ میں تمام کام بالکل سادہ نمونہ پر تھے۔ یہاں تک کہ قرآن شریف پر حرکات اور نقاط بھی بہت کم تھے تو جس طرح قرآن شریف پر بعد میں خصوصاً آج کل رنگ آمیزیاں کی گئی ہیں ان کا دسواں حصہ بھی اس

وقت موجود نہ تھا۔ اسی طرح عید میلاد النبی ﷺ پر ایثار اور اخلاص کے اثار اسی قدر نمودار ہوتے گئے جس قدر تمدن اور فارغ البالی ہوتی گئی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس دوران میں حضور ﷺ کے یوم پیدائش کی اہمیت ہمارے اسلاف کے پیش نظر نہ تھی۔ جب اصحاب رسول نے سرکار کی زبان مبارک سے یہ سنا ہوگا کہ سرکار اس لئے پیر کو روزہ رکھتے ہیں کہ اس دن وہ (ﷺ) اس دنیائے آب وگل میں تشریف لائے تھے تو میلاد سرکار ﷺ کے بارے میں ان کے دلوں میں کیا کیا خیالات پیدا نہیں ہوئے ہوں گے۔

عادت الٰہی

عادت الٰہی یہی ہے کہ ہر شے ابتداء سے انتہا تک مختلف مرحلوں سے گزر کر اور مختلف منزلوں کو عبور کر کے مکمل ہوتی ہے۔ نماز کو ہی لیجئے امت محمدیہ پر ابتدا میں عہد رسالت میں فجر اور مغرب دو وقت کی نماز فرض تھی۔ ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے جب رسول ﷺ کو معراج ہوئی تو پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں۔ سفر اور حضر میں سوائے مغرب کے دو رکعت فرض ہوئی تھیں یعنی کُل گیارہ رکعت۔ ہجرت کے بعد چھ رکعت اور زیادہ کر دی گئیں اور فرض رکعت کی موجودہ تعداد ۱۷ بن گئی۔ (4+3+4+4+2) پھر تراویح عہد نبوی سے چل کر عہد فاروقی میں شباب تک پہنچی۔

پردہ کا حکم تین منازل میں مکمل ہوا۔ سورۃ نور آیت ۳۰، ۳۱ پھر سورۃ احزاب آیت ۵۹ پھر تیسرا حکم سورۃ نور آیت ۶۰۔

شراب کی حرمت کا حکم تین مرحلوں میں مکمل ہوا۔ پہلا حکم سورۃ البقرہ آیت ۲۱۹ دوسرا حکم سورۃ النساء آیت ۴۳، تیسرا حکم سورۃ المائدہ آیت ۹۰۔ رمضان شریف میں روزوں کی موجودہ صورت بتدریج چند ایک منزلوں کے بعد ہوئی۔ ابتداء میں حضور ﷺ نے مسلمانوں کو ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا تھا۔ یہ

روزے فرض نہ تھے۔ ۲ ہجری میں ماہ رمضان میں روزے رکھنے کا حکم قرآن مجید کی سورۃ البقرہ آیات ۱۸۳ سے ۱۸۵۔ روزوں کے دوران اپنی بیویوں کے پاس جانا بالکل منع تھا۔ پھر رات میں جانے کی اجازت مل گئی۔ مگر اعتکاف کے دوران بدستور پابندی رہی۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷)

خود حضرت انسان کو ہی لیجئے۔ قطرہ سے خون بستہ بننا۔ پھر خون بستہ کا ہڈیاں بننا۔ ہڈیوں پر گوشت کا چڑھنا' اس کے بعد ہڈیوں کا صورت شکل اختیار کرنا۔ پھر بن سنور کر عالم آب وگل میں جلوہ گر ہونا۔ کئی منزلیں طے کرنا' شیر خوارگی' طفلی' لڑکپن پھر بلوغت پھر جواں رعنا۔ قطرہ سے دریا بن جانا اور بحر و بر پر چھا جانا۔ آخرش کشمکش حیات میں شریک ہو کر عقل کے جوہر دکھانا کہ ایک عالم انگشت بدندان رہ جائے۔

(سورۃ المومنون آیات ۱۳ سے ۱۴' سورۃ السجدہ آیات ۷ سے ۹' سورۃ القیمہ آیات ۳۶ سے ۴۰)

ایک ننھا سا بیج کس طرح بڑھتا ہے پروان چڑھتا ہے درخت بن جاتا ہے۔ پھول کھلتے ہیں' پھل آتا ہے' ایک بیج لاکھوں بیجوں کو جنم دیتا ہے۔ تحریر کو لیجئے بات تصویروں سے چلی تھی۔ پریس کو لیجئے۔ گنتی کے اعداد کو دیکھئے۔ کمپیوٹر کی ایجاد ہی کو لیجئے دور کیوں جائیں قرآن کریم کو ہی لیجئے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا کہ ہم نے ذکر اتار۔ (رب ذوالجلال کا ذکر محمد رسول اللہ ﷺ کا ذکر) ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

(استفادہ از مضمون عید میلاد النبی ﷺ پس منظر پیش منظر ماہنامہ انوار لاثانی مئی جون ۲۰۰۴ از پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد نقشبندی مجددی)

ڈاکٹر علی الجندی

ڈاکٹر علی الجندی ۳۲۷ھ/۱۳۳۲ء یمنی شافعی دور رسالت میں خلفائے راشدین کے زمانے اور بنو امیہ کے دور میں عید میلاد النبی ﷺ کو اس اہتمام کے ساتھ نہ منانے کی وجوہات کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

۱) چونکہ یہ تقریب خود سرکار دو عالم ﷺ کی ذات والا صفات سے متعلق تھی اور آپ دیگر سلاطین کی طرح اپنی تشہیر نہیں چاہتے تھے بلکہ تواضع اختیار فرماتے اس لئے آپ نے اس انداز میں یعنی موجودہ طریق پر عید میلاد النبی کو رواج نہیں دیا۔

۲) خلفائے راشدین میں سے پہلے دو (۲) خلفاء کا دور جہاد اور اسلامی حکومت کے قیام کا دور تھا۔ جبکہ تیسرے اور چوتھے خلیفہ کا دور حکومت فتنہ وفساد کا زمانہ تھا۔ اس لئے ان کی کامل توجہ ان امور کی طرف رہی اور جشن میلاد کی طرف زیادہ توجہ نہ ہو سکی۔

۳) بنوامیہ کے عہد میں فتوحات کا سلسلہ وسیع تھا نیز اس دور میں بغاوتوں کے قلع قمع کرنے کی طرف توجہ زیادہ تھی۔ لہٰذا اس طرح پوری توجہ نہ دی جا سکی۔

مندرجہ بالا سطور سے واضح ہو گیا کہ عہد رسالت عہد صحابہ اور بعد میں دوسری صدی ہجری کے اختتام تک میلاد النبی ﷺ کیوں موجودہ صورت میں نہ منایا جاتا رہا۔ منکرین میلاد النبی ﷺ سے سوال ہے کہ کیا وہ جملہ امور صحابہ کرام کی طرح ادا کر رہے ہیں۔ (۱) کیا وہ جذبہ جہاد موجود ہے جو صحابہ کرام سے ظاہر ہے۔ (۲) کیا اسلام کی سربلندی کیلئے ان کا مال و دولت اور جان عزیز اس طرح فدا کیا جاتا ہے۔ (۳) کیا ان کی نمازیں صحابہ کرام کی نہج پر ہیں۔ (۴) کیا ان کی زندگیاں اسی طرح سادہ گزرتی ہیں۔ کیا ان میں نبی ﷺ کی ذات پر مر مٹنے کا وہی جذبہ ہے جو صحابہ کا تھا۔ (۵) ماضی بعید میں فوجی قوت کے اظہار کا ذریعہ تیغ وسنان، تیر وکمان، نیزے زرہ بکتر اور گھوڑے اونٹ وغیرہ تھے۔ اس قسم کے سامان حرب کی فراوانی دشمن پر ہیبت طاری کر دیتی تھی۔ پھر قلعہ شکن دماموں اور کوہ پیکر منجنیقون کا دور آیا اس کے بعد توپیں ایجاد ہوئیں۔ اس دور کے جدید آلات کے مقابلے میں قدیم دور کے آلات بے بس ہو کر رہ گئے، اب ہمارے دور میں جدید ترین آلات کی موجودگی میں پہلے آلات حرب فرسودہ بے معنی ہو کر رہ گئے جو کبھی دوسروں پر خوف ودہشت طاری کر دیتے تھے (اب

زمانہ ہے میزائل کا جنگی جہازوں کا' طیارہ شکن آلات' ٹینک ریڈار وغیرہ کا) اگر کوئی اصرار کرے کہ آج بھی شوکت اسلام اور فوجی قوت کا مظاہرہ کرنے کیلئے پرانی طرز کے آلات (تیر کمان' نیزے' تیر وتفنگ) ہی کافی ہیں کیونکہ صحابہ کرام نے انہی چیزوں کو اپنایا تھا اور دشمنوں کو خوف زدہ کیا ان کے سوا عسکری قوت کے مظاہرے اور اپنی دفاعی لائن مضبوط بنانے کیلئے کسی جدید سامان کی ضرورت نہیں' بحریہ کی آبدوزیں' جنگی بیڑے' حساس آلات' بمبار طیارے' میزائل' جدید توپیں' ٹینک' ریڈار' جاسوسی آلات اور حساس نظام سب غیر ضروری ہیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں استعمال نہیں کیا۔ اس لئے اسلامی فوجی قوت کے اظہار کیلئے یہ تمام ذرائع حرام اور ناقابل قبول ہیں تو ایسی سوچ رکھنے والے شخص کی ذہنی تسلی کیلئے یہی کہا جائے گا کہ یہاں قانون ارتقاء کارفرما ہے۔ دور جدید نے ضرورت بدل دی ہے۔ اب جدید آلات استعمال نہ کرنا اپنی ہلاکت کو دعوت اور خدا کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اس جدید عسکری نظام کو اپنائے بغیر خدا کے اس حکم (دفاعی مضبوطی) پر عمل ہی نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح دور جدید نے اظہار مسرت کے طریقے بدل دیئے۔ حضرات صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی مدینہ منورہ آمد پر جلوس نکالا وہ اس دور کے لحاظ سے بے مثال اور عظیم الشان تھا۔ حالانکہ اظہار شوکت کیلئے ان کے پاس صرف تلواریں تھیں۔ گاڑیاں' کاریں' بحری جہاز' بندوقیں توپیں نہ تھیں۔ وگرنہ وہ توپوں سے سلامی دیتے۔ ہوائی جہاز سے پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے۔ بندوقیں داغتے' کاروں کے بیڑے کے ساتھ چلتے' اس لئے دور جدید کا مسلمان اگر حضور اکرم ﷺ کی یاد میں جلوس نکالتا ہے اور اظہار مسرت کیلئے جدید ترین ایجادات اور طریقوں کو استعمال کرتا ہے یا سرکاری اور قومی سطح پر اس کو مناتا ہے تو اس میں سعادت ہے کسی قسم کی قباحت نہیں اور نہ ہی بدعت۔ (ماخوذ از مضمون جشن میلاد کا فلسفہ از قلم علامہ محمد معراج الاسلام ماہنامہ ضیائے حرم عید میلاد

النبی ﷺ نمبر نومبر، دسمبر ۱۹۸۹ء)

چند تاریخی واقعات

۱) ایک دفعہ بنوتمیم کا وفد جو ستر اسی نفوس پر مشتمل تھا مدینہ طیبہ میں آیا۔ وفد میں قبیلہ کا سردار۔ خطیب اور شاعر بھی تھا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے حجرہ مبارک میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ وفد کے لوگوں نے آپ ﷺ کی آمد کا انتظار نہ کیا اور حضور کا نام نامی لے کر آوازیں دینے لگے۔ باہر آیئے ہمارے پاس۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے تو ان لوگوں نے شیخی بگھارتے ہوئے کہا ''ہم جس کی مدح کرتے ہیں اسے مزین کر دیتے ہیں۔ جس کی مذمت کرتے ہیں اس کو معیوب بنا دیتے ہیں۔ ہم تمام عربوں سے اشرف ہیں۔ سچے نبی نے فرمایا ''اے بنی تمیم! تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدح باعث زینت ہے اور اس کی ہی مذمت باعث حقارت ہے اور تم سے اشرف حضرت یوسف ہیں''۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہم مفاخرت کی غرض سے آئے ہیں۔ چنانچہ پہلے ان کا خطیب عطارد بن حاجب کھڑا ہوا اور اپنے قبیلے کی توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے اور اپنی فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ کو اس کا جواب دینے کا حکم فرمایا۔ مکتب نبوت کا یہ تلمیذ ارشد جب لب کشا ہوا تو ان کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ سہم کر رہ گئے۔ اس کے بعد ان کا شاعر زبرقان بن بدر کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ ان کے مفاخر کی دھجیاں بکھیر دیں اور اسلام کی صداقت اور حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کو اس انداز میں بیان فرمایا کہ ان کا غرور خاک میں مل گیا۔ وفد کے سرداروں کو تسلیم کرنا پڑا کہ نہ ہمارا خطیب حضور کے خطیب کا ہم پلہ ہے اور نہ ہمارا شاعر دربار رسالت کے شاعر سے کوئی نسبت رکھتا ہے۔

(حاشیہ تفسیر آیت ۴ سورہ الحجرات۔ضیاء القرآن)

پس معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی دستور قدیم ہے۔یہ واقعہ ۹ھ کا ہے اور مسجد نبوی کا۔حضور ﷺ بنفس نفیس رونق افروز مجلس مبارک تھے۔

۲) فتح مکہ رمضان ۸ھ میں غزوہ حنین پیش آیا جب ہوازن کو شکست ہوگئی اور محاصرہ طائف کے اٹھا لینے کے بعد حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ غنائم اور اسیران جنگ کو جعرانہ میں جمع کیا جائے۔چنانچہ جعرانہ میں آپ ﷺ نے دس دن سے کچھ زیادہ ہوازن کا انتظار کیا۔وہ نہ آئے تو آپ نے مال غنیمت تقسیم کردیا۔

جب جعرانہ میں اسیران جنگ کی تقسیم ہو چکی تو ہوازن کا وفد حاضر خدمت ہوا۔ حضور ﷺ کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ قبیلہ سعد بن بکر بن ہوازن سے تھیں۔وفد میں آپ کا رضاعی چچا بھی تھا۔وفد نے پہلے اپنی طرف سے اور اپنی قوم کی طرف سے اسلام قبول کیا اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی پھر وفد کے رئیس زہیر بن حرو سعدی صرہ نے یوں تقریر کی۔یارسول اللہ ﷺ! اسیران جنگ میں سے جو عورتیں چھپروں میں ہیں وہ آپ کی پھوپھیاں اور خالائیں ہیں جو آپ کی پرورش کی کفیل تھیں۔اگر ہم نے حارث ابن ابی ثمر (امیر شام) یا نعمان بن منذر (شاہ عراق) کو دودھ پلایا ہوتا پھر اس طرح کی مصیبت آپڑتی تو ہمیں ان سے مہربانی اور فائدہ کی توقع ہوتی مگر آپ سے تو زیادہ توقع ہے کیونکہ آپ فضل وشرف میں ہر مکفول سے بڑھ کر ہیں۔اس کے بعد آپ کے رضاعی چچا ابو ثروان نے یوں خطاب کیا۔یارسول اللہ ﷺ ان چھپروں میں آپ کی پھوپھیاں اور خالائیں اور بہنیں ہیں۔انہوں نے آپ کو اپنی گود میں پالا ہے اور اپنے پستان سے دودھ پلایا ہے۔میں نے آپ کو دودھ پیتے دیکھا کوئی دودھ پیتا بچہ آپ سے بہتر نہ دیکھا۔میں نے آپ کو دودھ چھڑایا ہوا دیکھا۔کوئی دودھ چھڑایا ہوا بچہ میں نے آپ سے بہتر نہیں دیکھا۔پھر میں نے آپ کو

نوجوان دیکھا۔کوئی نوجوان میں نے آپ سے بہتر نہ دیکھا۔آپ میں خصائص خیر کامل طور پر موجود ہیں اور باوجود اس کے ہم آپ کے اہل کنبہ میں ہیں آپ ہم پر احسان کریں اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے گا۔

یہ تقریر سن کر آپ ﷺ نے فرمایا میں نے غنائم آپ کے انتظار کے بعد تقسیم کئے ہیں اب تم اسیران جنگ یا غنائم میں سے ایک اختیار کرلو۔انہوں نے کہا ہم اسیران جنگ کی رہائی چاہتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے خاندان کے حصہ کا اختیار ہے۔باقی کیلئے اوروں کی اجازت درکار ہے تم نماز ظہر کے بعد اپنی درخواست پیش کرنا۔ چنانچہ نماز ظہر کے بعد انہوں نے اظہار مطلب کیا۔پھر آپ نے حمد و ثناء کے بعد خطاب فرمایا۔"تمہارے بھائی مسلمان ہو کر آئے ہیں۔میری رائے ہے کہ اسیران جنگ ان کو واپس کر دوں تم میں سے جو بغیر عوض کے واپس کرنا چاہتے ہیں کر دیں اور جو عوض لینا چاہتے ہیں ہم پہلی غنیمت میں سے جو ہاتھ آئے گی ادا کر دیں گے۔

قصہ کوتاہ تمام مہاجرین وانصار نے بغیر عوض واپس کر دینا منظور کرلیا اس طرح چھ ہزار اسیر رہا کر دیئے گئے۔اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مناسب موقع ملنے پر اہل اسلام رسول اللہ ﷺ کی مدح سرائی کرتے تھے اور حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم کے بعد زبان سے کچھ تعریفی اشعار یا تقریر پیش کرتے تھے اور حضور ﷺ مدح سرائی سے جو حقیقت پر مبنی ہوتی تھی خوش ہو کر ان کی مشکل کشائی کرتے اور عفو کرم فرماتے۔

(از سیرت رسول عربی مصنفہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ)

۳) امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایران کی فتح کیلئے اسلامی لشکر بھیجا تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ امیر لشکر اسلام کو حکم دیا کہ قادسیہ کی جنگ سے قبل اسلامی سفیروں کو تبلیغ اسلام کیلئے ایرانی لشکر میں بھیجا جائے۔چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اشعت بن قیس کندی کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔

رستم سپہ سالار اور ایرانی فوج سے گفتگو کے بعد سفیروں کو شہنشاہ یزدگرد کے دربار میں مدائن بھیج دیا گیا۔ سفیروں نے شہنشاہ کو اسلام پیش کیا اور دوران گفتگو شہنشاہ نے کہا تمہیں یاد نہیں روئے زمین پر عربوں سے ذلیل اور بد بخت قوم کوئی نہ تھی۔ دنیا بھر کی ضلالتیں اور برائیاں تم میں جمع تھیں لیکن آج تم میں ہمیں محکوم اور باجگزار بنا کر تہذیب وتمدن سکھانے کا حوصلہ ہے۔ اس نے جوشِ غضب میں کہا اگر سفیروں کو قتل کرنا روا ہوتا تو تم میں سے کوئی گردن سلامت لے کر نہ جاتا۔ یہ تحقیر آمیز تقریر سن کر حضرت مغیرہ بن زرارہ نے جواباً کہا: بادشاہ۔ یہ سچ ہے کہ ہم بت پرست تھے، سخت گمراہ تھے، اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے، باہم لڑتے تھے لیکن مالک الملک نے ہم پر رحم کیا کہ ہم میں ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے ہمیں چاہ ذلت سے نکال کر اوج عزت پر پہنچایا کہ آج ہم الحمدللہ آسمان عظمت کے تاج ہیں۔ اس کے بعد یزدجرد نے رستم کو سخت تنبیہ کی کہ اس نے ان مسلمان سفیروں کو میرے پاس کیوں بھیجا۔

اس تاریخی واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے عربوں کی کیسی حالت تھی اور مشکل کے وقت وہ اپنے نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی کرتے اور اپنے مقاصد میں کامیاب اور کامران ہوتے۔ پس معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی مدح سرائی صحابہ کرام اور مسلمان موقعہ ملنے پر ضرور کرتے تھے۔

۴) عاصم بن عمرو بن حضرت قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنی حاجت کیلئے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دربار میں پہنچے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم کس خاندان سے ہو اس نے جواب میں دو شعر پڑھے۔

ترجمہ میں اس انسان کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ رخسار پر بہہ گئی تھی۔ پھر دست مصطفیٰ ﷺ سے دوبارہ اپنی جگہ پر بہترین انداز میں لوٹا دی گئی اور وہ اس طرح ہوگئی جیسے کہ اس سے پہلے تھی کیا ہی حسین تھی وہ آنکھ اور کیا ہی حسین تھا اس کا لوٹانا۔ یہ سن کر

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ نے اس کی تکریم کی اور اس کی حاجت کے علاوہ اسے بہت کچھ دیا۔ روایت ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ جب تک زندہ رہے ان کا چہرہ ترو تازہ اور حسین و جمیل رہا۔ آنکھ کی بینائی پہلے سے زیادہ ہوگئی۔ (جس چہرہ اور آنکھ پر سرکار دو عالم ﷺ کا دست شفقت لگا ہو اس کی رعنائیاں بھلا کب ماند پڑ سکتی ہیں۔

(استفادہ از سیّد الوریٰ ضیاء النبی)

دیکھئے کہ عاصم بن عمرو بن حضرت قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضور ﷺ کی مدحت اور اس مشہور واقعہ کا ذکر کیا جو غزوہ احد میں پیش آیا تھا پس معلوم ہوا کہ عاشقان رسول حضرت محمد ﷺ کی قصیدہ گوئی لازم جانتے تھے۔ اس نسبت سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ نے اس کی تکریم کی اور حاجت سے بہت کچھ زیادہ دیا۔ روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ کی مدحت کرنا اور مدحت کرنے والوں کی عزت و تعظیم کرنا احسن طریقہ ہے جو مدت سے رواج پذیر ہے۔

عہد رسالت اور عہد خلافت میں میلاد النبی ﷺ منانے کی تخم ریزی ہو چکی تھی۔ اب دیکھنا ہے کہ یہ پودا کیسے اور کب نخل تناور بن گیا۔

علامہ سخاوی

امام سخاوی (۱۸۳۱ھ/۱۴۲۷ء) فرماتے ہیں کہ میلاد شریف (مروجہ) کا رواج رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کے تین صدی بعد ہوا (یعنی عہد عباسیہ میں) اس کے بعد تمام ممالک و احصار میں مسلمان عالم میلاد النبی ﷺ مناتے تھے۔

اس بیان سے یہ تصدیق ہوگئی کہ محفل میلاد کا باقاعدہ سلسلہ چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوا۔ جب آغاز ہوا تو انتہا تک ایک ضابطہ قائم ہو گیا اور ایک مستقل صورت و شکل نکل آئی معلوم تاریخ کے مطابق عوامی سطح پر عمر بن ملا محمد موصلی نے باضابطہ محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ قائم کی یہ ایک متقی اور نیک انسان تھا۔ جس کا شمار علماء امت میں ہوتا

تھا۔ پھر جس بادشاہ نے اس کی پیروی کی اور سرکاری سطح پر جشن ولادت باسعادت منایا وہ موصل کے حکمرانوں میں سلطان اربل ملک معظم ابوسعید مظفر الدین تھے۔ (پیدائش ۵۴۹ھ) جن کی فرمائش پر حضرت حافظ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ[1] (۶۳۵ھ/۱۲۳۲ء) نے حضور ﷺ کے میلاد کے موضوع پر ایک کتاب "التنویر فی مولد البشیر النذیر" لکھی تھی۔ غالباً اس موضوع پر پہلی کتاب تھی۔ بادشاہ خوش ہوا اور ان کو ایک ہزار دینار انعام دیا۔ ابن خلکان اربلی شافعی (موصل) (۶۸۱/۱۲۸۲) نے بادشاہ اربل کے جشن کا آنکھوں دیکھا حال شرح وبسط سے بیان کیا ہے آل زیان کے حکمران نہایت عمدہ طریقہ پر محفل میلاد کا اہتمام کرتے تھے بالخصوص ان میں سے ایک حکمران ابوحموموسیٰ بن یوسف زیانی تو اس سلسلہ میں تمام حکمرانوں سے سبقت لے گیا۔

یہ بادشاہ ۱۲ ربیع الاوّل کی رات کو ایک بہت بڑا عمومی اجتماع منعقد کرتا تھا۔ دعوت عام ہوتی تھی، غنی، فقراء، امیر، گدا سب جمع ہوتے تھے۔ ۸۷۲ھ میں جب سلطان الاشراف تارابی نے مصری حکومت کی زمام اقتدار سنبھالی تو یہ میلاد النبی ﷺ کے جشن میں سبقت لے گیا۔ سلطان تلمستان کے دور میں جشن ﷺ کا اہتمام بہت اعلیٰ پیمانے پر ہوتا تھا۔ ابن خلکان نے سلطان اربل ملک معظم ابوسعید مظفر الدین کے جشن میلاد النبی ﷺ کا آنکھوں دیکھا حال اس طرح لکھا ہے۔

۱) اس جشن میں شرکت کیلئے قرب جوار سے بکثرت لوگ آتے تھے۔ جن میں علماء وصلحاء واعظین حافظ شعراء سب ہوتے تھے۔ یہ آمد آغاز محرم سے ربیع الاوّل کے آغاز تک رہتی ہے۔

۲) سلطان ایک وسیع میدان میں لکڑی کے خوبصورت قبے اور خیمے امراء اور

---

[1] ابوالخطاب حضرت عمر بن حسن دحیہ کلبی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ جو شاہ اربل کے دربار میں ۶۰۴ھ/۱۲۰۷ء حاضر ہوئے تھے۔

ارکان حکومت کے قیام کیلئے بنواتا تھا۔

۳) ولادت باسعادت کی رات بکثرت جانور ذبح کراتا اور قسم قسم کے کھانے پکواتا اسی رات مغرب کے بعد قلعہ میں محفل میلاد منعقد ہوتی بادشاہ خود "شمع بردار جلوس" کے ساتھ آتا۔

۴) ساری رات محفل ہوتی صبح کو فرش فروش، بچھتے اور محتاجوں کو کھانا کھلایا جاتا۔ عوام خواص سب ہی کھاتے یہ سلسلہ عصر تک جاری رہتا۔ اس اہتمام پر اس زمانے میں تین لاکھ دینار خرچ ہوتے تھے۔

ڈاکٹر علی[1] الجندی لکھتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء) کے بقول سب سے پہلے جشن میلاد النبی ﷺ شاہ اربل ابوسعید بن زین الدین بن سبکتگین نے منایا۔ اس تقریب سعید کا آغاز فاطمی دور (۹۰۹ء تا ۱۱۷۱ء) سے ہو چکا تھا۔ فاطمی حکومت شمالی افریقہ اور مصر تک تھی۔

فاطمی حکومت کے بعد ایوبیہ خاندان کی چھٹی صدی ہجری سے بارہویں صدی ہجری تک) حکومت رہی تو سرکاری سطح پر تقریبات ختم کردی گئیں لیکن مصری عوام نے محفل میلاد کے انعقاد کا سلسلہ جاری رکھا ایوبیہ خاندان کے بانی صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ سلطان تلمستان[2] کے دور میں ایسی محافل کا ذکر اس طرح آیا ہے کہ سلطان کے کارندے معززین کے مشورہ سے میلاد النبی ﷺ میں ایک عام دعوت کا انتظام کرتے جس میں عوام اور خواص کو شرکت کی اجازت تھی محفل میں اعلیٰ قسم کے قالین اور

---

[1] علی الجندی ابوعبداللہ یمنی شافعی۔ مورخ اور فقیہہ ۷۳۲ھ

[2] خاندان عبدالواد کا ابوزیان ابوحموموسیٰ ثانی شاہ تلمستان (الجزائر) ۷۲۳ھ میں پیدا ہوا ۷۹۱ھ میں قتل ہوا۔ تلمستان کے حکمران اہلسنّت و جماعت مسلک پر تھے۔ تلمستان الجزائر کا ایک خوبصورت شہر ہے۔ تیسری صدی ہجری میں لوگوں نے اسلام قبول کیا اکثریت اہلسنّت و جماعت کی ہے۔ ۱۷۶ء ابوحموموسیٰ ثانی نے اپنی بادشاہت کا اعلان کیا۔

منقش پھول دار چادریں بچھائی جاتیں۔ بڑے بڑے شمع دان روشن کئے جاتے بڑے بڑے دستر خوان بچھائے جاتے تمام حاضرین کے سامنے انواع واقسام کے کھانے رکھے جاتے۔ محفل میں اعلیٰ قسم کی خوشبوئیں بسائی جاتیں مہمانوں کو حسب مراتب ترتیب وار بٹھایا جاتا تھا۔ حاضرین پر عظمت نبوت ﷺ کا جلال چھایا رہتا۔ سامعین سرکار دو عالم ﷺ کے مناقب وفضائل اور ایسے پاکیزہ بیانات ونصائح سنتے کہ انہیں گناہوں سے توبہ کرنے کی رغبت ہو جاتی۔

تاج کمپنی کے مطبوعہ کتاب ''محمد رسول اللہ'' کے مصنف شیخ محمد رضا مصری رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں بھی مسلمان عالم اپنے اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ان میں میلاد النبی ﷺ کے متعلق بیانات ہوتے ہیں۔ فقرا اور مساکین میں خیرات تقسیم کی جاتی ہے۔ خاص شہر قاہرہ میں اس روز ظہر کے بعد ایک پیادہ جلوس کمشنر آفس کے سامنے سے گزرتا ہوا عباسیہ میدان پر ختم ہوتا ہے۔ جلوس کے راستوں میں ہجوم بڑھتا جاتا ہے۔ جلوس کے آگے پولیس کے سوار دستے اور دونوں طرف فوج کے کچھ افسر ہوتے ہیں۔ مصر میں یہ مبارک دن حکومت کی طرف سے منایا جاتا ہے عباسیہ میں وزراء اور حکام کیلئے شامیانے نصب کئے جاتے ہیں خود شاہ وقت یا ان کے نائب جلسہ گاہ میں حاضر ہوتے ہیں شاہ کے پہنچنے پر فوج سلامی دیتی ہے پھر شاہ شامیانے میں داخل ہوتے ہیں اس کے بعد صوفیا' مشائخ طریقت اپنے اپنے جھنڈے لئے وہاں پہنچتے ہیں۔ جن کا استقبال خود شاہ کرتے ہیں۔اس کے بعد شاہ خود شیخ المشائخ کے شامیانے میں حاضر ہو کر ذکر میلاد النبی ﷺ سماعت فرماتے ہیں۔ محفل ختم ہونے پر شاہ میلاد بیان کرنے والوں کو شاہانہ خلعت عطا کرتے ہیں۔ پھر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ شربت پلایا جاتا ہے۔اس کے بعد توپوں کی گونج میں شاہی سواری واپس جاتی ہے۔ شام کے وقت خیموں میں نصب قمقمے روشن کئے جاتے

ہیں۔اس دن تمام دفاتر میں تعطیل ہوتی ہے۔

یہی شیخ محمد رضا مصری (قاہرہ) فرماتے ہیں کہ امام نووی فرماتے ہیں کہ ہمارے دور کا نیا مگر بہترین اختراع حضور نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت کا جشن منانے کا عمل ہے۔جس میں اس مبارک خوشی کی مناسبت سے صدقہ و خیرات' محفلوں کی زیبائش و آرائش اور اظہار مسرت کیا جاتا ہے۔ یہ مبارک تقریبات فقراء سے حسن سلوک کے علاوہ امتیوں کی حضور ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت اور اہل محفل کے دل میں آپ ﷺ کی فضیلت و عظمت کی پختگی اور آپ ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجنے والے اللہ تعالیٰ کے قلبی شکر واحسان کا احساس دلاتی ہیں۔

ایڈورڈ ولیم لین ربیع الاوّل ۱۲۵۰ھ میں قاہرہ گیا اور وہاں منائے جانے والے جشن میلاد کا ذکر اپنی کتاب (Modern Egyption) (جدید مصر) میں ان الفاظ میں کرتا ہے۔"ربیع الاوّل کا چاند ہوتے ہی قاہرہ میں جشن میلاد النبی ﷺ کی تیاری شروع ہو جاتی ہیں۔ یہ تہوار قاہرہ کے محلّہ برکت الاذبکیہ کے ایک بڑے میدان میں منایا جاتا ہے' برسات کے دنوں میں یہ جگہ پورا تالاب بن جاتی ہے' جس کے کنارے میلاد کے جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ جب بارش نہ ہو تو شکم تالاب میں لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔ زائرین اور خصوصاً درویشوں کیلئے یہاں کئی بڑے بڑے ڈیرے اور شامیانے نصب کئے جاتے ہیں بارہویں ربیع الاوّل کے دن تک ذکر اور محفل کیلئے ان میں درویش آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہی مسٹر لین ذکر کی محفل میں پڑھا جانے والا ایک ٹکڑا اپنی کتاب میں پیش کرتے ہیں۔

اے خدا! آنے والی نسلوں میں بھی محمد ﷺ کو سرخرو کر۔ان پر رحمتیں نازل فرما ہر زمانے اور ہر دور میں اور انہیں شدید طاقت ور بادشاہوں میں بھی سرخرو کر۔ یوم حشر کو اور تمام زمینوں آسمانوں پر تمام نبیوں اور رسولوں کو اپنی رحمت میں داخل کر (جن

کے ناموں پر رحم مانگا جائے گا) ہمارے اور ہمارے آقا محمد ﷺ سے تو خوش رہ اور وہ چار یار جو متاثر کن شخصیتوں کے مالک تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کے پیارے انسان تھے۔ خدا ہمارے! تو ہماری سرپرستی کو کافی ہے اور تجھ سے بڑی طاقت کوئی قوت نہیں۔ اے خدا! ہمارے مالک! رحم کر تو رحم پروروں سے بھی زیادہ رحم پرور ہے۔

قدیم تاریخوں کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارک کا دن (۱۲ ربیع الاوّل) مصر اور ترکی میں منایا جاتا تھا۔ وہاں سے اس کا آغاز ہندوستان کے چند علاقوں میں (سنٹرل ایشیاء کو چھوڑ کر) ہوا۔ یہ ذکر خطیبوں محفلوں کے انعقاد کے ساتھ ہندوستان آیا۔ قیام پاکستان کے بعد سے عید میلاد النبی ﷺ کا دن پورے پاکستان بھر میں جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری تقریبات میں قرآت اور نعت خوانی ہوتی ہے۔ مسجدوں میں خصوصی اجتماع اور دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ مسلمان یہ دن عید کے طور پر مناتے ہیں۔ اس روز جشن ہوتے ہیں۔ جلوس ہوتے ہیں۔ چراغاں ہوتے ہیں اور لوگ اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اس روز ملک بھر میں عام تعطیل ہوتی ہے۔ (اسلامی انسائیکلوپیڈیا مرتبہ سیّد قاسم محمود کراچی)

سلیمان ندوی (م ۱۹۵۷ء) ربیع الاوّل کی شان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ وہ مہینہ ہے جو ہماری قابل عزت تاریخ کا دیباچہ ہے اور ہمارے روشن دنوں کی صبح ہے۔ خدا اس بندے پر رحمت نازل کرے جس نے اس مہینے میں ولادت نبی ﷺ کی یادگار اور مجلس میلاد کا زمانہ بنالیا۔

حسن مثنیٰ ندوی لکھتے ہیں کہ سلطان ملک شام سلجوقی نے ۴۸۵ھ میں بغداد میں محفل میلاد منعقد کی تھی۔ مولانا حسن مثنیٰ ندوی سلطان ملک شام سلجوقی ۴۸۵ھ کی مجلس مولود کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ ایک سرکاری اہتمام کی مجلس تھی اس سے بعض

لوگوں نے سمجھا کہ مجلس مولود اور تذکار رسول مقبول ﷺ کا آغاز یہیں سے ہوا۔ یہ بڑی غلطی ہے۔ یہ کہنا تو ایسے ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ عید میلاد النبی کا آغاز قیام پاکستان کے بعد ہوا۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ قیام پاکستان سے پہلے مجالس عید میلاد النبی ﷺ کتنے اہتمام سے منعقد کی جاتی تھیں۔ ماہ مبارک ربیع الاوّل کی چھوٹی بڑی مجلس تو الگ رہی یہ حال تھا کہ موقع مسرت یا غم کے وقت مسلمان رسول ہی کے دامن کا سہارا لیتے تھے۔ کوئی اپنا مکان بنا کر تیار کرتا تھا۔ اس کا افتتاح بھی مجلس میلاد ہی سے ہوتا تھا۔ مسلمان اس تقریب کو ہمیشہ موجب برکت و سعادت سمجھتے رہے۔ دوسرے فیوض جو اس سے حاصل ہیں وہ الگ ہیں۔

جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک قوم کے سامنے حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پاک کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور شکر ادا کرتے رہے تو مجالس میلاد کے جواز میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔ ہاں یہ درست ہے کہ جس طریق اور شان و شوکت سے یہ آج کل منایا جاتا ہے پہلے اس شان و شوکت سے نہیں منایا جاتا تھا۔ اس کی وجہ آغاز میں بیان کی جا چکی ہے۔

علامہ سیّد سلیمان ندوی سلطان اربل ابوسعید مظفر الدین کے حسن عقیدت کے متعلق لکھتے ہیں۔

محرم کے اوائل سے ربیع الاوّل تک لوگوں (علماء، صوفیہ، حفاظ، شعراء) کے آنے کا سلسلہ قائم رہتا تھا۔ مظفر الدین کا کبوری لکڑی کے قبے اور خیمے قائم کرتا تھا۔ ہر قبہ چار پانچ منزلہ ہوتا تھا ماہ صفر کی یکم تاریخ سے ان قبوں اور خیموں میں آرائش کا کام شروع ہوتا تھا۔ رات خانقاہ میں گزارتا تھا۔ اس میں بزم کا سلسلہ منعقد کرتا تھا۔ نماز صبح کے بعد سوار ہو کر شکار کو نکلتا تھا۔ دوپہر کے قریب شکار سے قلعے میں واپس آتا تھا۔ شب ولادت پاک تک یہ طریقہ رہتا۔ ڈاکٹر صلاح الدین منجد ابن خلکان (م ۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء)

کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ مظفرالدین اس جشن کو دینی، دنیوی دونوں عید کی حیثیت دیتا تھا۔ اندازے کے مطابق یہ جشن جامع مظفری (سرزمین دمشق) پر حنابلہ کی بہت بڑی مسجد جو ملک مظفرالدین نے تعمیر کروائی تھی ہوتا رہا ہوگا۔

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے سبط الجوزی کی مراۃ الزماں کے حوالے سے سلطان مظفر کا کبوری والی اربل) کے ہاں میلاد کی تقریبات کا حال درج کیا ہے۔

مولود شریف پر ابن دحیہ اور ابن کثیر کی کتابیں

۱) مولود شریف پر سب سے پہلی کتاب سلطان مظفرالدین کے زیر اثر حافظ ابوالخطاب حضرت عمر بن حسن ابن دحیہ محدث اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی اور خود پڑھ کر اسے سنائی ابن خلکان لکھتا ہے کہ اس کتاب کو سلطان کے ہاں ۶۲۵ھ میں چھ نشستوں میں سنا۔

۲) یہ بڑی بات ہے کہ علامہ ابن کثیر نے اپنا مولود نامہ بھی سلطان مظفرالدین کے زیر اثر لکھا۔ ڈاکٹر صلاح الدین منجد لکھتے ہیں کہ دمشق میں سلطان نے ایک بہت بڑی مسجد تعمیر کروائی اس مسجد کے مؤذن شیخ عمادالدین ابوبکر بن بدرالدین حسن نے ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ ایک کتاب میلاد رسول ﷺ پر لکھیں۔ چنانچہ ان کی درخواست پر ابن کثیر نے یہ کتاب لکھی۔ ابن کثیر دمشق میں درس دیتے رہے۔

حضرت امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الباعث علیٰ افکار البدیع والحوادث" میں لکھتے ہیں۔ "ہمارے زمانے میں شہر اربل میں حضور ﷺ کی ولادت کے دن جو صدقات دیئے جاتے ہیں اور اظہار زینت اور خوشی کی جاتی ہے یہ بدعت حسنہ کے زمرہ میں شامل ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے فقراء کی خدمت کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کی محبت جلال اور تعظیم کا اظہار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بصورت رحمۃ للعالمین ﷺ جو عظیم نعمت عطا فرمائی اس پر شکر بھی ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ اربل میں بھی قدیم زمانے سے عید میلاد النبی ﷺ منائی جاتی تھی اور اس دن غرباء کو صدقات دیئے جاتے تھے۔ جس طرح ہم آج کل عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن غریبوں کو خیرات دیتے ہیں۔

علامہ ندوی لکھتے ہیں کہ مظفر الدین ابوسعید کا نام کوکبوری تھا۔ اس کا باپ زین الدین علی بھی اربل کا بادشاہ تھا۔ کوکبوری قلعہ موصل میں پیدا ہوا۔ چودہ برس کی عمر میں باپ کے انتقال پر اس کی جگہ تخت پر بیٹھا (۵۸۶ھ) یہ سلطان بہت نیک اور سخی تھا اور رفاہِ عامہ کے کاموں میں دن رات مشغول رہتا تھا۔ اس نے ایک مدرسہ بنوایا جس میں حنفی اور شافعی دونوں مذہب کے علماء تھے۔ خود روزانہ وہاں آتا اور رات وہیں گزارتا مکہ مکرمہ میں بھی اس کے بہت سے آثار ہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے جبل عرفات میں پانی جاری کروایا اور رقم خرچ کی۔

شاہ اربل مظفر الدین ابوسعید کے مزید تاریخی حالات

سلطان اربل ملک ابوسعید مظفر الدین مجاہد کبیر سلطان صلاح الدین ایوبی کا بہنوئی تھا۔ اس نے سرکاری سطح پر ساتویں صدی ہجری میں جشن عید میلاد النبی ﷺ منایا۔ ابن خلکاں اربلی شافعی (۶۸۱ھ/۱۲۸۳ء) اس جشن کے عینی شاہد ہیں۔ تاریخ کے مطابق اس جشن پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے تھے۔ ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں ایک جلیل القدر عالم ابوالخطاب حضرت عمر بن حسن دحیہ اندلسی (۶۳۰ھ/ ۱۲۳۲ء) نے میلاد النبی ﷺ پر ایک کتاب لکھی نام ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' عالم موصوف (۶۰۴ھ/۱۲۰۷ء) میں سلطان اربل مظفر الدین کے دربار میں حاضر ہوئے اور یہ کتاب پیش کی۔ جس پر سلطان نے ان کو ایک ہزار اشرفی انعام میں دی۔ علامہ ندوی لکھتے ہیں کہ سلطان کا نام کا کبوری تھا اور اس کا باپ زین الدین بن علی

اربل کا بادشاہ تھا جو اربل شہر اور بہت سے دوسرے شہروں کا ان اطراف میں بادشاہ تھا کوکبوری قلعہ موصل میں پیدا ہوا۔ چودہ برس کی عمر میں باپ کے انتقال پر اس کی جگہ تخت پر بیٹھا اس کے اتالیق مجاہد الدین نے پہلے اس کو قلعہ بند کیا پھر حدود حکومت سے نکال دیا وہ موصل کے بادشاہ سیف الدین ابن مودود کے پاس آیا۔ پھر سلطان صلاح الدین ایوبی کے پاس رہا کوکبوری ۵۸۶ھ میں اربل آ گیا۔ یہ سلطان بہت نیک سخی تھا۔ رفاہ عامہ کے کاموں میں دن رات مشغول رہتا تھا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے جبل عرفات میں پانی جاری کرایا اور بہت رقم خرچ کی۔ مظفر الدین ابوسعید شاہ اربل وہ پہلا حکمران ہے جس نے سرکاری سطح پر عید میلاد النبی ﷺ کو منایا۔ اس بادشاہ کے متعلق امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ''اربل کے بادشاہ مظفر الدین ابوسعید کا کبوری بن زین الدین شریف اور انتہائی سخی بادشاہوں میں سے تھے اور ان کیلئے بہت اچھے آثار ہیں۔ (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۸۹)

ابن خلکان بادشاہ کے متعلق لکھتا ہے۔ مظفر الدین ابوسعید ایک عظیم الشان محفل میلاد منعقد کیا کرتا تھا اور لوگ نہایت حسن اعتقاد کے ساتھ اس محفل میں شامل ہوتے' ہر سال لوگ قریبی شہروں سے اربل آتے۔ مثلاً بغداد' موصل' جزیرہ نجار نصیبین اور بلاد عجم وغیرہ سے لوگ شرکت کرتے۔ اس میں علماء صوفیاء واعظین قراء اور شعراء کی بہت بڑی تعداد شامل ہوتی۔ (جواہر البحار ج ۳' ۲۹۲)

حافظ ابن کثیر اسی بادشاہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ شاہ اربل مظفر الدین ربیع الاوّل شریف میں ایک عظیم الشان محفل منعقد کرتے وہ بہت بہادر اور جرأت مند عاقل عادل حاکم تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے ان کے کہنے پر شیخ ابوالخطاب عمر بن حسن دحیہ اندلسی نے میلاد شریف پر ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ اس کا نام ''التنویر فی مولد البشیر والنذیر'' رکھا۔ اس بادشاہ نے انہیں ایک ہزار دینار انعام دیا۔

(الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۹۰)

حافظ ابن جوزی صراط الزمان میں رقمطراز ہیں۔

اس بادشاہ کی بیوی ربیعہ خاتون بنت ایوب (جو سلطان ناصر الدین ایوبی کی بہن ہے) بیان کرتی ہیں کہ میرے شوہر کی قمیض کھدر کی ہوتی جس کی قیمت پانچ درہم سے کم ہوتی۔ میں نے ان سے بات کی تو انہوں نے کہا: میرا پانچ درہم کا کپڑا پہن کر باقی صدقہ کر دینا یہ اس سے زیادہ اچھا ہے کہ میں قیمتی لباس پہنوں اور فقراء مساکین کو چھوڑ دوں۔ (الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۷)

مندرجہ بالا بیان سے صاف ظاہر ہے کہ حافظ ابن دحیہ ایک جید عالم دین تھے اور مظفر الدین سعید کا کبوری شاہ اربل ایک نہایت متقی، پرہیز گار، رحم دل مسکین پرور حاکم تھا۔ کس قدر غضب کی بات ہے کہ ایک متعصب شخص محض ہٹ دھرمی کی بناء پر ایک نیک شخص کو کذاب دنیا پرست ایسے القابات سے پکارے محض اس بات پر کہ اس جید عالم دین ابن دحیہ نے نبی کریم ﷺ کے میلاد پر کتاب لکھی اور اس عادل بادشاہ نے لکھوائی اور خوش ہو کر عزت و توقیر کرتے ہوئے اس کارِ خیر پر انعام سے نوازا حضور اکرم ﷺ کی مدح سرائی کرنے والے کو ایسے الفاظ سے یاد کرنا انتہائی بد دیانتی اور اپنے نبی ﷺ سے عناد کا ثبوت ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر رحم فرمائے تا کہ اصلاح احوال کر لیں۔ (ابن خلکان۔ پیدائش ۶۰۸ھ/۱۲۱۱ء وفات ۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء)

میلاد النبی ﷺ کی حکمتیں اور برکتیں

عالم اجل شیخ کامل حضرت علامہ مولانا الحاج خواجہ میاں علی محمد خاں چشتی نظامی فخری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ بسی شریف بھارت (مدفون درگاہ عالیہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر پاک پتن شریف) نے اپنے مبارک رسالہ شرح والقلم فی

تفصیل سیّد العرب والعجم المعروف بہ ''میلادنامہ'' میں میلادالنبی کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں۔ملاحظہ فرمائیں۔

۱) تعلیم نبوی: محفل میلاد کے انعقاد سے انسان کے دل میں حضور اکرم محسن انسانیت ﷺ کی عظمت اور تعظیم کے نقوش اُجاگر ہوتے ہیں۔

۲) دینی و دنیاوی نعمت: محفل میلاد کے انعقاد سے دین و دنیا کی نعمت حاصل ہوتی ہے۔

۳) نعمت عظمٰی کا ذکر و شکر: حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں اس کا ذکر خیر اور شکر ادا ہو جاتا ہے۔

۴) روحانی مسرت کا اظہار: محافل میلاد کی برکت سے انسان دین کی اہم برکت کا اعلان کرتا ہے۔

۵) عظمت نبویہ و محبت نبویہ: محفل میلاد کی برکت سے حضور سرور دو جہاں ﷺ کی خداداد عظمت کا نقش دل پر جم جاتا ہے' عظمت نبویہ ﷺ کا لازمی نتیجہ محبت ﷺ ہونا چاہیے اور یہ محفل میلاد سے ہی ممکن ہے۔

۶) تجدید محبت و اضافہ محبت: ہمیشہ میلاد کرنے سے نبی کریم ﷺ کی محبت کی تجدید ہوتی رہتی ہے۔تجدید محبت کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ کمال معراج ایمان ہے اور ایمان کیلئے ترقی کا باعث ہے۔

۷) رابطہ خداوندی: انسان حادث اور اللہ تعالیٰ قدیم ہے۔حادث اور قدیم کا رابطہ محال ہے مگر حضور ﷺ کی ذات پاک سے رابطہ جس قدر مستحکم ہوگا اسی قدر بندے کا خدا کی ذات سے بھی رابطہ مستحکم ہو جائے گا۔حضور ﷺ مظہر کامل خداوندی ہیں۔ان کے ذکر شریف سے براہ راست خدا تعالیٰ سے رابطہ ہو جاتا ہے۔(میلاد کی برکت ہے)

۸) رضائے مصطفیٰ: محفل میلاد سے خواب میں سرور کائنات کی: ضیاء اور شادمانی کے حصول کے بارے میں علامہ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ محفل میلاد میں حاضر ہونے کے ساتھ رحمت خداوندی خصوصی طور پر متوجہ ہو جاتی ہے کہ اس کے حبیب ﷺ کے ذکر خیر سے رضائے الٰہی ملتی ہے اور رضائے مصطفیٰ ﷺ ہی رضائے خدا ہے۔

۹) ملائکہ رحمت کا نزول: محفل میلاد چونکہ محفل ذکر خدا بھی ہے اس لئے اس محفل پر فرشتوں کا نزول وعدہ الٰہی ہے۔

۱۰) برکت کا حصول: محفل میلاد کے بارے میں سلف کے اولیاء عظام کا تجربہ ہے کہ اس محفل پاک سے انسان کیلئے بیشمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

۱۱) علم خاص کی اشاعت: حضور ﷺ کے حسن و جمال، جود ونوال فضل وکمال کا بیان ایک مستقل اور خاص علم ہے۔ محفل میلاد سے اس علم کی اشاعت ہوتی ہے۔

مقاصد

۱) جی اے حق صاحب اپنے ایک مضمون میں رقمطراز ہیں کہ دیگر اعلیٰ مقاصد کے ساتھ بطور خصوصی آج کے دور میں محافل میلاد نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت کے ساتھ غلبہ امن کا ایک موثر ذریعہ ہے۔

۲) ہمارے پیارے نبی ﷺ نے دنیائے رنگ وبو میں تشریف لاتے ہی سجدہ کیا۔ سجدہ میں اُمتی اُمتی فرمایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ شافع مذنبیں ﷺ اپنی امت کے غمگسار ہیں اور نماز سے غفلت امتی کو زیبا نہیں۔

۳) علامہ عبدالنبی کوکب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولادت پاک نبی اکرم ﷺ کی تقریب سعید عام تہواروں اور تقریبوں کی طرح یہ محفل ایک رسمی تقریب نہیں بلکہ اس کے اصل تقاضوں کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ تقریب عظیم ملت اسلامیہ کی حیات

اجتماعی کے بنیادی اقدار ورجحانات کا اظہار و اعلان کرتی ہے۔ نیز امت کو اس کے مخصوص قومی مزاج کی طرف متوجہ کر کے اس کے مقاصد حیات یاد دلاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے محبوب پاک ﷺ کی رضا کیلئے تو اپنا سب کچھ (وطن، مال و اولاد و جان) قربان کر دیں اور ہم (آج کا مسلمان) محض زبانی دعوؤں سے محب رسول اللہ اور عاشق محبوب رب العالمین کہلانے کا تصور رکھیں۔ جشن میلاد مناتے وقت ہم میں مقصد حقیقی حاصل کرنے کیلئے جذبہ پیدا ہونا چاہیے۔ ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم میں سے کسی کے دل میں ایسی لہر باطل شکن نہیں اٹھتی جو دشمنان اسلام کے طاغوتی خانے مسمار کر دے۔

مسلم از سرِّ نبی بیگانہ شد باز ایں بیت الحرم بُت خانہ شد
سینہ ہا از نورِ ایماں مفلس اند چشم ہا بے نور مثل نرگس اند

دعا ہے کہ

یا رب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

وسیلہ کبریٰ

علامہ محمد منشاء تابش قصوری رقمطراز ہیں کہ یہ محافل میلاد حضور نبی کریم ﷺ کی طرف بلانے کا عظیم وسیلہ ہیں اور یہ سنہری موقعہ قطعاً ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ مبلغ علماء پر واجب ہے کہ وہ امت محمدیہ کو حضور ﷺ کے اخلاق حسنہ آداب جمیلہ، احوال و اقوال جلیلہ، سیرت مقدسہ، معاملات حسینہ اور آپ کی عبادات عظیمہ سے آگاہ کریں۔ نیز یہ خطباء اور واعظین پر واجب ہے کہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کے ذریعہ خیر و فلاح کی طرف رہنمائی فرمائیں۔ بدعت سئیہ اور بداعتقادی کے شر اور فتنوں سے بچائیں، ایسے اجتماعات سے محض لوگوں کو جمع کرنے کا مظاہرہ مقصود نہیں بلکہ ایسی محافل تو عظیم ترین مقاصد کے حصول کیلئے وسیلہ کبریٰ ہیں پھر ایسے مبارک اجتماعات سے جس شخص

نے اپنے دین کیلئے کوئی بھی فائدہ اٹھایا تو وہ برکات میلاد سے محروم نہیں رہے گا۔

ضیاء الامت، محسن دین وملت، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ تفسیر ''ضیاء القرآن'' کی جلد پنجم سے خوبصورت اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

''حضور ﷺ کے سوانح پر اپنوں اور بیگانوں نے جتنی کتابیں لکھی ہیں دنیا کے کسی نبی مصلح، فاتح اور سلطان کے بارے میں نہیں لکھی گئیں۔ بیشمار اعلیٰ پائے کے لوگوں نے حضور ﷺ کے ذکر پاک کو بلند کرنے کیلئے جس طرح اپنی زندگیاں، اپنی علمی قوتیں، روحانی لطافتیں، اپنا مال اور اپنے وسائل وقف کئے ہیں کسی دوسرے کے بارے میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، آپ کے عشاق نے نظم ونثر میں انسانیت کو جو پاکیزہ ادب عطا فرمایا ہے اس کی نظیر بھی نہیں ملتی۔ لادینیت کے اس دور میں بھی آپ کے دین کی تبلیغ اور آپ کی سنت کے احیاء کی کوششیں بڑے خلوص سے کی جارہی ہیں۔ آپ کا نام پاک لے کر، آپ کا ذکر خیر کرکے اور آپ کے محاسن سن کر کروڑوں دلوں کو جو سرور وفرحت نصیب ہوتی ہے اس کا جواب نہیں۔ اپنے تو رہے ایک طرف، بیگانوں اور متعصب مخالفوں کو بھی بارگاہ رسالت میں خراج عقیدت پیش کئے بغیر چارہ نہ رہا''۔

عرب ممالک میں محافل میلاد النبی ﷺ

منکرین میلاد جہاں اس پُر عظمت اجتماع کو شرک و بدعت سے تعبیر کرتے ہیں وہاں ان کا ایک بہت بڑا اعتراض یہ بھی ہے کہ عرب ممالک کے باشندے میلاد النبی ﷺ کی محافل منعقد نہیں کرتے اور نہ ہی کسی جگہ جلوس کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان حضرات سے التماس ہے کہ وہ تاریخ سے چشم پوشی نہ کریں۔ جب تک عرب شریف اور یمن اور دیگر عرب ممالک (مصر، شام، فلسطین، شمالی افریقہ، عراق) ترکوں (سلطنت عثمانیہ) کے زیر اثر رہے ان تمام ممالک میں عید میلاد النبی بدستور شان وشوکت سے منائی

جاتی تھی۔ پہلی جنگ عظیم (۱۹۱۴ء۔۱۹۱۸ء) کے دوران ۱۹۱۶ء میں انگریزوں کی شہ پر شریف مکہ نے سلطنت عثمانیہ سے غداری کی تو آل سعود کے فرمانروا شاہ عبدالعزیز بن سعود نجدی نے ۱۹۲۲ء تک آہستہ آہستہ حجاز مقدس پر قبضہ کرلیا تو ۱۹۱۸ء کے بعد یہ تقریبات ختم ہوگئیں کیونکہ سعودی گورنمنٹ وہابی مذہب پر ہے بلکہ حکماً بند کردی گئیں۔ مکہ مکرمہ میں مارچ ۱۹۱۷ء میں ہونے والی عید میلاد النبی ﷺ کی خبر اخبار القبلہ (مکہ مکرمہ) سے الیاس قریشی کے ذریعہ ماہنامہ ''طریقت'' لاہور میں چھپی۔ اس کا ذکر باختصار کیا جاتا ہے۔

گیارہویں ربیع الاوّل شریف کو مکہ مکرمہ کے درودیوار عین اس وقت پوتوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے جبکہ حرم شریف کے مؤذن نے نماز عصر کیلئے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلاد النبی ﷺ پر مبارک باد دینے لگے۔ مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مصلیٰ پر ادا کی۔ نماز سے فراغت کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسب دستور شریف صاحب کو عید میلاد کی مبارک باد دی۔ پھر تمام وزراء اور اراکین سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیان شہر بھی شامل تھے۔ نہایت نظام احتشام کے ساتھ قصر سلطنت سے مولد نبی کریم ﷺ کی طرف روانہ ہوئے مولد نبی مکرم ﷺ تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنت بنا ہوا تھا زائرین کا یہ مجمع مولد نبی ﷺ پر مؤدب کھڑا ہوگیا۔ اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالم انسانی کے اس انقلاب عظیم پر روشنی ڈالی کہ جس کا سبب وہ خلاصۃ الوجود ذات ﷺ تھی' آخر میں ایک قابل مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اس سے فارغ ہوکر سب نے حرم شریف میں نماز عشاء ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب حرم شریف کے ایک دالان میں مقررہ سالانہ بیان میلاد سننے کیلئے جمع ہوگئے۔ یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے اخلاق واوصاف نبی

ﷺ بیان کیے۔

عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں تمام کچہریاں، دفاتر اور مدارس بھی بارہویں ربیع الاوّل کو ایک دن کیلئے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ خوشی و سرور کا دن ختم ہوتا ہے، خدا سے دعا ہے کہ وہ اس سرور اور مسرت کے ساتھ پھر یہ دن دکھائے۔ آمین۔

؎ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

آج کل بھی مکہ مکرمہ میں حکومت کی کڑی پابندیوں کے باوجود میلاد پاک کے موقع پر فرحت کا اظہار کیا جاتا ہے اور مولود شریف پڑھا جاتا ہے۔

مدینہ طیبہ میں محافل میلاد النبی ﷺ

مدینہ پاک میں بھی حضور ﷺ کا یوم ولادت بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ علامہ مفتی عنایت احمد کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔ بارہویں ربیع الاوّل کو مدینہ منورہ میں محفل میلاد متبرک مسجد نبوی ﷺ میں منعقد ہوتی ہے۔ مدینہ منورہ میں آج کل بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو سعودی حکومت کی کڑی پابندیوں کے باوجود محافل میلاد منعقد کی جاتی ہیں۔

مدینہ منورہ کے رہنے والے نور حزیں کی ایک تحریر میرے پاس موجود ہے جس میں انہوں نے بتایا کہ مدینہ منورہ میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو یوم میلاد النبی ﷺ اہل محبت اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مناتے ہیں۔ زیادہ شہرت نہیں کرتے اور ہر طرف سے لوگ حرم نبوی ﷺ میں جوق در جوق آتے ہیں اور ایام حج کا سا منظر ہوتا ہے۔

محقق عصر حکیم اہلسنّت محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں کہ سعودی حکومت کی پابندی کے باوجود اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت شاہ ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ محفل میلاد کرایا کرتے تھے۔

حضرت فقیہ اعظم نور اللہ بصیر پوری نے ایک مرتبہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا تھا: ''مولانا ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی سی خوش بختی کس کے مقدر میں ہوگی جنہوں نے تقریباً ۸۰ برس صرف اس آرزو میں دیارِ حرم میں گزار دیئے کہ جنت البقیع میں دفن ہوسکیں۔ حکومت کی پابندی اور تند و تیز ردِ عمل کے باوجود آقا علیہ السلام کی محفل میلاد (کے انعقاد) میں انہوں نے کبھی کوتاہی نہیں ہونے دی۔

مصر میں عید میلاد النبی ﷺ کا ذکر پہلے آچکا اب دیگر عرب ممالک میں عید میلاد النبی ﷺ کا بیان۔

یمن اور شام

علامہ محدث عبدالرحمٰن ابن جوزی لکھتے ہیں کہ مکہ و مدینہ، مصر، یمن، شام اور تمام عالم اسلام مشرق یا مغرب ہمیشہ سے حضور ﷺ کی ولادت سعیدہ کے موقع پر محفل میلاد کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں اور مسلمان ان محافل کے ذریعہ اجر عظیم اور بڑی روحانی کامیابی پاتے ہیں۔

جنوبی افریقہ میں میلاد النبی ﷺ

جنوبی افریقہ کے مسلمان بھی بڑی دھوم دھام سے میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں۔ ابراہیم عمر جیلوا اپنے ایک مضمون میں (Three Eids) میں جنوبی افریقہ میں جشن میلاد النبی کا ذکر کرتا ہے۔ ان کا یہ مضمون (Durban) سے شائع ہونے والے ''دی سلم ڈائجسٹ'' میں دسمبر ۱۹۴۴ء میں شائع ہوا تھا۔

لیبیا میں میلاد النبی ﷺ

لیبیا میں ہر سال عید میلاد النبی ﷺ نہایت تزک و احتشام سے منائی جاتی ہے۔ تفصیل یوں ہے۔ ربیع الاوّل کا چاند دیکھتے ہی تیاریاں شروع کر دی جاتی ہیں

اور دیکھتے ہی دیکھتے تمام تجارتی مراکز اور بازاروں کی رونق اپنے پورے شباب پر پہنچ جاتی ہے۔ سڑکوں پر لوگوں کے اژدہام اور خرید و فروخت کی گہما گہمی کسی اہم تقریب کی آمد کا پتہ دے رہی ہوتی ہے۔ تیاریوں میں لوگوں کا انہماک قابل دید ہوتا ہے اور مسلمانوں کے تعلق بالرسول اللہ ﷺ کا شاہد عدل بھی۔

کپڑے مٹھائیاں اور گھریلو آرائش کی دکانیں خاص طور پر مرکز توجہ رہتی ہیں جہاں لوگوں کا ہجوم دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مگر ان سب سے زیادہ پرکشش اور قابل توجہ وہ دکانیں ہوتی ہیں جو سڑکوں کے دونوں جانب فٹ پاتھ پر دور دور تک پھیل جاتی ہیں اس موقعہ پر گھروں کی آرائش کیلئے خصوصی گلدستے تیار کئے جاتے ہیں اور ہر شخص اپنی استطاعت اور پسند و معیار کے مطابق ان گلدستوں کی خریداری ضرور کرتا ہے۔ یہ گلدستے گھروں میں آویزاں کئے جاتے ہیں اور شب میلاد میں یہ گلدستے یہاں عید میلاد النبی ﷺ کی روایت کا حصہ ہیں۔ دوسرے ذرائع سے بھی گھروں اور گلیوں کی خواب آرائش ہوتی ہے۔

ہفت روزہ ''احوال'' کراچی نے سال ۱۹۸۹ء لیبیا کے دارالحکومت طرابلس میں عید میلاد النبی ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ روشنیوں کا موجیں مارتا سمندر تھا جو طرابلس کی اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھا۔ جیسے کہکشاں شمالی افریقہ کے اس تاریخی شہر میں اتر آئی ہو جسے رسول ﷺ کی پابوسی کا شرف حاصل ہے۔ دل کی آنکھیں اس مادی روشنی کے ساتھ ساتھ نجوم ہدایت کے قدموں کا لمس پانے والے مقدس ذروں کی ضیاء پاشیوں کا مشاہدہ بھی کر رہی تھیں۔ یہ ساری آرائش و زیبائش ربیع الاوّل کے انتظار میں ہی جوں کی توں برقرار رکھی گئی تھی۔ مگر اتنی ساری روشنی اور سجاوٹ لوگوں کے جوش و خروش، محبت اور جذبہ عقیدت کی تسکین نہ کر سکی، چنانچہ لوگوں نے اپنے اپنے گھروں کی طرح طرح کی آرائشی چیزوں، برقی قمقموں اور روایتی موی شمعوں سے بھی سجا رکھا تھا۔

مولد النبی شریف کی زیارت

تاریخ حرمین خصوصاً تاریخ مکہ پر لکھی جانے والی کتب کے مطالعہ کے بعد اہل حرمین کے درج ذیل معمولات سامنے آتے ہیں۔

ولادت سعید کی رات اہل مکہ کا معمول تھا کہ محلّہ بنی ہاشم میں واقع مولد النبی ﷺ کی زیارت کیلئے جاتے تھے۔

امام ابوالحسین محمد بن احمد المعروف ابن جبیر اندلسی متوفی ۶۱۴ھ/۱۱۸۹ء اپنے تاریخی سفرنامہ میں لکھتے ہیں "مولد پاک مکہ کی زیارت میں سے ایک مولد پاک بھی ہے اس مقام کی مٹی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے اس کائنات میں سب سے پہلے محبوب خدا کے مقدس جسم کو مس کیا اور اس میں اس ہستی مبارکہ کی ولادت پاک ہوئی جو تمام امت کیلئے رحمت ہے۔ ماہ ربیع الاوّل میں خصوصاً آپ ﷺ کی ولادت کے دن مولد پاک کو زیارت کیلئے کھول دیا جاتا ہے اور لوگ جوق در جوق اس کی زیارت سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

۱) وہ خود (ابن جبیر اندلسی) اپنا عمل بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مولد پاک میں داخل ہوکر اپنے رخسار اس مقدس مٹی پر رکھ دیئے کیونکہ یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں کائنات کا سب سے زیادہ مبارک اور طیب بچہ پیدا ہوا۔ ہم نے اس کی زیارت کے ذریعہ خوب برکات حاصل کیں۔

۲) امام قطب الدین حنفی المتوفی ۹۸۸ھ جو حرم پاک مکہ میں علوم دینیہ کے استاد تھے اہل مکہ کے اس معمول اور مولد النبی ﷺ کی برکات کے بارے میں رقمطراز ہیں۔ "مولد پاک مشہور معروف جگہ ہے اب تک اس کی زیارت کی جاتی ہے وہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اہل مکہ وہاں پر ذکر کی محفل سجاتے ہیں اور ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل کی رات زیارت کی جاتی ہے۔

۳) امام جمال الدین محمد بن جاء اللہ بن ظہیرہ ''الجامع اللطیف'' میں لکھتے ہیں کہ ہر سال ۱۲ ربیع الاوّل کے رات اہل مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ کی زیر سرپرستی مغرب کی نماز کے بعد لوگ قافلہ در قافلہ مولد پاک کی زیارت کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔

۴) شیخ محمد بن علوی الحسنی لکھتے ہیں کہ اہل مکہ کی ہمیشہ سے عادت ہے کہ مشائخ اکابر علماء اور معزز شخصیات ہاتھوں میں فانوس اور چراغ لے کر مولد پاک کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔

محمد حسین ہیکل مصری نے مولد پاک کی بے حرمتی دیکھ کر لکھا ہے۔ ''آج خالی میدان نظر آتا ہے بلکہ کبھی اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ بنالیا جاتا ہے حالانکہ یہ سب سے زیادہ آباد ہوا کرتی تھی۔ جن لوگوں نے وہ منظر دیکھا ہوا ہے وہ آج اس کی بے حرمتی پر خون کے آنسو روتے ہیں۔ (یہ آلِ سعود موجودہ حکمرانوں کے دور اقتدار میں ہوا)

۶) مولد النبی ﷺ کے پاس محفل میلاد

شیخ قطب الدین رقمطراز ہیں۔ ''لوگ جوق در جوق مسجد حرام سے نکل کر سوق الیل کی طرف جاتے ہیں اور وہاں مولد پاک پر اجتماع اور محفل منعقد کرتے ہیں اور ایک شخص آپ ﷺ کی ولادت پاک اور اس موقعہ پر ظاہر ہونے والی نشانیوں (خوارق عادات) کا بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کرتا ہے۔

امام ابن ظہیرہ اس جلسہ کی روئیداد اور اس کا مضمون سخن بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہر سال مکہ شریف میں ۱۲ ربیع الاوّل کی رات اہل مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کیلئے جاتے ہیں ان لوگوں میں تینوں مذاہب فقہ کے آئمہ اکثر فقہاء، فضلاء اور اہل شہر ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں وہاں جا کر مولد شریف کے موضوع پر خطبہ ہوتا ہے اور پھر بادشاہ وقت امیر مکہ اور قاضی (منتظم

ہونے کی وجہ سے) کیلئے دعا کی جاتی ہے اور یہ اجتماع عشاء تک جاری رہتا ہے اور عشاء سے تھوڑا پہلے مسجد حرام میں آ جاتے ہیں مقام ابراہیم علیہ السلام پر اکٹھے ہوکر دوبارہ دعا کرتے ہیں اس دعا میں بھی تمام قاضی اور فقہاء شامل ہوتے ہیں پھر عشاء کی نماز ادا کی جاتی ہے پھر الوداع ہو جاتے ہیں۔

میلادِ پاک کی خوشی میں اہل حرمین کا جلوس

اہل حرمین میلاد النبی کی خوشی میں مختلف محافل کیساتھ ساتھ چراغاں بھی کرتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں جس میں علماء مشائخ اور شہر مبارک کی تمام معزز شخصیات کے علاوہ حاکم وقت بھی شرکت کرتے ہیں۔ اہل مکہ ہی نہیں بلکہ دور دراز دیہاتوں سے لوگ آتے ہیں حتیٰ کہ جدہ شہر سے لوگ جلوس میں شرکت کیلئے آتے ہیں۔ جلوس میں اتنا بڑا اجتماع ہوتا ہے کہ لوگوں کو جگہ نہیں ملتی۔ بعض کے ہاتھوں میں فانوس اور بعض کے ہاتھوں میں جھنڈے ہوتے ہیں۔ یہ جلوس مسجد حرام سے شروع ہوتا ہے سڑکوں شاہراہوں سے گزرتا ہوا محلّہ بنی ہاشم میں مولد پاک پر جاتا ہے وہاں جلسہ عام ہوتا ہے اور پھر وہاں سے مسجد حرام آتا ہے۔ وہاں بادشاہ وقت علماء اور مشائخ کی دستار بندی کرتا ہے' آخر میں دعا ہوتی ہے اس کے بعد لوگ اپنے گھروں کو رخصت ہوتے ہیں۔

میلاد کی خوشی میں کھانا کھلانا

اہل مکہ کا یہ بھی معمول تھا کہ حضور ﷺ کی ولادت پاک کی خوشی میں کھانا تقسیم کرتے۔ دوست احباب کی دعوت کرتے۔ فقراء اور مساکین کی خدمت کرتے خصوصاً حرم شریف کے خدام کی۔ قاضی مکہ امام محمد بن محی الدین ابطری کا معمول بحوالہ مشہور سیاح ابن بطوطہ (سفرنامہ ۷۲۸ ہجری) یہ تھا کہ امام محمد بن محی الدین ابطری جو ایک عالم صالح اور عابد ہیں۔ بہت زیادہ صدقہ کرنے والے اور کعبہ شریف کا کثرت

سے طواف کرنے والے ہیں اکثر مہینوں میں بہت زیادہ کھانا کھلانے والے ہیں۔ خصوصاً حضور ﷺ کی ولادتِ سعید کے موقع پر وہ مکہ شریف کے شرفاء، معززین فقراء اور حرم شریف کے خدام اور مجاورین کو کھانا کھلاتے ہیں۔

لندن (برطانیہ) میں ایک محفل میلاد

دنیا کے مختلف ممالک میں جہاں اہل ایمان رہتے ہیں کہیں ذاتی طور پر کہیں مل کر اور کہیں مملکت کے انتظام سے محافل میلاد منعقد ہوتی آئی ہیں اور میلاد النبی ﷺ کا جشن منایا جاتا ہے۔ ۱۹۱۷ء میں لندن میں ہونے والی تقریب میلاد سرکار کی ایک تفصیلی خبر ماہنامہ ''طریقت لاہور'' میں اشاعت پذیر ہوئی۔ اس میں لکھا ہے کہ مسٹر بشیر حسین قدوائی جن کی خدمات محتاج بیان نہیں اس جلسے کے بانی تھے اور وہ ہفتہ پیشتر سے اس محفل کا انتظام کر رہے تھے۔ یہ محفل لندن کے ایک ہوٹل میں منعقد ہوئی۔ سب سے پہلے ایک مصری عرب نے نہایت خوش الحانی سے اپنے مصری لہجہ میں سورۃ دہر پڑھی۔ صوفی عنایت خاں مقیم انگلستان کے بھائی نے مولانا جامی کی یہ نعت ''بلبل زتو آموختہ شیریں سخن را'' نہایت سرور اور موثر دُھن میں پڑھی خصوصاً جب مقطع پڑھا۔

از جامیٔ بے چارہ رسانید سلامے ۔۔۔ بر در گہ دربار رسول مدنی را

تو سماں پُر لطف تھا۔ ہر شخص کیف تسلیم میں جھوم جھوم کر مزے لے رہا تھا۔ پھر ایک انگریز لیڈی نے ایک ہندی نعتیہ ٹھمری اپنی باریک اور پُر درد آواز میں گائی۔ اس کے بعد ایک نگریز نے نہایت مؤثر طریقے سے نبی اُمی ﷺ کے اوصاف بیان کئے یہ شخص عرصہ سے مسلمان تھا لیکن ابھی تک اعلان نہیں ہوا تھا۔ اس روز کی تقریر سے اس کا بھی اظہار ہو گیا۔ اس کے بعد مسٹر یوسف علی[1] پنشنر ڈپٹی کمشنر نے نہایت خوبی سے

---

[1] علامہ عبداللہ یوسف علی ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر اودھ کے رہنے والے تھے انہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا وہ ۱۹۳۶ء، ۱۹۳۷ء میں اسلامیہ کالج لاہور کے پرنسپل تھے۔ مؤلف ان دنوں بی اے کا طالب علم تھا۔

حضور اکرم ﷺ کی سوانح عمری بیان کی۔ پھر چند مصری عربوں نے ایک ساتھ اپنے طریقہ پر عربی میلاد شریف بیان کیا۔ ختم میلاد پر بڑے مزے میں عربی سلام پڑھا۔

تعظیماً کھڑے ہونا

ساتویں یا آٹھویں صدی ہجری کی بات ہے کہ جلیل القدر عالم امام تقی الدین سبکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۶۸۳ھ/۷۵۷ھ) کی خدمت میں علمائے وقت حاضر ہیں۔ مجلس جمی ہوئی ہے، حاضرین میں علماء ہی علماء ہیں۔ کسی عالم نے اس مجلس مبارک میں امام صرصری رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ اشعار پڑھے۔ (امام صرصری رحمۃ اللہ علیہ جنہیں علامہ محمد بن یوسف شافعی نے سبل الھدیٰ والرشاد میں ''حسان وقت'' اور سرکار دو عالم ﷺ کا عاشق صادق کہا ہے) ایک شعر کا ترجمہ ''بیشک عزت وشرف والے حضور انور ﷺ کا ذکر جمیل سن کر صف بہ صف کھڑے ہو جاتے ہیں یا گھٹنوں کے بل دوزانو ہو جاتے ہیں۔ یہ شعر سننا تھا کہ اچانک امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھ ہی سارے علماء سروقد کھڑے ہو گئے ...... وہ کیا کھڑے ہوئے سارا عالم کھڑا ہوگا ...... اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی کسی ادا کو پسند فرماتا ہے تو اسی طرح عام کر دیتا ہے۔ اس ادا کو آج عالم اسلام میں محفل میلاد النبی ﷺ میں سلام و قیام انہیں فاضل جلیل کی یادگار ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ کے فرشتوں کی سنت ہے جس پر امام تقی الدین نے عمل فرمایا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ (سورۃ احزاب)

پھر اسی قرآن حکیم میں پروردگار عالم ان پر درود بھیجنے والے فرشتوں کی قسم کھاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔ ان صف بستہ فرشتوں کی قسم (سورۃ النزعت آیت ۳) اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے اس عمل کو حضور ﷺ کے چاہنے والوں نے محبوب رکھا ہے۔ چنانچہ جناب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (م ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء)

تحریر فرماتے ہیں اور ''مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل میلاد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

میلاد النبی ﷺ کی محفلیں اور قیام وسلام کی یہ محفلیں آج سے نہیں صدیوں سے جاری وساری ہیں۔ چھٹی صدی ہجری کے مشہور محدث علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (۵۹۷ھ/۱۲۰۰ء) کا بیان ہے کہ اب ایک عالمی حقیقت بن چکی اور متفقہ طور پر ملت اسلامیہ کا اس پر عمل ہے انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں ہے۔ ''عملاً پوری دنیائے اسلام میں اس روز خوشی اور مسرت کا سماں ہوتا ہے...... آج تمام اسلامی دنیا میں جشن عید میلاد النبی ﷺ متفقہ طور پر منایا جاتا ہے۔

(از مضمون پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی مجددی' ضیائے حرم عید میلاد النبی ۱۹۸۹ء)

میلاد شریف پڑھتے وقت تعظیماً کھڑے ہونا

مولانا عبدالحق محدث الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الدر المنظم'' میں جو میلاد النبی ﷺ پر ایک جامع کتاب ہے۔ مکہ مکرمہ کے مفتیاں کرام (حنفی' شافعی' مالکی اور حنبلی) کے فتاویٰ نقل کیے ہیں۔ اگرچہ ان فتاویٰ میں بنیادی طور پر میلاد النبی ﷺ کی محفل میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کے بارے میں اظہار خیال کیا گیا ہے لیکن ہر فتویٰ میں محفل میلاد النبی ﷺ کا ذکر ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علماء محفل میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کے قائل ہیں۔ صرف ایک فتویٰ درج ذیل ہے۔ ''حضرت شیخ عبداللہ سراج حنفی مفتی مکہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف پڑھتے وقت جب سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر آئے تو اس وقت کھڑا ہونا بڑے بڑے آئمہ سے ثابت ہے۔ آئمہ اسلام اور حکام نے کسی رد اور انکار کے بغیر اسے برقرار رکھا۔ لہٰذا یہ مستحسن کام ہے اور حقیقت یہ ہے ان (حضور ﷺ) سے بڑھ کر تعظیم کا کون مستحق ہو سکتا ہے؟ اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کافی ہے جو فرماتے ہیں ''جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے''۔

حنبلی فقہ کے مفتی مکہ مکرمہ میں عبداللہ بن حمید لکھتے ہیں کہ ''میلادالنبی سیرت مصطفیٰ ﷺ کا ایک حصہ ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ سیرت رسول اللہ ﷺ کا مکمل یا کچھ حصہ بیان کرنا مستحب ہے اور آپ کے ذکر ولادت کے وقت کھڑا ہونا تعظیم کا تقاضا ہے اور شریعت کے منافی نہیں ہے۔

مکہ مکرمہ سے تعلق رکھنے والے دور حاضر کے عظیم محقق اور عالم دین محمد علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلسنّت کے عقائد پر ''**مفاهيم يحب ان تصحيح** '' نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس کا ایک باب مفہوم المولدالنبی ہے اس میں آپ فرماتے ہیں بعض لوگ کے ذہنوں میں فاسد تصورات پائے جاتے ہیں کہ ان کے خیال کے مطابق ہم سال بھر میں صرف ایک مخصوص رات ہی میلادالنبی ﷺ کی محافل منعقد کرتے ہیں۔اس غافل شخص کو معلوم نہیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں میلادالنبی کے سلسلہ میں سال بھر ایسے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں جو بے مثال ہوتے ہیں۔حرمین شریفین میں جب کوئی خوشی کا موقع آتا ہے محفل میلاد منعقد کی جاتی ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہم صرف ایک رات میں حضور ﷺ کا ذکر کرتے ہیں اور تین سو انسٹھ راتوں سے غافل ہو جاتے ہیں وہ ہم پر افترا پردازی کر رہا ہے۔یہ مجالس میلاد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دن رات منعقد ہوتی ہیں اور یہ اجتماعات دعوت الٰہی کا سب سے بڑا وسیلہ ہیں۔

کلیۃ الشریعۃ دمشق کے پرنسپل ڈاکٹر محمد سیّد رمضان البوطی منکرین میلاد کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''یہاں عید میلادالنبی سننے کیلئے لوگوں کا جمع ہونا ایک ایسا کام ہے جو دور نبوت کے بعد پیدا ہوا بلکہ چھٹی صدی ہجری کے آغاز میں ظاہر ہوا۔لیکن کیا صرف یہی بات

اس کو بدعت کہنے کیلئے کافی ہے جس کی بنیاد پر اسے سرکار دو عالم ﷺ کے اس ارشاد کا مصداق قرار دیا جائے کہ جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات جاری کی جو دین سے نہیں وہ مردود ہے۔ اس طرح تو ان لوگوں کو اپنی زندگی سے ہر وہ بات خارج کر دینی چاہیے جو نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھی۔ اگر وہ ایسا کر سکتے ہیں تو کر لیں۔ کیونکہ یہ سب کچھ بدعت ہے۔

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک چیف جسٹس عدالت شرعیہ متحدہ عرب امارات لکھتے ہیں۔ "حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا۔ ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں حضور ﷺ کی سیرت طیبہ' واقعات' غزوات بیان کئے جاتے ہیں اور اکثر حضور ﷺ کی تعریف میں قصیدے پڑھے جاتے ہیں"۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس پر خوشی مسرت کا اظہار ہوتا ہے نیز آپ ﷺ کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے سبق حاصل کرنے کیلئے ان کو بیان کیا جاتا ہے اور آپ کی سیرت و اخلاق سے لوگوں کو رغبت دلانے کیلئے اور ہدایت حاصل کرنے کیلئے ان کا انعقاد عمل میں آتا ہے ایک مباح عمل قرار دیا گیا ہے اگرچہ بعض کو یہ مرغوب نہ ہو کیونکہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات (محبت رسول اللہ ﷺ) ابھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے' اگر وہ تقریب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں نہ منائی گئی ہو تو اس کو ناپسندیدہ بدعت قرار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ بدعت یا تو قابل مذمت ہے یا مستحسن و جائز۔

اس مختصر بیان سے کم از کم اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ محفل میلاد النبی ﷺ دنیا بھر کے مسلمان عموماً اور اہل عرب خصوصاً مناتے ہیں اگر توفیق خداوندی حاصل ہو

جائے تو سمجھنے اور قبول کرنے کیلئے اتنا کچھ کافی ہے ورنہ ضخیم کتب بھی ناکافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سرکار دو عالم ﷺ کی محافل میلاد منانے اور ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عہد عباسیہ

(بنو عباس خاندان کے حکمران ۱۳۶ھ/۷۵۰ء سے ۶۵۶ھ/۱۲۵۸ء)

اس زمانہ کی دو نامور شخصیات حضرت علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (۵۱۱ھ تا ۵۹۷ھ) بصرہ کا علمی شہرہ عالم اسلام میں پھیل گیا۔ آپ نے میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر خصوصیت سے توجہ دی۔ محبوب خدا ﷺ کے میلاد پر کئی جامع کتابیں لکھیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب سیّدنا غوث اعظم سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں روحانیت کی تعلیم سے روح کو زندہ کر رہے تھے۔

''میلاد النبی ﷺ کی خوشی کے اظہار پر اہل ایمان اور اہل محبت نے بڑے اہتمام کئے ہیں۔ اس تقریب پر اظہار مسرت کر کے کیا بادشاہ کیا گدا ہر ایک نے دولت ایمان حاصل کی۔ اسلامی دنیا پر مغربی اقوام کے غلبہ نے مسلم معاشرہ میں اچھی روایات کو ختم کر دیا ہے۔ یہ فکری سانحہ یہاں تک اثر انداز ہوا کہ ہمارے بعض پڑھے لکھے حضرات اور بعض علماء وقت بھی حضور ﷺ کے یوم ولادت پر اظہار مسرت پر ناک بھوں چڑھانے لگے اور اہل ایمان کی روش کے برعکس اسے بدعت کا نام دینے لگے۔ یہ لوگ پہلے صرف تعظیماً کھڑے ہونا بدعت کہتے ہیں اب سرے ہی سے اس تمام عمل کو بدعت کہنے لگے۔ حضرت علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی نے سیّد الانبیاء کے میلاد کا ذکر نہایت تفصیل اور بعد تحقیق لکھا ہے۔ اختصاراً ایک کتاب سے اقتباس ہے۔ ''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمتیں نازل فرمائے جس نے ولادت کی مبارک رات خوشی و مسرت کی عیدیں منائیں۔ میلاد مبارک کی عید اس شخص پر بڑی شاق گزرتی ہے جس کے دل

میں بغض اور عناد ہوتا ہے۔

وہ مزید لکھتے ہیں کہ نصاریٰ اپنے نبی کی پیدائش کی رات کو عید اکبر (بڑا دن) کے طور پر مناتے ہیں۔ اہل ایمان کو ان سے بڑھ چڑھ کر اپنے نبی کے یوم پیدائش پر اظہار مسرت کرنا چاہیے۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ سے قبل کا ایک تاریخی واقعہ بیان کرتے ہیں۔

بغداد میں ایک مسلمان ہر سال میلاد النبی ﷺ کی محفل سجایا کرتا تھا اور یوم ولادت باسعادت کو بڑی خوشیوں کا اہتمام کیا کرتا تھا۔ اس کے پڑوس میں ایک یہودی کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا کہ یہ مسلمان ہر سال یہ دن بڑے اہتمام سے مناتا ہے معلوم تو کرو کہ یہ کیا دن ہے؟ خاوند نے بتایا کہ یہ مسلمان خیال کرتا ہے کہ ان کا نبی ﷺ اس ماہ میں اس دن (پیر ربیع الاوّل) کو پیدا ہوا تھا۔ یہ اس دن خوشی اور مسرت کرتا ہے، یہودیہ بدعقیدہ تھی، بڑی نفرت سے منہ چڑانے لگی، رات کو سوئی تو خواب میں سرکار ﷺ کی زیارت ہوئی۔ یہودن نے بے اختیار آگے بڑھ کر سلام کیا۔ حضور ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ حیران ہوئی کہ مجھ یہودیہ پر اتنا کرم اور شفقت۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کریمانہ سے اتنی متاثر ہوئی کہ صبح کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئی۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس یہودیہ نے عہد کرلیا کہ اپنا تمام مال اسباب صدقہ کرے گی اور آپ ﷺ کی محفل میلاد منعقد کرے گی۔ خدا کی شان اور حضور نبی کریم ﷺ کی شفقت کہ اسی رات اس یہودن کا خاوند بھی حضور رؤف رحیم کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوا۔ چنانچہ وہ دونوں صبح کے وقت عید میلاد النبی ﷺ کی محفل برپا کررہے تھے۔

شیطان کا غمناک ہونا

''الروض الانف'' میں حضرت امام محدث سہیلی قدس سرہ العزیز نے بیان فرمایا

ہے کہ شیطان تین مرتبہ بہت زیادہ غمناک ہوا۔ اس نے اپنی ناکامیوں اور محرومیوں کا خوب ماتم کیا (۱) جب وہ زمین پر پھینکا گیا۔ (۲) وہ بہت رویا اور چیخا جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت پاک ہوئی۔ (۳) جب سورۃ الفاتحہ نازل ہوئی۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور رحمتوں پر خوشی منانا مسلمانوں کا کام ہے شیطان کا نہیں۔ شیطان نے اپنے بالوں کو خاک آلود کر لیا تھا۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ۔

ترجمہ (یاد دلاؤ ان کو اللہ کے دن) (سورۃ ابراہیم آیت ۵)

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابی ابن کعب اور حضرت مجاہد و حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت عظمیٰ ہیں۔ اور باقی سب نعمتیں آقائے نامدار ﷺ کا صدقہ ہیں اگر حضور نبی ﷺ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔

محمد گر نہ بودے کس نہ بودے
نہ بودے ہیچ عالم در وجودے

ترجمہ اگر نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی جلوہ گری نہ ہوتی تو کچھ بھی موجود میں نہ آتا۔ اور دنیا نہ دنیا والے ہوتے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اس آیت مقدسہ کے تحت علامہ پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القرآن کے صفحہ ۵۰۵ پر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو وہ

نعمتیں یاد دلاؤ جو ہم نے ان پر فرمائیں، کس طرح انہیں فرعون کے ظلم و استبداد سے رہائی دی۔ کس طرح سلامتی سے انہیں سمندر سے گزارا اور کس طرح ان کی آنکھوں کے سامنے فرعون کو غرق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت ۷ میں فرمایا کہ اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو گے تو میں مزید اضافہ کردوں گا۔ (لئن شکرتم لازیدنکم)

میلاد خواں سے حضور ﷺ خوش ہوتے ہیں

حضرت ابن نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں آقائے دو جہاں ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! جو لوگ میلاد پاک کا اہتمام کرتے ہیں خوب خوشیاں مناتے ہیں کیا آپ ایسی خوشی پسند فرماتے ہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا اے ابن نعمان! جو ہماری ولادت پر اور ہم سے خوش ہوتا ہے تو میں بھی اس امتی سے خوش ہوتا ہوں۔

متحدہ ہندوستان میں میلاد النبی ﷺ

سیّد قاسم محمود کراچی اپنی مرتبہ کتاب اسلامی انسائیکلو پیڈیا میں لکھتے ہیں۔
قدیم تاریخوں میں یہ دن (۱۲ ربیع الاوّل) مصر، ترکی میں منایا جاتا تھا وہاں سے اس کا آغاز ہندوستان کے چند علاقوں میں سنٹرل ایشیا کو چھوڑ کر ہوا۔ یہ ذکر خطیبوں، محفلوں کے انعقاد کے ساتھ ہندوستان آیا۔ (غالباً علاقہ عرب شریف سہواً نہیں لکھا گیا۔ مؤلف) نبی کریم ﷺ کی پیدائش کا دن بارہ ربیع الاوّل خوشی کا یہ دن خصوصی اجتماعات اور دینی محفلوں کے انعقاد کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ اس میں نعتیں پڑھی جاتی ہیں اور حضور پاک ﷺ کی مدح سرائی کی جاتی ہے۔

بارہ وفات

یہی قاسم محمود صاحب لکھتے ہیں کہ بارہ وفات کی اصطلاح ۱۲ ربیع الاوّل کیلئے

پاک ہند میں بولی جاتی ہے۔ کیونکہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کا یوم وصال ۱۲ ربیع الاوّل ہے۔ اسی روز گھروں اور مسجدوں میں فاتحہ خوانی ہوتی ہے اور نیازیں تقسیم کی جاتی ہیں۔

اس دن کو یوم عید میلاد النبی ﷺ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ عام خیال یہ ہے کہ اس دن حضور اکرم ﷺ کی ولادت مبارک ہوئی تھی مسلمان اب اس دن کو ایک خوشی کے طور پر مناتے ہیں جگہ جگہ آپ ﷺ کی سیرت پاک پر جلسے منعقد ہوتے ہیں جلوس نکلتے ہیں۔ مساکین اور یتیموں میں کھانے تقسیم کئے جاتے ہیں۔ بازاروں دکانوں اور راستوں کو خوب آراستہ کیا جاتا ہے اور بہترین طریقہ سے سجایا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس دن عام تعطیل ہوتی ہے۔

سلطان محمود غزنوی (۳۸۹ھ۔۴۱۹ھ مطابق ۹۹۹ء۔۱۰۲۵) نے ہندوستان پر ۱۷ حملے کئے اس کے جانشینوں کی حکومت علاقہ پنجاب پر ۲۰۰ سال رہی۔ شہاب الدین غوری نے غزنی حکومت ختم کر کے اپنا تسلط قائم کیا۔ (۵۸۲ھ ۱۱۸۶ء) حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے بشارت پا کر اجمیر فتح کیا۔ پرتھوی راج والئی اجمیر و دہلی کے قتل کے بعد شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ نے قطب الدین ایبک کو پنجاب اور دہلی کی حکومت سپرد کی اور خود واپس چلا گیا۔ (۱۱۹۲ء) غازی محمود غزنوی کے جانشینوں کے زمانہ میں ۴۳۱ھ میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب کو اپنے فیوض سے مالا مال کیا۔ ہندو بکثرت مسلمان ہوئے۔ اس دوران میں میلاد النبی ﷺ کی مختصر تقاریب ضرور منائی جاتی ہوں گی۔

خاندان غلاماں کی حکومت جلد مستحکم ہوگئی۔ خاندان غلاماں کے دو بادشاہ التمش اور بلبن[1] علماء اور مشائخ کے عقیدت مند تھے اور ان کی مجالس میں شوق و ذوق سے

---

[1] التمش (م ۶۳۱ھ/۱۲۲۶ء) غیاث الدین بلبن (م ۶۸۶ھ/۱۲۸۷ء)

شرکت کرتے تھے۔ التمش حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا۔ حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ بلبن بادشاہ نے اپنی بیٹی حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے بیاہی تھی۔ ہو نہیں سکتا کہ ان دو بادشاہوں کے دور میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کا دن مبارک یونہی گزر جائے۔

بلبن (۱۲۶۶ھ۔۱۲۸۷) دہلی پر حکومت کرتا رہا۔ شہنشاہ بلبن نے اپنے بیٹے سلطان محمد کو حاکم ملتان مقرر کیا تھا۔ منظور ملک لکھتے ہیں کہ بہاولپور کے ایک زمیندار سے ایک قلمی نسخہ ملا ہے اور یہ قلمی نسخہ حضرت شاہ[1] جمال رحمۃ اللہ علیہ کے ایک محظوظ کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے۔ اس میں مرقوم ہے کہ جلوس میلاد شوکت اسلام کا نمونہ ہے۔ حاکم ملتان سلطان محمد متقی اور اصحاب تقویٰ کا دوست ہے یا پیادہ جلوس کی رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے بعد عمائدین شہر اور نعت خوانوں کا گروہ ہوتا ہے جو شاعر دربار کی قیادت میں منقبت نبی ﷺ میں مصروف رہتا ہے۔ نعت خوانوں کے بعد مخدومان سادات کا گروہ ہوتا ہے اس معزز گروہ میں علماء ملتان بھی شامل ہوتے ہیں۔ بعد میں سرداراں فوج ترکی و تورانی چہار آئینہ زیب تن کئے شامل ہوتے ہیں۔ یہ جلوس تمام شہر کا چکر لگا کر قلعے پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ نماز شکرانہ ادا کی جاتی ہے۔ شہر میں چراغاں کا انتظام ہوتا ہے۔

عہد شاہجہانی میں عید میلاد النبی ﷺ

سلاطین دہلی اور شاہان مغلیہ کے زمانہ میں ۱۲ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب نہایت تزک و احتشام سے منائی جاتی تھی کہ یہ دن رسول ﷺ کا یوم ولادت ہے۔ اسلامی ممالک میں یہ تقریب عیدین سے (عید الفطر، عید الاضحیٰ) سے زیادہ شان سے منائی جاتی تھی۔ اس روز ذکر رسول ﷺ ہوتا تھا۔ مواعظ حسنہ کے ذریعہ حیات طیبہ نبی پاک ﷺ بیان کی جاتی تھی اور عمل کی تلقین کی جاتی تھی۔ پھر اظہار

[1] شاہ جمال شہر ملتان کے ایک مشہور بزرگ تھے۔ (متوفی ۱۲۶۶ھ)

مسرت کے طور پر شیرینی اور مٹھائیاں تقسیم کی جاتی تھیں۔ غرباء کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ دوست احباب اور دیگر حضرات مدعو کیے جاتے تھے۔ مجلس میلاد خوشبویات سے معطر کی جاتی تھی۔ یہ تقریبات ہر زمانہ میں منائی جاتی تھیں۔

شاہجہانی دور میں عید میلاد النبی ﷺ کا ذکر ملا عبدالحمید لاہوری اپنے شاہنامہ جلد ۱۰۷۳ھ میں اس طرح کرتے ہیں۔

''اس مبارک اور سعید مجلس میلاد کی ترتیب پورے اہتمام سے کی گئی۔ جس میں سادات کرام علماء مشائخ عظام اور دیگر معززین مدعو کیے گئے۔ شاہجہان بذات خود بڑی تعظیم کے ساتھ مسند پر آ کر بیٹھا۔ بارہ ہزار روپے تقسیم کیے اور لوگوں کو ان کی حیثیت کے مطابق شال تقسیم کیے گئے۔ ایک بڑی جماعت کو طرح طرح کے کھانے اور حلوے کھلائے گئے اور عطریات کے علاوہ دیگر اشیاء تقسیم کی گئیں''۔

پنجاب پر سکھ اقتدار ۱۸۴۳ء میں ختم ہوا اور پنجاب انگریزوں کی غلامی میں آ گیا۔ کیونکہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں ماسوائے پنجاب تمام مسلمان انگریز کی حکومت کے مخالف تھے۔ لہٰذا جنگ آزادی میں فتح کے بعد انگریز حکومت ۱۸۵۷ء کے بعد مسلمانوں کی شدید مخالف رہی اور مسلمانان ہندوستان پر جو ظلم ڈھائے اس کے بعد ہمیشہ کی طرح مسلمان ہند نے اپنے اپنے آقا حضور ﷺ کے دامن مکرم میں ہی پناہ ڈھونڈی ہوگی۔ انگریز حکومت نے پنجاب میں اپنے مددگار مسلمان جاگیرداروں کے تالیف قلوب کیلئے میلاد النبی ﷺ کے دن کو بارہ وفات سے موسوم کر کے ۱۲ ربیع الاوّل کے دن تعطیل کا سرکلر جاری کیا۔ چونکہ عام طور پر مسلمانوں کی بے حسی سے یہ دن بارہ وفات کے نام سے مشہور ہو چکا تھا۔

سیّد حسن مثنیٰ احسن ندوی لکھتے ہیں کہ ۱۸۸۰ء میں حضرت مولانا شاہ محمد سلیمان [1]

---

[1] مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواری کے والد حکیم محمد داؤد لکھنو اور گورکھپور میں شاہی طبیب تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں شریک تھے۔ انگریز حکومت نے انکی گرفتاری کا حکم دیا تو انہوں نے فرار ہو کر پھلواری کے قریبی گاؤں میں سکونت اختیار کر لی۔

پھلواری نے اپنی بستی پھلواری (پٹنہ) میں تحریک میلاد النبی ﷺ کا آغاز کیا۔ لیکن اس سے پہلے بھی مولوی خدا بخش خاں وکیل امرت سری نے محفل میلاد کا اہتمام کیا اور وہاں حضرت شاہ سلیمان نے پہلی مرتبہ سیرت طیبہ زبانی بیان کی۔ ندوی صاحب نے وضاحت کی ہے کہ حضرت شاہ سلیمان پھلواری نے ۱۸۸۵ء میں زبانی بیان سیرت کا سلسلہ ماہ مبارک ربیع الاوّل سے شروع کیا۔ چاندرات سے شب دوازدہم (۱۲) تک ہر روز بیان سیرت پاک ہوتا تھا اور اس لگن کے ساتھ اس کا اہتمام انہوں نے کیا ۱۳۰۲ھ سے آج تک اس کا سلسلہ نہیں ٹوٹا۔ وہ ذہن تیار کر دیا جو اسے بڑا فریضہ سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ قصبہ پھلواری تحریک کا مرکز بن گیا اور وہاں سے یہ آواز سارے صوبے میں پھر سارے براعظم میں خیبر سے رنگون تک جا پہنچی۔ انہوں نے انجمن اسلامیہ پٹنہ، مسلم ایجوکیشنل کانفرنس، انجمن حمایت اسلام لاہور اور اجلاس ندوۃ العلماء سب کو سیرت طیبہ کا پلیٹ فارم بنا دیا...... ان کے صاحبزادے مولانا شاہ حسین میاں پھلواری نے نئے انداز کی میلاد الرسول کتاب لکھی جو ۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی۔

حضرت شاہ سلیمان پھلواری نے میلاد النبی ﷺ کی مجالس شروع کیں تو ان کے بعد سیّد ممتاز علی نے خواتین کے مشہور مجلّہ ''تہذیب نسواں'' کے ۲۵ دسمبر ۱۹۰۹ء کے شمارے میں عید میلاد النبی ﷺ کے باقاعدہ منانے کی تجویز پیش کی۔ لوگوں نے اس تحریک کو عملی جامہ پہنایا۔

ہفت روزہ ''الحدیث لاہور'' کے مطابق ہندوستان میں غالباً عید میلاد النبی ﷺ کو پہلے ہی امرتسر میں منایا گیا۔ جس کا اہتمام وہاں کے ایک کشمیری بزرگ مولانا عبدالسلام ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی جدوجہد سے ہوا تھا اور اس کی غرض وہاں غیر مسلموں کے سامنے مسلمانوں کی (مذہبی) سیاسی شوکت کو نمایاں کرنا تھا پھر یہ تقریب اپنے حسن و رنگ اپنی خوبصورتی اور اپنی گوناگوں دلچسپیوں کے سبب آہستہ آہستہ ہندوستان کے

دوسرے شہروں میں بھی پھیل گئی۔

ایک اپیل: ۱۹۲۶ء میں بعض علمائے اسلام نے عامۃ المسلمین کے نام ایک اپیل جاری کی جس میں وضاحت کی گئی تھی کہ گو سرور کائنات ﷺ کی وفات حسرت آیات ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی لیکن یہ دن حضور اکرم ﷺ کی تاریخ پیدائش کا بھی دن ہے۔ اس لئے حلقہ بگوشاں محمد ﷺ کو یہ دن لطف ومسرت میں گزارنا چاہیے پھر ۱۹۳۰ء میں انجمن توحید المسلمین موچی دروازے کے زیر اہتمام ایک پرشکوہ جلوس منظم کیا گیا۔ یہ جلوس ۱۹۴۰ء تک باقاعدہ نکلتا رہا۔

راولپنڈی میں عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات کے سلسلہ میں حکیم محمد ایوب احسن لکھتے ہیں' راولپنڈی میں یہ سلسلہ ایک مدت سے جاری ہے اس کی ابتدا اس زمانہ میں ہوئی جب پٹی ضلع لاہور سے شائع ہونے والے ہفت روزہ اخبار ''ایمان'' کے ایڈیٹر مولانا عبدالمجید نے یہ تحریک شروع کی کہ سارے ملک میں سیرۃ النبی ﷺ کے جلسے منعقد کئے جائیں۔ اس تحریک پر سارے برصغیر کے شہروں میں سیرت کمیٹیاں قائم ہوئیں اور عید میلاد النبی ﷺ منانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۳۵ء میں جالندھر چھاؤنی کے جلسہ اور جلوس میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ شامل تھے۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ''چند سال ہوئے میں نے خواب دیکھا تھا کہ خدا تعالیٰ مولود شریف کے ذریعہ سے اس اُمت کو متحد کرے گا۔ مجھے ایک عرصہ تک حسرت رہی کہ یہ واقعہ کس طرح رونما ہوگا۔ اب تحریک یوم میلاد النبی نے اس خواب کی تعبیر کو حقیقی طور پر نمایاں کر دیا ہے''۔

اس سے قبل ۳۱۔ ۱۹۲۹ء میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر اکابر ملت کے ساتھ عید میلاد النبی کے جلسوں اور جلوسوں کے انعقاد کی تحریک کی تھی۔ اخبارات میں یہ بیان

شائع ہوا۔اس اپیل پر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ سیّد غلام بھیک نیرنگ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام مرشد رحمۃ اللہ علیہ (بادشاہی مسجد لاہور) مولانا شوکت علی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حسرت موہانی رحمۃ اللہ علیہ، پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قطب الدین عبدالولی رحمۃ اللہ علیہ، دیوان سیّد محمد پاکپتنی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا فاخرالہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ، سیّد حبیب احمد ہوشیارپوری رحمۃ اللہ علیہ مدیر روزنامہ ''سیاست'' لاہور پیر سیّد فضل شاہ جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا علی الحائری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد شفیع داؤدی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے دستخط تھے۔

غرض حضور سرورِ انبیاء حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور پاک کے حوالہ سے خوشی منانے، محافل منعقد کرنے جلوسوں وغیرہ کے ذریعہ شوکت اسلام کا اظہار کرنے کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگان دین کے اقوال، ارشادات واضح ہیں۔ ہمیں مسرت وانبساط وعقیدت کی محفلیں سجانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن ان عامۃ المسلمین کے جذبات کو بھڑکانے کیلئے کسی وضعی روایت کا سہارا نہیں لینا چاہیے۔اسی طرح جلسے اور جلوسوں اور مظاہروں میں ہر غیر اسلامی غیر اخلاقی حرکت سے اجتناب کرنا چاہیے ورنہ سرکار ﷺ ہم سے ناراض ہو جائیں گے۔

بارہ وفات کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ اور سرکاری تعطیل

کتابچہ عید میلاد النبی ﷺ اشاعت ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ از انجمن دارالعلوم نعمانیہ اندرون ٹیکسالی گیٹ لاہور میں ہے کہ مولانا محمد نور بخش توکلی[1] جذبہ عشق رسول ﷺ سے سرشار اور اعلاء وافشاء کلمۃ الحق پر حریص تھے اور بڑے ہی حساس اور موقع

[1] مولانا محمد نور بخش توکلی کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل ۱۲۸۸ھ جون ۱۸۷۱ء میں جمعۃ المبارک چک قاضیاں ضلع لدھیانہ میں ہوئی۔آپ خواجہ توکل شاہ انبالوی سے بیعت تھے۔ایم اے کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں پروفیسر مقرر ہوئے۔آپ کی شہرۂ آفاق تصنیف ''سیرت رسول عربی ﷺ'' ہے۔قیام پاکستان کے بعد فیصل آباد مقیم ہوئے۔مارچ ۱۹۴۸ء میں وصال ہوا۔

کو پرکھنے کے مالک تھے۔ ان دنوں لاہور میں ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے دن کو بارہ وفات کہا جاتا تھا۔ یہ کوئی عقیدہ کی بناء پر نہ تھا بلکہ مسلمانوں کی غفلت اور سستی سے مشہور ہوگیا۔ آپ چونکہ نباض قوم تھے اس بات کو بھانپ گئے کہ آنے والے وقتوں میں کہیں یہ فتنہ ہی نہ بن جائے آپ نے فی الفور دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور میں جید علماء کرام مشائخ عظام کا ایک اجلاس بلایا جس میں حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت مولانا اصغر علی روحی رحمۃ اللہ علیہ ' مولانا محمد بخش مسلم بی اے رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی سرکردہ شخصیات نے شرکت کی۔ اس اجلاس کا ایجنڈا یہ تھا کہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو بارہ وفات کہنے کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کہا جائے۔ سرکاری کاغذات میں عید میلاد النبی ﷺ کا نام اور اس دن عام سرکاری تعطیل منظور کروائی جائے۔ تمام علماء کرام اور مشائخ عظام نے آپ کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے اس تحریک کو کامیاب بنانے میں آپ کا ساتھ دیا آپ کی شب و روز محنت اور انگریز گورنمنٹ سے خط و کتابت کے ذریعہ دلائل کی بناء پر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ گورنمنٹ کے گزٹ اور سرکاری کاغذات میں بارہ وفات کی عوامی غلطی کو عید میلاد النبی ﷺ سے تبدیل کروایا۔ اس دن عام تعطیل منظور کروائی۔

ماہنامہ "ضیائے حرم" عید میلاد النبی ﷺ نمبر ماہ نومبر' دسمبر ۱۹۸۹ء لاہور ص ۲۹۳' ۲۹۴ پر ہے کہ انجمن معین الاسلام نے جس کا قیام ۱۹۳۰ میں عمل میں آیا تھا سرکار انگلشیہ سے درخواست کی کہ کیلنڈروں اور ڈائریوں میں بارہ وفات کا جو لفظ لکھا جاتا ہے وہ غلط ہے۔ اس کی بجائے عید میلاد النبی ﷺ کا لفظ ہونا چاہیے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے انجمن کی اس تجویز کو منظور کرلیا۔ پھر اس وقت سے اس تعطیل کو بھی تعطیل عید میلاد النبی ﷺ لکھا جانے لگا۔

مولانا محمد بخش مسلم رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ یہ قرارداد علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

(ایم۔اے) مرحوم منصف سیرت رسول عربی ﷺ نے پیش کی تھی۔ امیر ملت حضرت حافظ سیّد پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تائید کی۔ اس سلسلہ میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔

اکابرین اُمت اور محافل میلادالنبی ﷺ

قرآن اور حدیث کے بعد فقہاء اُمت نے فقہ اسلامی کا تیسرا ماخذ اجماع اُمت کو قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں جو شخصیات مسلمہ ہیں ان کی رائے کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ کسی زمانہ میں تمام مجتہدین اور علماء کرام کا کسی فیصلے پر متفق ہو جانا اجماع کہلاتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

ما راہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن۔

ترجمہ جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

مقتدر آئمہ محدثین کے اقوال پیش کئے جاتے ہیں جنہوں نے میلاد مصطفیٰ ﷺ کی ضرورت و اہمیت کو اور اس کے فیوض و برکات کو بھی ثابت کیا ہے۔

۱) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰۹۔۲۷۹ھ مطابق (۸۲۴ھ۔۸۹۲ء)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر ولادت مصطفیٰ ﷺ کیلئے اپنی جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ میں باقاعدہ عنوان باب "ماجاء فی میلاد النبی ﷺ" کو جگہ دی۔ اگر ذکر ولادت مصطفیٰ ﷺ جائز اور ضروری نہ ہوتا تو امام ترمذی جیسے اعلیٰ پایہ محدث کبھی بھی اس کا ذکر نہ کرتے یا بعد میں آنے والے محدثین اس کا رد ضرور فرماتے۔ امام ترمذی کے اس باب سے یہ معلوم ہو گیا کہ اس زمانہ میں بھی عید میلادالنبی ﷺ کا موضوع لوگوں میں مقبول تھا اور وہ اس کو جائز جانتے تھے۔ امام ترمذی حد درجہ کے ذہین تھے۔

الجامع ترمذی آپ کی مشہور تصنیف اور صحاح ستہ کی ایک اہم اور مشہور ترین کتاب ہے۔

۲) امام علامہ احمد بن محمد قسطلانی مصری رحمۃ اللہ علیہ

(۸۵۱ھ/۱۱۴۸ء / وفات ۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء)

آپ مواہب اللدنیہ میں محفل میلاد النبی ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں۔

ترجمہ اہل اسلام ہمیشہ سے ربیع الاوّل میں محفل میلاد منعقد کرتے ہیں کیونکہ یہ حضور ﷺ کی ولادت پاک کا مہینہ ہے اور اس کی راتوں میں صدقات اور اچھے عمال کی کثرت اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے میلاد شریف کا تذکرہ کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کو حاصل کرتے ہیں۔ محفل میلاد کے مجرب خواص میں سے ہے کہ سال امن سے گزرتا ہے اور اپنے مطلب ومقصد کے جلدی حصول کیلئے یہ ایک بشارت ہے بس اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس شخص پر جس نے عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک مہینہ کی راتوں کو عید بنایا تاکہ شدت ہو ایسے شخص پر جس کے دل میں بغض و عناد ہے۔ (زرقانی علی المواہب ج ا ص ۲۶۱)

نیز فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کے خواص ہی سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کیلئے حفظ وامان کا سال ہوتا ہے اور میلاد منانے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

۳) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی ۹۱۱ھ/۱۵۰۵ء)

میلاد شریف کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے اپنی کتاب "الحاوی للفتاوی جلد اوّل ص ۱۹۶ پر لکھتے ہیں۔

ترجمہ ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم شکر کا اظہار کریں، میلاد شریف پر اجتماع کر کے

کھانا کھلا کراور دیگر وجوہ قربات کے اظہار کے ساتھ خوشی کے اظہار کے ساتھ۔

آپ نے میلاد شریف کی تاریخی و شرعی حیثیت پر کتاب لکھی ہے۔ حسن المقصد فی عمل المولد۔ اس کا اُردو ترجمہ پروفیسر محمد طفیل سالک نے کیا ہے۔ لاہور کے کتب فروشوں سے دستیاب ہے۔ اس کتاب میں شیخ تاج الدین عمر بن علی فاکہانی اور ابو عبداللہ ابن الحاج کے میلاد شریف پر اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

۴) علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر روح البیان ج ۹، ص ۵۶ میں ''محمد رسول اللہ ﷺ'' کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں۔

ترجمہ میلاد شریف کا انعقاد کرنا رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہے، جبکہ بری باتوں سے خالی ہو۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم کو حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پر شکر کا اظہار مستحب ہے۔ اگر کوئی شخص ہوائے نفس یا جہالت کی وجہ سے ممنوعہ افعال کرتا بھی ہے تو اسے ان باتوں سے منع کیا جائے گا نہ کہ اس غلط فعل کی وجہ سے میلاد شریف پر بدعت کا فتویٰ لگایا جائے گا۔ آج تک ایسا نہیں ہوا کہ جو لوگ نماز میں تغیر و تبدل کرتے ہیں ان کی وجہ سے کسی مفتی نے یہ فتویٰ دیا ہو کہ نماز پڑھنا ہی ناجائز ہے۔

۵) امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ

(۸۴۱ھ/۱۴۲۷ء۔۹۰۲ھ/۱۴۹۷ء)

ابن حجر عسقلانی (وفات ۸۵۲ھ/۱۴۴۹ء) کے شاگرد تھے۔ کتاب المورد الروی ص ۲۶ پر لکھتے ہیں کہ

ترجمہ مسلمان ہمیشہ سے تمام بڑے بڑے شہروں میں اور انکے اطراف واکناف میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں محافل کا اہتمام کرتے

ہیں یہ محافل فرحت وسرور سے بھرپور ہوتی ہیں۔اس ماہ کی راتوں میں مختلف قسم کے صدقات کر کے اپنی نیکیوں میں اضافہ کرتے ہیں اور ولادت پاک کے موقعہ پر ظاہر ہونے والے واقعات کا تذکرہ کر کے اللہ کی رحمت اور اس کا فضل حاصل کرتے ہیں۔

۶)امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

(وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء)

امام احمد رضا نے بڑے احسن انداز میں میلاد النبی ﷺ بیان کیا ہے اور مخالفین میلاد النبی ﷺ پر چوٹ بھی کی۔فرماتے ہیں کہ

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

۷)حافظ شمس الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی کتاب مورد العباری فی مولد الھادی میں فرماتے ہیں کہ

ترجمہ ایک کافر جس کی مذمت میں سورۃ تبت یدا نازل ہوئی اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس کے متعلق ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے میلاد پر مسرت کی برکت سے ہر پیر والے دن اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو کیا خیال ہے اس شخص کے متعلق جو ساری عمر حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پاک کی خوشی مناتا رہا اور حالت ایمان میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔(الحاوی للفتاوی ج۱ص ۱۹۷)

۸)سیّد احمد زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ "ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب" کے تحت

فرماتے ہیں کہ

ترجمہ حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم ہے کہ حضور ﷺ کی شب ولادت پر خوشی کرنا مولود شریف پڑھنا اور ذکر ولادت کے وقت کھڑا ہونا حاضرین کو کھانا کھلانا اور جو کچھ لوگ نیک کام کرتے ہیں یہ سب رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہے اور یہ مسئلہ میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے کہ کثیر علماء نے اس کا اہتمام کیا اس مسئلہ پر دلائل و براہین سے بھرپور کتابیں تصنیف کی ہیں۔ (الدرر السنیہ ص ۱۸)

۹) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(پیدائش ۱۱۵۹ھ/۱۷۴۶ء)

آپ فرماتے ہیں کہ فقیر کے مکان پر سال میں دو مجلسیں ایک ذکر ولادت دوسری ذکر شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہوتی ہیں۔ سینکڑوں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ درود شریف اور قرآن شریف پڑھا جاتا ہے وعظ ہوتا ہے پھر سلام پڑھا جاتا ہے۔

۱۰) ابو طیب محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ناصر الدین محمود ابن العماد کے حوالے سے ان (ابو طیب محمد بن ابراہیم) کے متعلق فرماتے ہیں کہ

ترجمہ وہ ابو طیب محمد ابراہیم عید میلاد النبی ﷺ کے دن ایک مکتب کے پاس سے گزرے، وہاں کے استاد کو فرمایا! اے فقیہ آج خوشی کا دن ہے تمام بچوں کو چھٹی دے دو۔ (الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۷)

۱۱) علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شرح المولد لابن حجر میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے میلاد شریف کے سننے کیلئے جمع ہونا اعظم عبادات سے ہے، کیونکہ میلاد شریف میں رسول اللہ ﷺ پر

بکثرت درودوسلام پڑھا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول اللہ ﷺ کا ذکر بار بار ہوتا ہےاورآپ کے ذکر سے محبت آپ کے قرب کا ذریعہ ہے۔

(بحوالہ شرح صحیح مسلم ج ۳، ص ۱۸۳)

۱۲) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵۶۴ء۔۱۶۲۴ء)

برصغیر کی نامور شخصیت عارف باللہ سیّدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی فرماتے ہیں۔

''درنفس قران خواندن بصوت حسن وودرقصائدنعت ومنقبت خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف وتغیر حروف قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ وتردیدصوت بطریق الحان باتصفیق مناسب آن کہ درشعر نیز غیر مباح است۔اگر برنہج خوانند کہ تحریف درکلمات قرآنی واقع نشوددرقصائدخواندن شرائط مذکورہ متحقق نگرددآنراہم بغرض صحیح تجویز نمائند چہ مانع۔(ازمکتوبات شریف ج ۳)

ترجمہ اچھی آواز سے صرف قرآن مجیداورنعت ومنقبت کے قصائد پڑھنے میں کیا حرج ہے منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف میں تبدیلی وتحریف کی جائے اورالحان کے طریق پرآواز پھیرنااورانکے مناسب تالیاں بجانا جوشعر میں ناجائز ہیں۔اگرایسے طریقے سے مولود پڑھیں کہ قرآنی کلمات میں تحریف واقع نہ ہواورقصائد پڑھنے میں شرائط مذکورہ متحقق نہ ہوں اوراس کوصحیح غرض سے تجویز کریں تو کون سا امر مانع ہے۔

نیز فرماتے ہیں کہ ہم نے نیاز نبوی کیلئے قسم قسم کے کھانے پکائے اورایک محفل مسرت قائم کرنے کو کہا۔

۱۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۵۶ھ/۱۰۵۲ھ مطابق ۱۵۵۱ء/۱۶۴۲ء)

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں ابولہب کے متعلق کنیز آزاد کرنے کا واقعہ نقل فرما کر لکھتے ہیں کہ اس میں میلاد کرنے والوں کیلئے سند ہے جو کہ مال بھی خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب جو کہ کافر تھا اور اس کی مذمت میں قرآن کریم میں ایک سورۃ نازل ہوئی ہے۔ اسے میلاد حضور اکرم ﷺ پر خوشی کرنے اور ثویبہ کنیز کا دودھ خرچ کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے جزاء عطا فرمائی ہے تو اس مسلمان کی جزاء کا اندازہ فرمائیں جو حضور اکرم ﷺ کی دل سے محبت بھی کرتا ہے خوشی بھی مناتا ہے اور اپنا مال بھی نچھاور کرتا ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ اس مولود شریف کے انعقاد میں وہ بدعات نہ ہوں جو لوگوں نے وضع کر لی ہیں۔ مثلاً گانا بجانا ممنوع آلات موسیقی اور وہ امور جن کی ممانعت ہے۔ (مدارج النبوت اردو ج ۲، ص ۲۵)

(شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہیں نہیں لکھا کہ ولادت باسعادت نبی پاک ﷺ پر خوشی کرنا ابولہب کی سنت ہے)

۱۴) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷۰۳ء۔۱۷۶۲ء)

فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں نبی کریم ﷺ کے مقام ولادت شریف پر حاضر ہوا۔ یہ آپ ﷺ کی ولادت مبارک کا دن تھا اور لوگ وہاں جمع تھے اور آپ پر درود و سلام پڑھ رہے تھے اور آپ کی ولادت پر آپ کی بعثت سے پہلے جو معجزات اور خوارق ظاہر ہوئے ان کا ذکر کر رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ اس موقع پر یکبارگی انوار روشن ہوئے، میں نے توجہ کی تو مجھے ان فرشتوں کا فیض اثر نظر آیا جو اس قسم کے مقامات اور اس نوع کی مجالس پر موکل ہوتے ہیں۔ اس مقام پر میں نے دیکھا کہ فرشتوں کے انوار بھی انوار رحمت کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ (فیوض الحرمین)

الدر الثمین میں ہے کہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد شاہ

عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ میں میلاد کے دنوں میں حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں کھانے پکواتا تھا۔ ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ آیا تو وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ حضور ﷺ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہی بھنے ہوئے چنے آپ کے سامنے پڑے ہیں اور آپ بہت ہی مسرور ہو رہے ہیں۔

۱۵) ابن تیمیہ کا نظریہ

(۶۶۱ھ/۱۲۶۴ء وفات ۷۴۸ھ/۱۳۴۸ء)

غیر مقلدین کے پیشوا "اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۴۹" پر لکھتے ہیں۔

ترجمہ بعض لوگ جو محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں ان کا مقصد عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد میں۔ یا حضور نبی کریم ﷺ کی محبت و تعظیم مقصد ہے تو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی محبت پر اجر وثواب عطا فرمائے گا۔

۱۶) ناظم اعلیٰ دیوبند اور محفل میلاد

قاسم نانوتوی کے داماد مولوی عبداللہ کہتا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی ناظم مدرسہ دیوبند کی زبانی کرۃ مرۃ سنا گیا ہے کہ ذکر ولادت باسعادت حضرت محمد ﷺ موجب خیر و برکت ہے اور مولانا بھی بعض جگہ مجلس میں شریک ہوئے۔ چنانچہ پیر جی واجد علی دیوبندی جو قاسم نانوتوی کے مرید ہیں اور مولود خواں ہیں۔ اس امر کے شاہد ہیں۔

(الدر المنظم ص ۱۵۵)

آمد مصطفیٰ ﷺ پر جلوس اور اظہار مسرت

امام مسلم مشہور محدث اور فقیہ صحاح ستہ میں حدیث شریف کی دوسری مشہور کتاب صحیح مسلم کے مصنف کی زبانی سنیے۔

ترجمہ مرد اور عورتیں اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ لڑکے اور غلام راستوں

میں پھیل گئے اور ہر طرف یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ کے نعروں کی گونج سنائی دینے لگی۔ (مسلم شریف ج۲، ص ۴۱۹)

۱۹) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں بھی لوگوں کی خوشی کا اندازہ کیجئے

(۱۹۴ھ/۸۱۰ء۔۲۵۶ھ/۸۷۰ء)

علم حدیث میں ان کی صحیح بخاری کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ صحاح ستہ میں بخاری شریف کا پہلا نمبر ہے۔ فرماتے ہیں۔

ترجمہ پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ اتنے خوش تھے کہ پہلے کبھی نہ ہوئے۔ (بخاری شریف ج۱، ص ۵۵۸)

۲۰) نواب صدیق حسن خاں بھوپالی

(وفات ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء)

غیر مقلدین کے نامور عالم دین کی رائے ملاحظہ ہو وہ اپنی کتاب الشمامۃ العنبر یہ ص ۵ میں لکھتے ہیں کہ اس میں کیا برائی ہے اگر ہر روز ذکر حضرت محمد ﷺ نہیں کر سکتے تو ہر ہفتہ یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت آنحضرت ﷺ کا کریں۔ پھر ایام ماہ ربیع الاوّل کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور ان روایات واخبار وآثار کو پڑھیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔

اس عبارت کو بار بار پڑھیے اور سوچئے کیا صدیق حسن خاں اقرار نہیں کر رہے کہ میلاد النبی ﷺ منانا باعث برکت ہے اسی لئے تو اس کو لازمی قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہر ماہ اس کا التزام کرلیں۔ آگے چل کر اپنا فیصلہ سناتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جس کو حضرت نبی ﷺ کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور جو اس نعمت میلاد النبی ﷺ کے حصول پر شکر خدا نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔

اس عبارت سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ نواب صدیق حسن میلاد النبی ﷺ کے انعقاد کو جائز جانتے ہیں کہ ذکر میلاد میں صرف صحیح روایات واخبار وآثار کو پڑھنا چاہیے اور جس مسلمان کو حضرت نبی کریم ﷺ کے ذکر میلاد سے مسرت و خوشی نہیں ہوتی وہ مسلمان نہیں۔

۲۱) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

(المتوفی ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء)

فیصلہ ہفت مسئلہ کے صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں کہ اس میں تو کسی کو کلام نہیں کہ حضرت فخر آدم سرور عالم ﷺ کی ولادت شریف کا ذکر بذات خود دنیا وآخرت کی خیرو برکت کا باعث ہے پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں' بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔

یوم جمعۃ المبارک کی فضیلت

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ یوم جمعۃ المبارک کو بھی یوم عید کہا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کتب حدیث میں موجود ہے کہ انہوں نے آیت الیوم اکملت لکم ..... اسلام دینا۔(سورۃ المائدہ آیت ۳) تلاوت کی۔اس وقت ایک یہودی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ یہ آیت سن کر وہ کہنے لگا یہ آیت اگر ہم پر اترتی تو ہم اسے عید بنا لیتے تو حضرت عبداللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ جب یہ آیت اتری تھی اس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔(یوم جمعۃ المبارک ویوم عرفہ) مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۱' ترجمہ یوم عرفہ اور یوم جمعہ

اسلامی انسائیکلوپیڈیا مرتبہ سیّد قاسم محمود کراچی میں ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا سب سے افضل دن جس پر سورج طلوع ہوا وہ جمعہ کا دن ہے۔اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اس دن میں وہ جنت سے زمین پر اتارے گئے۔اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ایک اور حدیث شریف میں۔یوم جمعۃ المبارک کی فضیلت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔''اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ سیّد الایام ہے جس کا مرتبہ یوم الفطر اور یوم النحر (عیدالضحیٰ) سے بھی بڑا ہے اس میں پانچ باتیں ہیں۔(۱) اس دن آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے۔(۲) اسی دن جنت سے نکالے گئے۔اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔(۳) اسی دن وہ فوت ہوئے۔(۴) اسی دن ایک ایسا لمحہ بھی ہے کہ بندہ مومن اپنے رب کریم سے جو مانگتا ہے پاتا ہے۔بشرطیکہ وہ حرام چیز طلب نہ کرے۔(۵) اسی دن قیامت آئے گی۔

ایک اور موقعہ پر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا''میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے۔ان کے پاس ایک سفید آئینہ تھا وہ کہنے لگے''یہ جمعہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور آپ کے بعد آپ ﷺ کی اُمت کیلئے عید بنا کر پیش کیا ہے۔یہ دن ہمارے نزدیک سیّد الایام ہے۔ہم اسے آخرت تک یوم المزید یعنی اضافے کا دن کہیں گے۔(الکشاف ۴:۵۳۲)(اسلامی انسائیکلوپیڈیا' ص ۶۴۵)

پس ثابت ہوا کہ یوم جمعہ کو بھی عید کا دن کہا گیا ہے اور یہ دن عیدین (عیدالفطر' عیدالضحیٰ) سے بھی افضل ہے۔قمری حساب کے مطابق سال میں ۵۲ جمعۃ المبارک آتے ہیں اس لحاظ سے مسلمانوں کیلئے ۵۲ عیدیں اور بن جاتی ہیں۔

حضور ﷺ کی ولادت پاک کا دن تو سب سے بڑھ کر عید کا دن ہے۔اگر آپ ﷺ کی جلوہ گری دنیا میں نہ ہوتی تو نہ تو کوئی عیدالفطر ہوتی اور نہ ہی عیدالاضحیٰ اور نہ ہی جمعۃ المبارک اور نہ ہی کوئی عید منانے والا ہوتا اور نہ ہی کوئی عید میلاد النبی ﷺ کا منکر۔

وَاِنْ تَعُدّوا نِعمۃ اللہ لا تُحْصُوْھَا۔(سورۃ ابراہیم آیت ۳۴)

پیر محمد کرم شاہ الازہری ضیاء القرآن میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات اتنے کثیر ہیں کہ ان کا شمار کرنا چاہو تو نہ کرسکو گے' تمہارے ہندسے ختم ہو جائیں تمہاری زبانیں گنتے گنتے تھک جائیں مگر تم ان نعمتوں کو گن نہ سکو گے۔ اگر انسان صرف اپنے وجود میں ہی غور کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس پر اس کے پروردگار کی کتنی نعمتیں ہیں۔ جسم کی انگلیاں اور ناخن منہ میں لعاب' آنکھوں کے چھپر' پلکیں نہ ہوں تو زندگی مشکل ہو جائے۔ لعاب دہن نہ ہو تو زبان لکڑی کی مانند سخت ہو جائے۔ نہ بول سکے۔ قوت ہاضمہ میں نقص واقع ہو جائے ناخن نہ ہوں تو انگلیوں کی خوبصورتی اور طاقت نہ رہے۔ (ملخص از ضیاء القرآن)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہر حال میں کرنا چاہیے

۱) مشہور حکایت ہے کہ شیخ مصلح الدین المعروف شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے جوتے مسجد میں کسی نے چوری کر لئے۔ گرمی کا موسم تھا۔ تپش سے پاؤں جلنے لگے۔ ان کے پاس پیسے نہ تھے کہ نیا جوتا خرید سکیں۔ آپ بہت مغموم ہوئے مسجد سے باہر آئے تو دیکھا کہ ایک شخص زمین پر بیٹھا ہے اور اس کے پاؤں نہیں ہیں۔ آپ نے فوراً سجدہ کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ یا اللہ! میرے پاؤں تو سلامت ہیں میں چل پھر تو سکتا ہوں اس غریب کے تو پاؤں ہی نہیں ہیں کہ چل پھر سکے۔

۲) اللہ نے اپنے بندوں کیلئے زمین کو بچھونا' آسمان کو چھت فرمایا ہے آسمان سے پانی اتارا۔ مردہ زمین کو زندہ کیا اور اس میں سے طرح طرح کے پھل سبزیاں پیدا کیں۔ مال مویشیوں سے دودھ ہماری خوراک کیلئے۔ جہاں بڑی بڑی نعمتوں کا ذکر کیا وہاں کشادہ راستوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو ہماری آمد و رفت کیلئے ہیں اور ہم نے بنا دیئے ہیں زمین میں بڑے بڑے پہاڑ تا کہ زمین لرزتی نہ رہے ان کے ساتھ ساتھ اور بنا دیں ہم نے ان پہاڑوں میں کشادہ راہیں تا کہ وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائیں۔ (سورۃ الانبیاء آیت ۳۱)

۳) اپنے فضل و کرم کا ذکر اس طرح بھی کیا ہے۔ کس نے بنایا ہے زمین کو ٹھہر نے کی جگہ اور جاری کر دی ہیں اس میں نہریں اور بنا دیئے انہیں کیلئے ہیں (پہاڑوں کے لنگر) اور بنا دیں سمندروں کے درمیان آڑ۔ (سورۃ النمل آیت ۶۱)

۴) سورۃ الملک آیت ۳۰ ترجمہ: آپ پوچھیئے اگر کسی صبح تمہارا پانی زمین کی تہہ میں اتر جائے تو تمہیں میٹھا پانی کون لا کر دے گا۔

۵) سورۃ زخرف آیت ۱۰۔ ترجمہ: جس نے بنا دیا ہے زمین کو گہوارہ تمہارے لئے اور بنا دیئے ہیں تمہارے لئے اس میں راستے تا کہ تم منزل مقصود تک پہنچ سکو۔

التحیات کا پڑھنا

نماز میں نمازی رکوع و سجود کے بعد قعدہ میں التحیات پڑھتا ہے۔ ''میری بدنی' مالی اور قولی تمام عبادتیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں۔ پھر نمازی کہتا ہے۔ اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام ہو''۔ میرے پیر و مرشد حضرت پیر سیّد محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ التحیات کو بڑے غور سے پڑھنا چاہیے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان ناز و نیاز کی گفتگو اور تعلیم ہے۔ التحیات میں حضور نبی کریم ﷺ نے رب العزت کی تعریف کی ہے۔ حضرت صمدیت نے خطاب فرمایا! **السلام علیك ایها النبی** اے ہمارے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے جواب میں عرض کیا۔ **السلام علینا و علی عباد الله الصالحین** (ہم سب پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو) اس وقت ملائکہ نے کہا **اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً عبده ورسوله** (ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں) جب ہم غور سے پڑھیں گے تو دل میں ایک خاص نور پیدا ہوگا اور الصلوٰۃ معراج المومنین کی حقیقت کھلے گی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ التحیات پڑھتے وقت پہلے اپنے دل میں نبی کریم ﷺ کی جلوہ گری تصور کرو تب کہو **السلام علیك ایها النبی**

پیرومرشدی پیر سیّد محمد اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ درود شریف پڑھتے وقت خیال ہو کہ رسول ﷺ کے حضور میں ہیں اور میں ان کی سرکار میں درود شریف پڑھ رہا ہوں' ایک طرف اللہ تعالیٰ اور فرشتے دوسری طرف اہل ایمان۔ درمیان میں نبی کریم۔ پس حضور نبی کریم ﷺ بندوں اور اللہ کے درمیان وسیلہ ہیں۔ رسول کے معنی بھی وسیلہ کے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ اگر نماز میں حضور ﷺ کا خیال مبارک آئے تو یہ قبولیت نماز کی خبر مبارک ہے۔ شرک وغیرہ نہیں۔ سلام اور درود شریف پڑھنا جیسا کہ میلاد میں پڑھا جاتا ہے جائز ہے اور بلندی درجات کا ذریعہ ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے حقوق جو ہم پر ہیں ان کی ادائیگی کا سبب ہیں۔

خواجہ خواجگان خواجہ حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جن کی دعا سے شہاب الدین غوری کو پرتھوی راج والیٔ اجمیر پر فتح حاصل ہوئی تھی اور ان کی یہ شان ہے کہ انہوں نے ۹۰ لاکھ ہندوؤں کو مسلمان بنایا فرماتے ہیں۔

آں کس کہ در نما نبیند جمال دوست
فتویٰ ھمی دہم کہ نمازے قضا کند

ترجمہ جو شخص نماز میں اپنے محبوب (حضور ﷺ) کا جمال باکمال نہیں دیکھتا۔ ہم فتویٰ دیتے ہیں کہ نماز قضا کرے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تیرا امام بے حضور تیری نماز بے سرور
ایسی نماز سے گذر ایسے امام سے گذر

مطلب یہ ہے کہ اگر نماز میں حضور نبی کریم ﷺ کی حضوری حاصل نہ ہوئی تو ایسی نماز بے فائدہ۔ پس ثابت ہوا کہ حضور کا خیال نماز میں ہوا تو ایسی نماز قبولیت عام پاتی ہے اور آپ کا خیال دل میں آنا بوقت نماز شرک نہیں۔ کیونکہ یہ حضور کی تکریم وتسلیم ہے عبادت نہیں۔ عبادات اور تعظیم میں یہ فرق ہے کہ ''کسی کو معبود جان کر اس کی عبادت کرنا یہ عبادت ہے۔ تعظیم یہ ہے کہ نبی کو نبی جانے صحابی کو صحابی جانے اور ولی کو ولی جانے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کا حق دار نہ جانے۔

علاقہ پنجاب میں میلادالنبی ﷺ کا آغاز

۱۹۲۶ء میں شہر لاہور کے بعض علماء نے عامۃ المسلمین کے نام اپیل جاری کی ''گو ۱۲ ربیع الاوّل حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کا دن ہے لیکن یہ حضور سرور کائنات ﷺ کی تاریخ پیدائش بھی ہے۔ اس لئے یہ دن لطف ومسرت میں گزارنا چاہیے''۔

لاہور میں معراج النبی ﷺ کے جلوسوں کی ایک روایت موجود تھی۔ ایسے جلوسوں میں موچی دروازہ کے حاجی عبدالقادر صاحب اور حافظ معراج دین صاحب پیش پیش تھے۔

پھر حضرت علامہ سیّد دیدار علی شاہ سربراہ حزب الاحناف لاہور کی کوششوں سے ۱۹۳۰ء میں انجمن توحید المسلمین موچی دروازہ لاہور کے زیر اہتمام ایک پرشکوہ جلوس منظم کیا گیا۔ کوہستان اخبار میں اس جلوس کی تاریخ ۱۹۳۳ء لکھی ہے۔ احسان بی اے نے ایک مضمون میں لکھا ہے ''لاہور میں عید میلادالنبی ﷺ کا جلوس سب سے پہلے ۵ جولائی ۱۹۳۳ء مطابق ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۵۲ھ کو نکلا...... یہ جلوس ۱۹۴۰ء تک باقاعدہ نکلتا رہا۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ۱۹۱۱ء اسلامیہ کالج لاہور کی گراؤنڈ میں باقاعدہ اجتماع میلاد شریف کے سلسلہ میں ہوا۔ جس کی صدارت حضرت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری سیالکوٹ نے کی۔ مقررین میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ اس مبارک جلسہ کی روئیداد ''تہذیب نسواں'' میں شائع ہوئی۔

جو حسب ذیل ہے۔

''ہمیں اس بات کے دیکھنے سے بہت خوشی ہوئی کہ ''تہذیب نسواں'' کا پچھلے سال کا ننھا سا بویا ہوا بیج اس سال اچھا پھل لایا۔ اس سال کے بڑے نامی اخباروں نے عید میلاد کے خاص نمبر نکالے۔ علماء مجتہدین نے عید میلاد النبی کو قومی طور پر منانا نہایت ضروری کہا اور اس کیلئے اشتہار جاری کیے۔ لاہور میں حضرت پیر الحاج حافظ سیّد جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اہل اسلام شہر کو عام منادی کی گئی کہ تمام دکاندار اور اہل حرفہ اپنا اپنا کام بند رکھیں اور دن بھر عید منائیں......نماز ظہر کے بعد عشاء تک اسلامیہ کالج لاہور میں عظیم الشان جلسہ رہا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالقادر اور مولانا ظفر علی خان صاحبان نے خطاب کیا شمس العلماء مفتی عبداللہ ٹونکی، شمس العلماء مولوی عبدالحکیم، پیر حاجی سیّد جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ پر تقاریر کریں۔

۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۰ء میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سجادہ نشین صاحبان علمائے کرام مشاہیر قوم اور سیاسی اکابرین کے ساتھ مل کر میلاد شریف منانے کیلئے اخبارات میں پھر اپیل کی۔ انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل نے قوم کی اس اپیل پر لبیک کہتے ہوئے یہ دن شایان شان منانے کیلئے اسلامیہ کالج لاہور کی گراؤنڈ میں ہر سال اس کا انتظام کیا۔ جون ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک یوم النبی ﷺ کے افتتاح کا اعلان کرتے ہوئے ایک بار پھر اپیل کی۔ اس موقعہ پر جن اکابر اسلام نے علامہ صاحب کا ساتھ دیا ان میں سے چند یہ ہیں۔

مفتی نثار احمد آگرہ، میاں سر محمد شفیع لاہور، مولانا شوکت علی، مولانا سیّد غلام بھیک نیرنگ، پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑہ شریف، مولانا سیّد حبیب لاہور، مولانا حسرت موہانی، مولانا محمد سجاد، مولانا کشفی نظامی، ڈاکٹر شفاعت احمد خاں، مولانا غلام مرشد رحمۃ اللہ علیہم۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے محفل میلاد النبی ﷺ میں ایک دفعہ تقریر کی۔ جسے اخبار ''زمیندار'' نے شائع کیا۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

''زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے انسانوں کے طبائع' ان کے افکار اور ان کے نقطہ ہائے نگاہ بھی زمانے کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ لہٰذا تہواروں کے منانے کے طریقے اور مراسم بھی ہمیشہ متغیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور ان سے استفادہ کے طریقے بھی بدلتے رہتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے مقدس دنوں کے مراسم پر غور کریں اور جو تبدیلیاں افکار کے تغیر سے ہونی لازم ہیں۔ ان کو مدنظر رکھیں۔ منجملہ ان مقدس ایام کے جو مسلمانوں کیلئے مخصوص کئے گئے ہیں ایک میلاد النبی کا مبارک دن بھی ہے جو میرے نزدیک انسانوں کی دماغی اور قلبی ترقی کیلئے نہایت ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کیلئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسول کو مدنظر رکھیں۔ تاکہ جذبۂ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو قائم رکھنے کیلئے تین طریقے ہیں۔ (۱) پہلا تو درود وصلوٰۃ ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا جزو لاینفک بن چکا ہے۔ وہ ہر وقت درود پڑھنے کا موقعہ نکالتے رہتے ہیں۔ عرب کے متعلق میں نے سنا ہے کہ اگر کہیں بازار میں آدمی لڑ پڑتے ہیں تو تیسرا بآواز بلند **اللھم صل علی سیّدنا محمد وبارك وسلم** پڑھ دیتا ہے تو لڑائی فوراً رک جاتی ہے اور متخاصمین ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھانے سے فوراً باز آجاتے ہیں۔ یہ درود کا اثر ہے اور لازم ہے کہ جس پر درود پڑھا جائے اس کی یاد قلوب کے اندر اثر پیدا کرے۔ یہ پہلا طریق انفرادی ہے۔ دوسرا اجتماعی یعنی مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں۔ ایک شخص جو حضور آقائے دو جہاں کے سوانح حیات سے پوری طرح باخبر ہو' آپ کے سوانح حیات بیان کرے تاکہ ان کی تقلید کا ذوق شوق

مسلمانوں کے قلوب کے اندر پیدا ہو۔ اس طریق پر عمل پیرا ہونے کیلئے ہم سب آج یہاں جمع ہوئے۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

آدمی دید است باقی پوست است
دید است آنکہ دیدِ دوست است

ترجمہ یہ جوہر انسانی کا انتہائی کمال ہے کہ اسے دوست کے سوا اور کسی چیز کی دید سے مطلب نہ رہے۔ یہ طریقہ بہت مشکل ہے کتابوں کے پڑھنے اور میری تقریر سننے سے نہیں آئے گا' اس کیلئے کچھ مدت نیکوں اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھ کر روحانی انوار حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو پھر ہمارے لئے یہی طریقہ غنیمت ہے جس پر آج عمل پیرا ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس طریق پر عمل کرنے کیلئے کیا کیا جائے۔ پچاس سال سے شور برپا ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔ یہاں تک میں نے غور کیا ہے تعلیم سے زیادہ قوم کی تربیت ضروری ہے۔ ملی اعتبار سے یہ تربیت علماء کے ہاتھ میں ہے۔ اسلام ایک خاص خالص تعلیمی تحریک ہے۔ صدر اسلام میں سکول نہ تھے' کالج نہ تھے' یونیورسٹیاں نہ تھیں لیکن تعلیم و تربیت اس کی ہر چیز میں تھی۔ خطبہ جمعہ' خطبہ عید' حج وعظ غرض تعلیم و تربیت عوام کیلئے بیشمار مواقع اسلام نے بہم پہنچائے۔ لیکن افسوس کہ علماء کی تعلیم کا کوئی صحیح نظام قائم نہ رہا۔ اگر کوئی رہا بھی تو اس کا طریق عمل ایسا رہا کہ دین کی حقیقی روح نکل گئی۔ جھگڑے پیدا ہو گئے اور علماء کے درمیان جنہیں پیغمبر اسلام کی جانشینی کا فرض ادا کرنا تھا سر پھٹول ہونے لگی۔

دنیا میں نبوت کا سب سے بڑا کام تکمیل اخلاق ہے چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بعثت لاتمم مکارم الخلاق یعنی میں نہایت اعلیٰ اخلاق کے اہتمام کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ اس لئے علماء کا فرض ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق

ہمارے سامنے پیش کریں۔ تا کہ ہماری زندگی حضور کے اسوہ حسنہ کی تقلید سے خوشگوار ہو جائے۔ اتباع سنت زندگی کی چھوٹی چھوٹی چیزوں میں جاری وساری ہو جائے...... لیکن عوام کے دماغ ابھی ان مطالب عالیہ کے متحمل نہیں۔ انہیں فی الحال صرف اخلاق نبوی کی تعلیم دینی چاہیے"۔

مندرجہ بالا تقریر کے مرتب نے اپنے نوٹ میں لکھا ہے کہ میلاد مبارک کی محفلوں کو ایک جماعت نے اپنے دانشمندانہ غلو سے کام لے کر محفل میلاد کو ایک مجموعہ رسوم بنا دیا ہے دوسری طرف اس کے مقابلے میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے جو سرے سے ان محفلوں کو ہی مٹا دینا چاہتی ہے۔

بیسیوں صدی کے شروع میں ایک زبردست تحریک اٹھی تھی۔ اس تحریک کی بدولت چند ہی سالوں میں برصغیر کے گوشے گوشے میں یہ مبارک تقریب قومی سطح پر منائی جانے لگی۔ اس کامیابی کو دیکھ کر ایسا طبقہ پیدا ہو گیا جو بظاہر مسلمان کہلاتا ہے مگر اس تحریک کے خلاف کھل کر میدان میں آ گیا ہے۔ اس طبقہ کے رد میں ایک دردمند خاتون سیّدہ جمیلہ قطب نے ایک مضمون بعنوان "انعقاد یوم میلاد" تحریر کیا جو ۲۵ مارچ ۱۹۴۱ء کے مجلّہ "تہذیب نسواں" میں چھپا۔ اس مضمون میں سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

افسوس ہمارے ہندوستان میں بعض وہمیوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوا ہے جو پہلے تو میلاد شریف کو جائز کہتا تھا وہ فقط قیام (سلام پڑھتے وقت کھڑا ہونا) کا منکر تھا۔ لیکن اب سرے سے ہی میلاد شریف کو بدعت سمجھتا ہے۔ خبر نہیں یہ لوگ میلاد شریف میں کون سی بات قرآن وحدیث کے خلاف دیکھتے ہیں کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کی خوشی کو برا سمجھتے ہیں۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیدا ہونا ہمارے لئے نعمت عظمیٰ ہے تو مطابق قرآن مجید (واما بنعمت ربك فحدث) کہ اپنے پروردگار کی نعمت کا لوگوں میں چرچا کرو۔ کیوں نہ آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے۔ جب اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ ہم نے مومنین پر احسان کیا کہ ان میں سے وہی ایک رسول اللہ ﷺ کو پیدا کیا اور رسول بھی ایسا جو رحمت للعالمین ہے تو آیت بفضل اللّٰہ ترجمہ (اللہ تعالیٰ کے اس فضل رحمت پر مومنین کو خوب خوشی منانی چاہیے) کیوں نہ سامان سرور یعنی محفل نہ سجائی جائے۔ احباب کو جمع کر کے شیرینی وغیرہ بانٹنے کے ساتھ رحمت الٰہی کا بیان کیوں نہ کیا جائے۔ آرائش محفل کیوں نہ کی جائے جب وہ اس آیت سے ثابت ہے ''من حرم زینت اللّٰہ ''یعنی کسی نے حرام کر دیا پاکیزہ رزق کو اور اللہ تعالیٰ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کی۔ چھوہارے کیوں نہ بانٹیں جائیں جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: (اتقوا النار لو لبثق ثمرۃٍ) یعنی نصف چھوہارہ دے کر دوزخ کی آگ سے بچو' اگلے زمانہ کے مسلمانوں میں اتباع سنت سے ایک اخلاق' ذوق اور ملکہ پیدا ہو جاتا تھا اور وہ ہر چیز کے متعلق خود ہی اندازہ کر لیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا رویہ مبارک اس چیز کے متعلق کیا ہوگا۔

مکان کو معطر کیوں نہ کیا جائے جبکہ سب جانتے ہیں کہ خوشبو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہایت محبوب تھی۔ لوبان کیوں نہ جلایا جائے جب کہ مسلم نے روایت کی ہے کہ ابن عمر جس دن خوشبو کی دھونی لیتے تھے تو خالص لوبان کے ساتھ کافور ملا کر دھونی لیتے تھے اور فرماتے کہ رسول خدا ﷺ اس قسم کی خوشبو جلا کر دھونی لیا کرتے تھے۔

افضلیت

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس مہینے (ربیع الاوّل) میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جلوہ گری ہوئی وہ مہینہ تمام مہینوں سے افضل ہے۔ جو کتاب (قرآن) لائے سب کتابوں سے افضل۔ جو دین (اسلام) لائے سب دینوں سے افضل۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ افضل جس تاریخ کو تشریف لائے وہ تاریخ سب سے افضل۔ جس دن کو آئے وہ رات دن افضل جس گھر' شہر میں تشریف لائے وہ سب گھروں' شہروں سے افضل۔ جس باپ کی

پشت سے آئے وہ باپ سب باپوں سے افضل۔ جس ماں کی گود میں آئے وہ سب ماؤں سے افضل۔ جس اُمت نے آپ کا کلمہ پڑھا وہ اُمت سب اُمتوں سے افضل۔ ان کا کلام خدا کا کلام ان کا ہاتھ خدا کا ہاتھ۔ ان کا کنکر پھینکنا خدا کا پھینکنا۔ ان کی بیعت خدا کی بیعت جو خود جملہ انبیاء اور رسولوں سے افضل۔ پھر ایسے نبی مرسل ﷺ کا میلاد پاک کیوں نہ منایا جائے۔

حضرت علامہ شیخ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نبہانی اپنی کتاب جواہر البحار ج ۳ ص ۱۰۴۹ پر امام عارف باللہ عبد القادر الجزائری کا فرمان نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں ''کہ مجھے عالم خواب میں کملی والے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ترجمہ اے عبد القادر جب تم میں سے میرے کسی اُمتی کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے تو میں محمد ﷺ اس اُمتی کی تکلیف محسوس کرتا ہوں۔

مندرج بالا بیان سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ گئی کہ برصغیر میں ماہ ربیع الاوّل کے مہینہ میں مسلمانوں کے محلوں، علاقوں، اداروں اور گھروں میں میلاد النبی ﷺ کا انعقاد عام ہوتا تھا۔ شمالی ہند بالخصوص پنجاب دہلی، یوپی اور بہار میں گھر گھر میلاد النبی کی محفلیں ہوتی تھیں اور اس زمانہ کی جو مقبول تصانیف نثر یا نظم سیرت رسول اللہ ﷺ سے متعلق تھیں، لوگ آواز بلند پڑھتے اور سنتے تھے سنہ ۱۹۱۱ء کے بعد ایک کتاب ''میلاد اکبر'' بہت مشہور ہوئی اور میلاد کی محفلوں میں پڑھی جاتی تھی۔ جب یوم ولادت رسول مقبول ﷺ کو عید میلاد النبی کا نام دیا گیا تو محفلیں عید میلاد النبی کے عنوان سے منعقد ہونے لگیں۔ ''میلاد اکبر'' کے یہ اشعار عام طور پر خوش الحانی سے پڑھے جاتے ہیں۔ یا نبی سلام علیک۔ یا رسول علیک یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک۔ یہ سلام پڑھتے پڑھتے حاضرین تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔

اس سلام کے علاوہ حفیظ جالندھری کا سلام بھی بہت مقبول ہوا۔

سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخر نوع انسانی

اور مولانا ظفر علی خاں کا نعتیہ کلام ۱۹۳۴ء میں مشہور ہوا۔

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تم ہی تو ہو
ہم بس رہے ہیں جس میں وہ دنیا تم ہی تو ہو

اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام:

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

لاہور میں جلوس

حافظ معراج دین دار العزیز موچی دروازہ لاہور کا مکان وہ جگہ ہے جہاں رئیس احرار مولانا محمد علی جوہر، بیگم محمد علی جوہر، مولانا ظفر علی خاں، حضرت بیدم شاہ وارثی، علامہ اقبال اور محمد بخش مسلم وغیرہ تشریف لاتے رہے۔ کیونکہ حافظ صاحب موصوف مولانا محمد علی جوہر کے سیاسی طور پر عقیدتمند تھے، پہلے پہلے وہ چوک لوہاری میں اپنے دوستوں کے ہمراہ ایک جگہ بیٹھتے تھے۔ جہاں غیر مسلم حضرات اپنے اپنے جلوس لے کر نکلتے تھے۔ ایک دن حافظ معراج دین صاحب نے تجویز پیش کی کہ اس طرح کا جلوس عید میلاد النبی کا بھی نکالنا چاہیے۔ جس کی تائید مولانا محمد بخش مسلم نے کی۔ چنانچہ ۱۹۳۱ء میں ایک انجمن بنام ''انجمن فرزندان توحید'' تشکیل دی گئی۔ جس کے صدر مہر معراج دین اور سیکرٹری حافظ صاحب تھے۔ ۱۹۳۱ء میں پہلا جلوس باغ بیروں موچی دروازہ سے نکالا گیا۔ جو اندرون موچی دروازہ بھاٹی گیٹ سے ہوتا ہوا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد مبارک پر ختم ہوا۔ یہ جلوس ۱۹۳۲ء سے ۱۹۴۶ء تک نکلتا رہا۔

پروگرام

یونہی ربیع الاوّل کا چاند نظر آتا تو ہر دروازہ کے باہر اکیس، اکیس گولوں کی سلامی

دی جاتی اور اس رات پہلا جلسہ موچی دروازے کے باہر ہوتا۔اسی طرح گیارہ راتیں گیارہ دروازوں کے باہر میلاد النبی کے جلسوں سے رونق افروز ہوتیں۔

دس ربیع الاوّل کو نواب شاہنواز خاں والی ممدوٹ باغ بیرون موچی دروازہ میں ورزشی کھیلوں کا افتتاح کرتے تھے۔مرکزی جلوس موچی دروازہ پا پیادہ ہوتا۔تمام شرکاء صلی علیٰ محمد کا ورد کرتے تھے۔اکیس گھڑ سواروں کا دستہ بھی ہمراہ ہوتا۔جلوس میں نواب سر شاہنواز خاں، ابوالاثر حفیظ جالندھری، رستم زماں غلام محمد عرف گاماں، رستم ہند امام بخش پہلوان، استاد عشق لہر، حکیم ناصر مزنگوی، پنجابی شاعر اور بیشمار معززین شہر شریک ہوتے۔ ۱۹۴۷ء میں حافظ معراج دین صاحب نے سردار عبدالرب نشتر گورنر سے درخواست کی کہ اب یہ جلوس حکومت نکالے۔ چنانچہ سردار عبدالرب نشتر نے شاہی قلعہ لاہور میں ایک جلسہ میلاد منعقد کرایا۔جس میں تمام وزراء اور دیگر عمائدین شہر شریک ہوئے علمائے کرام نے حاضرین کو مواعظ حسنہ سے مستفید کیا۔الٰہی بخش لوہار جس کے نام پر کوچہ الٰہی بخش اندرون لوہاری گیٹ ہے آج سے ۴۰ سال قبل ایک سو دیگ بریانی اور زردہ کی پکا کر عید میلاد النبی کے مبارک موقع پر شاہی مسجد میں تقسیم کیا کرتا تھا۔تمام حاضرین کھاتے کسی کو روک ٹوک نہ تھی۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد عید میلاد النبی کا مرکزی جلوس ۱۹۴۸ء میں شروع ہوا۔اس کی سلامی نواب زادہ لیاقت علی خاں وزیر اعظم پاکستان نے بادشاہی مسجد کی سیڑھیوں پر لی اور نواب افتخار حسین خاں وزیر اعلیٰ پنجاب نے شاہی قلعہ لاہور کی سیڑھیوں پر سلامی لی۔لاہور کی یونین کمیٹیاں عید میلاد النبی پر خاص فنڈز رکھتی تھیں۔اس فنڈز سے نیاز دی جاتی اور غرباء فقراء کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ چراغاں کیا جاتا تھا۔

مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک پر علامہ ابوالحسنات قادری خطیب جامع مسجد وزیر خاں کی زیر صدارت مسجد چوک دالگراں میں مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ طے

پایا کہ عید میلاد النبی کا جلوس جاری رکھا جائے چنانچہ اسی سال علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کی زیر قیادت دہلی دروازے اور دوسرا جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور سے جلوس نکالے گئے۔ چوک دالگراں میں محفل میلاد ہوئی۔ جس میں علماء کے علاوہ خاں عبدالقیوم خاں نے سیرت رسول اللہ ﷺ پر تقریر کی۔ مرکزی جلوس میں اندازاً دس لاکھ سے زائد مسلمان حصہ لیتے تھے' بیرون شہر مضافات دیہات سے لوگ شامل ہوتے تھے۔ جلوس پر ہر گھر سے پھول کی پتیاں نچھاور کی جاتی تھیں۔ ۱۹۷۱ء کا جلوس دیدنی تھا۔ بانی جلوس حاجی عنایت اللہ قادری آگے آگے تھے۔ یک جیپ پر سوار تھے پھر لاہور شہر کے جید علماء کرام جن میں حضرت علامہ سیّد ابوالبرکات' مولانا محمد شریف نوری قصوری' مولانا غلام رسول کے نام قابل ذکر ہیں' ہر دروازہ کے باہر روشنی کا خاص انتظام ہوتا۔ نعت خواں حضرات میں حاجی غلام قادر زرگر' حکیم فضل الٰہی میاں غلام حسین شرقپوری' محمد اعظم چشتی' سرفراز خاں' سیّد حامد شاہ زنجانی وغیرہ ہوتے۔

جلوس میں مختلف پارٹیاں حصہ لیتی تھیں' شہر کے گھر گھر میں ختم میلاد ہوتا ہے' ہر مسجد میں محافل منعقد ہوتی ہیں۔ خاص خاص مقامات پر جلسے ہوتے ہیں۔ حاجی محمود خاں راجپوت ہاؤس ڈبی بازار لاہور اپنے گھر میں اس دن چالیس' پچاس دیگیں پکا کر غرباء میں تقسیم کرتے دربار میاں وڈا سہروردی لاہور پر بھی محفل میلاد منعقد ہوتی۔

مرکزی جلوس عید میلاد النبی ﷺ حضرت سیّد علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر ختم ہوتا۔ جہاں پر چیدہ چیدہ حضرات کی عزت افزائی کی جاتی۔ ایڈمنسٹریٹر اوقاف کی سرکردگی میں امور مذہبیہ کمیٹی دستار بندی اور تبرک کا انتظام کرتی ہے۔

درگاہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ پر عید میلاد النبی کے مبارک و مسعود موقعہ پر محافل مولود منعقد کی جاتی ہیں۔ جن میں ہزارہا مسلمان شریک ہوتے ہیں اور سعادتیں حاصل کرتے ہیں۔

درگاہ حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہور کے مرقد مبارک کو غسل دیا جاتا ہے اور ختم غوثیہ اور محفل درود وسلام منعقد ہوتی ہے' بڑے بڑے نعت خواں شامل ہوتے ہیں۔

مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری ناظم آباد فیصل آباد سے مولانا کوثر نیازی لاہور کو لکھتے ہیں کہ آپ نے سیّد محمد داؤد غزنوی مرحوم امرتسری پر روزنامہ ''جنگ'' لاہور کی ایک گزشتہ اشاعت میں ایک مضمون سپرد قلم کیا ہے جس میں آپ نے ان کی سیاسی زندگی اور دینی حیثیت پر روشنی ڈالی تھی۔ مگر ان کا ایک کارنامہ جس کا ثواب ان شاء اللہ انہیں رہتی دنیا تک ملتا رہے گا نظر انداز کر دیا یا شاید اکثر لوگوں کی طرح آپ بھی اس بات سے واقف نہ ہوں۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ۱۹۳۷ء تک اس برصغیر میں مسلمان محسن انسانیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم ولادت کی اہمیت سے بالکل غافل تھے۔ خاص خاص لوگ بارہ وفات کے نام سے کچھ حلوہ یا کھیر پر ختم شریف پڑھ کر بچوں یا غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے۔ مولانا داؤد غزنوی کے ایماء پر مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی نے امرت سر میں اجلاس منعقد کیا' اختتامی تقریر مولانا مرحوم داؤد غزنوی کی تھی۔ انہوں نے فرمایا: صاحبو! یوں تو اللہ نے انسانوں کی رہبری کیلئے کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے مگر عرصہ دراز سے صرف دو اُمتیں قابل ذکر چلی آ رہی ہیں' مسیحی اور مسلم' مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا یوم ولادت بڑے تزک واحتشام سے مناتے ہیں' لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی دنیا محسن انسانیت کے جشن ولادت کا کوئی اہتمام نہیں کرتی۔ آج کا اجلاس اسی غرض سے بلایا گیا ہے۔ اس اجلاس میں مولانا عبدالکریم مباہلہ' شیخ حسام الدین' سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری اور چوہدری فضل حق موجود تھے۔ فیصلہ یہ ہوا کہ خوبصورت رسید بکیں چھپوائی جائیں۔ ہر رسید بک میں سو سو رسید ہو اور ہر رسید ایک روپیہ کی ہو' رسید پر لکھا جائے ''برائے جشن عید میلاد النبی'' اس اجلاس کی کارروائی سے پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں مجلس احرار کے دفاتر کو مطلع کر دیا گیا۔ چنانچہ

پنجاب بھر میں سیرت پاک پر جلسے ہوئے عید میلاد النبی کا سب سے پہلا جلوس امرت سر میں انجمن پارک سے نکلا' آگے آگے ایک کار میں حفیظ جالندھری کا سلام لاوَڈ سپیکر پر گونج رہا تھا' اس کے بعد ٹولیوں کی ٹولیاں ٹرکوں گھوڑوں پر نعرہ رسالت بلند کرتی جا رہی تھیں۔ کفار ہیبت زدہ تھے۔

مولانا کوثر نیازی نے یہ مراسلہ روزنامہ ''جنگ'' لاہور ۳۱ مارچ ۱۹۸۳ء میں شائع کرایا۔ مولانا کوثر نیازی مزید لکھتے ہیں کہ مولانا غزنوی مسلک اہلحدیث کے جید عالم تھے۔ یہ بات بڑی دلچسپ ہے میں مراسلہ کی صحت کے بارے میں کچھ عرض نہیں کرسکتا۔ ممکن ہے مجلس احرار کے رہنما اس کے متعلق کچھ کہہ سکیں یا پھر اہلحدیث علماء ہی اس کی تردید یا توثیق میں کچھ کہہ سکیں (مولانا کوثر نیازی صاحب نے یہ مضمون ضیائے حرم کے میلاد النبی نمبر نومبر' دسمبر ۱۹۸۹ء میں شائع کروایا۔ مطلب یہ ہے کہ اہلحدیث مسلک کے علماء سے جلوس میلاد النبی ﷺ کے بارے میں ایسا عمل بادی النظر میں متوقع نہیں)

میلاد شریف اور سیّد مہدی حسین جونپوری (مرتب رائے محمد کمال)

حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں عقیدت ومحبت کے اظہار کیلئے جو تقریب منعقد کی جاتی ہے اسے اصطلاحاً میلاد شریف کہا جاتا ہے اور یہ اصطلاح اس طرح حضور ﷺ کے یوم ولادت کے ساتھ مخصوص ہے کہ صحابہ کرام اور آئمہ اہل بیت میں سے کسی کے بھی یوم ولادت کو میلاد شریف کے نام سے پکارا نہیں جاتا' بلکہ ایسا کہنے کو سوئے ادب اور گستاخی سمجھا جاتا ہے' یہی وجہ ہے کہ جب مہدوی فرقہ نے حیدر آباد دکن میں ایک سازش کے ذریعہ سرکاری جنتری میں سیّد محمد مہدی جونپوری کے یوم پیدائش کے خانہ میں ''میلاد شریف'' کے الفاظ چھپوائے تو پورے ہندوستان میں ''عاشقان رسول'' میں احتجاج کی زبردست لہر دوڑ گئی اور جب تک سرکاری جنتری میں سے مہدی جونپوری کے نام کے سامنے سے ''میلاد شریف'' کے الفاظ کو نکال نہ دیا

گیا۔حضور نبی کریم ﷺ کے غلاموں نے چین کا سانس نہ لیا۔

(نقوش خطوط نمبر ۴ اپریل، مئی ۱۹۶۸ء ضیائے حرم عید میلاد النبی نمبر نومبر ۱۹۸۹ء)

غرض اُمت محمدیہ اس مقدس دن کو بڑے ادب واحترام اور اہتمام سے مناتی چلی آرہی ہے۔لیکن بدقسمتی سے دیوبندی حضرات (باستثنائے چند) اس مبارک دن کی اہمیت کو کم کرنے کیلئے اسے بدعت قرار دیتے ہیں اور جہاں بس چلے موجود شریف کی محافل کے انعقاد کو روکنے اور بند کرنے یا کروانے کیلئے کسی قسم کا حربہ استعمال کرنے سے نہیں ہچکچاتے، مثلاً جب نواب صدیق حسن خاں ریاست بھوپال کے سیاہ وسفید کے مالک تھے تو ریاست میں میلاد شریف کی مجالس کو حکماً بند کردیا گیا۔محترمہ آبرو بیگم صاحبہ نے اس مسئلہ کو نواب سلطان جہاں بیگم سابق فرمانروائے بھوپال کی زبانی اس طرح بیان کیا ہے۔

اثنائے گفتگو میں نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ نے مجھ سے فرمایا کہ جس زمانہ میں نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے محفل میلاد کی رسم بھوپال میں موقوف کردی تھی۔ ایک روز مجھے اس کی نسبت بہت افسوس کے ساتھ خیال آیا کہ اس متبرک محفل کو اپنے ہاں کیسے قائم کروں۔بارہا مجھے رسول اللہ ﷺ کی محبت مجبور کرتی تھی کہ محفل میلاد منعقد کروں، لیکن نواب صاحب صدیق حسن خاں ضرور یہ فرمائیں گے کہ ہماری رائے کے خلاف محفل میلاد جاری کی ہے۔تب میں نے خدا سے التجا کی کہ حضور اکرم ﷺ کے پیدائش کے دن یہاں کوئی خوشی کی تقریب ہوجائے تاکہ اس حیلہ سے عین ولادت کے دن مجھے مسرت ظاہر کرنے کا موقع مل جائے۔قدرت الٰہی اور معجزہ رسول مقبول ﷺ ذکر کے قابل ہے کہ صاحبزادی آصف جہاں صاحبہ مرحومہ کے ہاں پندرہ سال تک اولاد نہ ہوئی اور سب کو یہی یقین تھا کہ اب اولاد نہ ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ نے میری التجاء سنی اور ۸ ربیع الاوّل کو بروز سعید صاحبزادہ حمید اللہ خاں پیدا ہوئے اور مجھے اس

روز سعید کو خوشی کے اظہار کا موقعہ مل گیا۔اس دن سے ہر سال اب تک ۸ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی اس طرح منائی جاتی ہے کہ مسجد میں خوب روشنی کی جاتی ہے اور سوا لاکھ درود شریف کا ثواب پہنچایا جاتا ہے، عمدہ طعام پکا کر غرباء اور دوستوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔(سبیل الارشاد مرتبہ سیّد ممتاز علی مطبوعہ ۱۹۳۲ء)

عید میلاد النبی ﷺ کو زبردستی بند کرنے کا نتیجہ بہت برا نکلا کہ نواب صدیق حسن خاں صاحب جلد ہی معزول کر دیئے گئے۔سیّد فتح علی شاہ ساکن کھروٹہ سیّداں سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں کہ میرے زمانہ میں دو واقعات عبرت انگیز واقع ہوئے ہیں۔ ایک تو یہ کہ نواب محمد علی خاں والئ ٹونک نے ایک کتاب لکھی جس میں مجالس میلاد النبی کے متعلق بہت سخت سست لکھا۔آخر ۱۵ روز کے بعد حکومت ٹونک سے معزول کر دیئے گئے اور بنارس میں نظر بند کئے گئے۔دوسرے یہ کہ نواب صدیق حسن خاں بہادر جب ریاست بھوپال کے سیاہ وسفید کے مالک تھے تو اتفاقاً ان کے زیر حکومت کسی نے محفل میلاد منعقد کی۔نواب صاحب نے اس کو بہت دھمکایا اور حکم دیا کہ اس کا مکان کھود کر معدوم کیا جائے۔تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ نوابی جاتی رہی۔کسی نے معزولی کی تاریخ یوں لکھی ہے۔

چوں نواب بھوپال[1] معزول شد
بگیر زپند ایھا الغافلون
پئے سال تاریخ ہاتف زغیب
چنیں گفت لا یفلح الظالمون

(الارشاد تالیف علامہ محمد عالم آسی امرتسری ۱۹۳۲ء)

مجلس میلاد شریف میں قیام ایک اہم مسئلہ ہے۔اس کے متعلق سیّد ممتاز علی

[1] البصیر چنیوٹ شبلی نمبر جون تا دسمبر ۱۹۵۷ء مضمون ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ ص ۱۴۲

دیوبندی کے قول و فعل کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔

قیام

سیّد ممتاز علی دیوبندی کا ارشاد ہے "رہا قیام" مجھے ایسی محفل میں شریک ہونے کا اتفاق نہیں ہوا جس میں "قیام" ہوا ہو۔ بہت سے لوگ اس قسم کی محفلوں میں قیام بھی نہیں کرتے، مگر جو کرتے ہیں برا نہیں کرتے بلکہ اچھا کرتے ہیں۔ جب کسی کے مرنے پر ماتمی جلسہ کیا جاتا ہے تو تقریروں کے بعد جب موت کے افسوس کا ریزولیشن پاس ہونے لگتا ہے تو اس وقت سب حاضرین مجلس کھڑے ہو جاتے ہیں یہ سب عزم اس مرحوم کی تعظیم کا نشان ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ وہ روح اس وقت وہاں موجود ہے اور بہت اغلب ہے کہ وہ موجود ہوتی ہو، پس بڑی حیرت اور شرم کی بات ہے کہ ہم دنیا کے معمولی آدمیوں کی روح کی کھڑے ہو کر تعظیم بجا لائیں اور سرورِ کائنات کی روح پر فتوح کی تعظیم نہ کریں۔ جب ہم پیغمبرِ خدا ﷺ کی روح مبارک کا ذکر کرتے ہیں تو میں اس کے صرف یہ معنی سمجھتا ہوں کہ ہم اس وقت اس روح مطہر کے احاطہ رویت و سماعت میں آ جاتے ہیں۔ پس ہم اگر آپ کی نگاہ و سماعت میں آ گئے تو یہی آپ ﷺ کی تشریف آوری ہے اور یہی آپ کی خدمت میں ہماری حاضری ہے۔

مدینہ شریف کی ایک محفل میلاد

(پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، ماہنامہ "جہانِ رضا" لاہور ۱۹۹۳ء)

حاجی محمد اسحاق نوری صاحب کو خدا خوش رکھے۔ مجھے نماز تراویح کے بعد شہر محبت کے گلی کوچوں میں آوارہ پھرتا دیکھ کر اپنی کار میں بٹھایا اور دامن احد میں لے گئے۔ جہاں ایک سعودی شہزادہ الشیخ العادل الفہمی کے باغات و محلات ہیں۔ یہ سعودی شہزادہ خانوادہ آلِ سعود سے نسبت کے باوجود اپنے محلات میں جشن میلاد النبی ﷺ اور

محفل نعت کا اہتمام کرتا ہے وہ محفل میلاد میں ''جشن نعت'' منعقد کراتا ہے۔ایک ائیر کنڈیشنڈ وسیع ہال ہے۔جس میں منقش قالینیں بچھی ہوتی ہیں۔علماء کرام' نعت خوانان محترم' قاریان کرام اور اشراف مدینہ کیلئے چاروں طرف صوفے ہوتے ہیں۔پانچ سو سے زائد مہمانان گرامی جمع ہوتے ہیں۔ان مہمانوں میں ترکی' یمنی' مکی' مدنی' پاکستان اور دوسرے کئی ممالک کے مہمان آتے ہیں۔مدینہ منورہ کے قاری' نعت خوان' قصیدہ خوان اور خوش آواز مدحت سرائے رسول ﷺ جمع ہوتے ہیں۔تمام نعتیں عربی میں سنائی جاتی ہیں''قصیدہ بردہ شریف'' تمام حاضرین مجلس مل کر پڑھتے ہیں۔صحابہ رسول کے بارگاہ نبوی ﷺ میں کہے گئے قصائد سنائے جاتے ہیں۔حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا کلام اہتمام سے سنایا جاتا ہے۔سبحان اللہ یہ محفل نور و سرور ساری رات برپا رہتی ہے۔یہ سعودی شہزادہ ایسی محافل نعت پر بے پناہ خرچ کرتا ہے۔

تمام مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھتے ہیں۔شیخ عادل کے چاق و چوبند خادمین خوبصورت ٹرے اٹھائے محفل میں گھومتے ہیں۔خوشبودار شربت کے پیمانے' کوکا کولا کی بوتلیں' جوس کے پیکٹ' قہوہ کی پیالیاں ہر مہمان کو پیش کرتے جاتے ہیں' ہر مہمان اپنے ذوق کے مطابق جو پسند کرے اٹھالیتا ہے۔مگر محفل کے آداب میں کسی قسم کا خلل نہیں آنے پاتا۔کسی پیمانے کے ٹکرانے یا کھنکنے کی آواز تک سنائی نہیں دیتی۔

شیخ عادل خود مجلس میں موجود ہوتا ہے اور عام لوگوں میں سر جھکائے فرش پر بیٹھا رہتا ہے۔اس کا خوبصورت چہرہ اس طرح نمایاں ہوتا ہے کہ مہمان پہچان جاتا ہے کہ یہ ہمارا میزبان ہے۔جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کیا جاتا ہے تو سارے مہمان کھڑے ہوکر سلام پڑھتے ہیں۔ترک ایک حلقہ میں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے سلام پیش کرتے ہیں۔یمنی ایک حلقہ میں سر جھکائے ہدیہ سلام پیش کرتے ہیں۔مصریوں کا ایک ''حلقہ مولویاں'' رقص کناں سلام عرض کرتا ہے۔دعا کے بعد مجلس کا اختتام ہوتا ہے۔

سحری کے قریب دعوت طعام کا اہتمام ہوتا ہے' دستر خوان بچھ جاتے ہیں۔ خادمان شیخ دستر خوانوں پر اُبلے ہوئے زعفران چاولوں کے تاش بچھا دیتے ہیں۔ چاولوں کی ہر تاش پر ایک ایک "مسلم بز غالہ" عربوں کے انداز میں تیار کردہ رکھ دیا جاتا ہے۔ سرکے میں تیار کردہ اچار کی پلیٹیں سجادی جاتی ہیں۔ مدینہ منورہ کی سرزمین کے پودینے' کھیرے اور دوسری سبزیوں کے سلاد سجائے جاتے ہیں اور اسطرح مہمانان عزیز اپنی اپنی مرضی اور ذوق کے مطابق ضیافت سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ پانچ سو مہمانوں کی دعوت میں کہیں کوئی کمی نہیں ہوتی' طلب کرنے سے پہلے ہر چیز دستر خوان پر موجود ہوتی ہے۔

ایسی ایک دعوت میں جب ہم پاکستانی زائرین شریک ہوئے تو مجھے پاکستان کے کئی احباب یاد آئے کاش! وہ ہمارے ساتھ شریک دعوت ہوتے اور عربوں کا انداز مہمانداری دیکھتے۔ ہم نے پاکستان آکر ایسی محفل اپنے گھر منعقد کرنے کا ارادہ کیا مگر نہ ایسے زعفرانی چاول' نہ ایسے پکانے والے' نہ سرکہ میں تیار اچار' نہ مدینہ کے پودینہ کی سلاد اور نہ عربی نعت خوان۔ شیخ عادل فہمی کی مجلس نعت وصلوٰۃ بڑے باقاعدہ طریقے سے قائم ہوتی ہے مجال ہے کوئی "نجدی مطوع" شرک وبدعت کی میلی آنکھ اٹھا کر ادھر دیکھ جائے' بلکہ میں نے کئی "خبیث مطوؤں" کو شریک دعوت خوردونوش دیکھا جو شرک و بدعت کے سارے فتوے الشیخ عادل کے محل سے باہر چھوڑ آئے۔

پہلے جناب شیخ نے دیکھا ادھر ادھر
پھر سر جھکا کے داخل میخانہ ہوگیا

مجلس کے اختتام پر قہوے کا ایک اور دور چلتا ہے سفید الائچیاں اور خوشبودار لونگ چھوٹی چھوٹی پلیٹوں میں سجائے قہوے کی پیالیوں کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ مجلس کے خاتمے پر میزبان گرامی الشیخ العادل کی گاڑیاں مہمانوں کو حرم نبوی ﷺ پہنچانے

کیلئے رواں دواں نظر آتی ہیں۔

شہر محبت کا انتظام وانصرام نجدیوں کے پاس ہے مگر حضور سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کی مجالس کی رونقیں اپنی اپنی جگہ نور افشانی کرتی رہتی ہیں۔ کسی ''نجدے مطوے'' کی مجال نہیں کہ اذکار مصطفیٰ ﷺ کی طرف نجدی آنکھ سے دیکھے۔ ان کے فتوے ان کے پمفلٹ نجدی مولویوں کی کتابیں سارے شہر میں پھیلی ہوتی ہیں مگر ذکر رسول ﷺ کی محفلیں اپنی شان وشوکت لئے ہوئے باقاعدہ منعقد ہوتی رہتی ہیں۔

ان مجالس نعت کے علاوہ اس سال وزیر اعظم (پاکستان) میاں محمد نواز شریف نے ابرائے ہوٹل اور گوجرانوالہ کے ایک نوجوان صنعت کار' حافظ عبدالوحید نے عنبریہ کے الشریف ہوٹل میں بڑی زبردست مجالس نعت کا اہتمام کیا تھا۔

مدینہ پاک کے عربی النسل مدنی عاشقان رسول کے خانوادوں کے گھروں کی محافل نعت اپنا منفرد مقام رکھتی ہیں' یہ لوگ ''میلاد النبی ﷺ'' یوم ہجرت رسول اور یوم بدر پر ان محافل کا انعقاد کرتے ہیں ان کی علیحدہ تفصیلات ہیں۔ حضرت علامہ سیّد محمد مالکی علوی جیسے عالم دین مکہ مکرمہ سے تشریف لا کر ایسی مجالس میں مقام رسول ﷺ پر فصیح تقریر کرتے ہیں ہزاروں عربی نژاد اہل محبت کا مجمع ہوتا ہے۔ ترکی کے علمائے کرام اپنی اپنی قیام گاہوں پر ذکر رسول ﷺ کی پُرنُور محافل منعقد کرتے ہیں' کسی دوسری فرصت میں ہم ایسی محافل کا تذکرہ بھی کریں گے۔

مدینہ منورہ میں ''نجدی مطوؤں'' کے فتوؤں کے باوجود ذکر رسول ﷺ کی محفلیں جمتی اور سجتی ہیں۔ ان ''مطوؤں اور شرطوں'' کی پکڑ دھکڑ کے باوجود نعت مصطفیٰ ﷺ کی مجالس کی رونقیں کم نہیں ہوتیں۔ نجدی جاسوسوں کی رپورٹوں کے باوجود اہل محبت شہر محبت میں صلوٰۃ وسلام کی محفلیں برپا کرنے سے باز نہیں آتے۔ ہمیں ایک درد مند ثناء خوان رسول ﷺ نے نجدیوں کی داستان ظلم وستم سناتے ہوئے رُلا دیا جب

اسے اس ''جرم'' میں دیارِ حبیب ﷺ سے نکال دیا گیا کہ وہ میلاد النبی ﷺ کی محفل کا اہتمام کرتا تھا۔اس کا مال و متاع، گھر کا اثاثہ سب کچھ ضبط کرلیا گیا، بالکل اسی طرح جس طرح کبھی مکہ مکرمہ کے سرداران قریش ان مسلمانوں پر ظلم و ستم ڈھاتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتے تھے۔ایسے مسلمان چھپ چھپ کر حضور ﷺ کی محفل میں حاضر ہوتے۔رات کے اندھیروں میں مکہ کی گلیوں میں دبے پاؤں ''دارالارقم'' میں پہنچتے۔اذان دینا جرم تھا، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر سے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز بھی ناگوار تھی۔آج ذکر رسول ﷺ کرنے والوں پر نجدیوں کی تیز اور خشمگیں نگاہیں نئی بات نہیں۔ذکر رسول ﷺ تو ہر حال میں جاری و ساری رہے گا۔(ان شاء اللہ)

(مضمون ہذا ماہنامہ ''انوار لاثانی'' کے میلاد مصطفیٰ نمبر بابت ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ مطابق مئی جون ۲۰۰۴ء سے لیا گیا)

اُمت پر حضور نبی کریم ﷺ کے حقوق

علامہ محمد نور بخش توکلی ''سیرت رسول عربی'' میں رقمطراز ہیں کہ

۱) حضور سرورِ دو جہاں ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا فرض ہے۔

(سورۃ فتح آیت ۱۳)

۲) رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واجب ہے۔آپ کے اوامر کا امتثال اور آپ کے نواہی سے اجتناب لازم ہے۔(سورۃ حشر آیت ۷)

۳) حضور ﷺ کی سیرت و سنت کی اقتدا و اتباع واجب ہے۔

(سورۃ احزاب آیت ۲۱)

۴) رسول اللہ ﷺ کی محبت واجب ہے۔(سورۃ توبہ آیت ۲۴)

۵) حضور نبی کریم کی تعظیم و توقیر واجب ہے۔(سورۃ فتح آیت ۸)

۶) سورۃ حجرات میں آیات ۱ تا ۵ میں رسول ﷺ کے آداب کی تعلیم دی گئی ہے۔(نیز سورۃ نور آیت ۶۳ البقرہ آیت ۱۰۴)

۷) حضور ﷺ کے آثار شریفہ کی تعظیم لازم ہے۔

۸) مومنوں پر واجب ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجا جائے۔

(سورۃ احزاب آیت ۵۶)

۹) حضور اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت بالاجماع سنت اور فضیلت عظیم ہے۔

اس بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ جن میں سے چند وفا الوفا سے پیش کی جاتی ہیں۔

۱) **ومن زار قبری وجبت له شفاعتی۔**

ترجمہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(دار قطنی، بیہقی وغیرہ)

۲) **من زار قبری حلت له شفاعتی۔**

ترجمہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے واسطے میری شفاعت ثابت ہوگی۔

۳) **من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی۔**

ترجمہ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ مثل اس کے ہے جس نے میری زندگی میں زیارت کی۔ (دار قطنی وطبرانی وغیرہ)

۴) **من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی۔**

ترجمہ جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ستم کیا۔

(کامل ابن طوسی)

علامہ محمد منشاء تابش قصوری اپنے ایک مضمون بعنوان ''میلاد نور'' جو ماہنامہ

''انوار لاثانی'' کے میلاد مصطفیٰ نمبر ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ مطابق (مئی، جون ۲۰۰۴ء میں شائع ہوا رقمطراز ہیں۔

۱) کہ بعثت مصطفیٰ ﷺ کے جو حقوق ہم پر واجب ہیں آپ کے اوصاف اور اخلاق جمیلہ کے بیان کرنے سے ہی ادا ہو سکتے ہیں اور اس واجب کی ادائیگی محافل میلاد کے انعقاد سے پوری کی جا سکتی ہے۔

۲) رسول اکرم ﷺ نے جمعۃ المبارک کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعہ کے دن کو اس لئے بھی فضیلت حاصل ہے کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کے یوم ولادت کی نسبت سے جمعہ کو شرف و فضل حاصل ہے تو اس دن کو فضیلت و عظمت، بزرگی اور برتری کیوں نہ حاصل ہو گی جس میں سیّد الانبیاء والمرسلین جناب احمد مجتبیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، نیز یہ عظمت و بزرگی ولادت باسعادت اسی پیر (ولادت پاک والا) کے ساتھ مختص نہیں بلکہ یوم جمعہ کی طرح عام ہو گی (یعنی ہر ''پیر'' کا دن بزرگی و عظمت کا حامل قرار پائیگا، جیسے ہر جمعہ اپنے اندر خیر و برکت رکھتا ہے تا کہ نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کیا جا سکے اور فیضان نبوت سے بہرور ہوں، نیز تاریخ انسانی میں جن واقعات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے انہیں زندہ رکھا جائے)

۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے میلاد کے تحت لکھتے ہیں۔

بیت اللحم سے جب (شب معراج) نبی کریم ﷺ گزر رہے تھے تو حضرت سیّدنا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس جگہ دو رکعت نفل ادا فرمائیں۔ آپ نے دو نفل ادا کئے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دریافت کیا حضور! یہ کون سی جگہ ہے۔ آپ نے فرمایا: جبرئیل آپ بتایئے تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ وہ باعظمت مکان ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جب ایک نبی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی جائے میلاد کی تعظیم و تکریم کا یہ حال ہے تو سیّد عالم ﷺ کے مقام ولادت اور یوم میلاد کی

عظمت وتوقیر کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

۴) واقعات انبیاء کے تحت مزید لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

و کلا نقص علیها من انبیاء المرسل مانثبت به فودت۔

(سورۃ ہود آیت ۱۲۰)

ترجمہ ہم تمام رسولوں کے واقعات اس لئے روایت کرتے ہیں تا کہ آپ ﷺ کا دل مطمئن ہو۔

اس ارشاد سے یہ بالکل واضح ہو رہا ہے کہ انبیاء اور مرسلین کے واقعات بیان فرماتے ہیں یہ حکمت پوشیدہ تھی کہ سیّد عالم ﷺ کے قلب اطہر کو مطمئن کیا جائے اور یہ حقیقت ہے کہ آج ہم اپنے دلوں کو مضبوط و مستحکم رکھنے کیلئے بہت ہی زیادہ محتاج ہیں' پس ہمارے لئے یہ لازمی امر ہے کہ ہم سیّد دو عالم ﷺ کے اقوال و آثار' حالات و معجزات اور واقعات سے آگاہی حاصل کریں کیونکہ ہم آپ ﷺ کی نسبت زیادہ حاجت مند ہیں اور یہ مقصد انعقاد محافل عید میلاد النبی سے حاصل ہوتا ہے۔

بدعت

جو لوگ عید میلاد النبی کی مجالس اور جلسے جلوس کو بدعت کہتے ہیں اور اسے ناجائز قرار دیتے ہیں وہ فرقہ پرستی کے تحت کہتے ہیں۔ اگر وہ قرآن مجید کا بغور مطالعہ کریں تو وہ دیکھیں گے کہ رب کریم تو خود قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرما رہا ہے جیسا کہ پچھلے صفات پر آ چکا ہے۔ انعقاد میلاد النبی سے تو سنت الٰہیہ ادا ہوتی ہے۔

بدعت کی تعریف

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق بدعت کی دو قسمیں "النہایہ" میں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) بدعت حسنہ۔ (۲) بدعت سیئہ۔ بدعت حسنہ وہ نئی بات جو اچھی

ہواور قرآن وسنت اور اجماع آئمہ کے خلاف نہ ہواور وہ جوان ماخذوں کے خلاف ہو وہ بدعت سیئہ ہے۔ میلادالنبی مبارک کو بدعت کہنے والے جشن نزول قرآن تو بڑے ذوق وشوق سے مناتے ہیں مگر صاحب قرآن جن کے صدقہ میں قرآن مجید ان کی ولادت پاک پر خوشی نہیں مناتے اور ناراض ہوتے ہیں۔۔

ایں تفاوت از کجا تا بکجاست۔

مولانا ابوالوفا قاری فیض المصطفیٰ خطیب جامع مسجد بہار مدینہ بوچھال کلاں چکوال اپنی تالیف ''ذوق خطیب'' میں لکھتے ہیں کہ سنت کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) سنت رب العالمین۔(۲) سنت محبوب رب العالمین۔(۳) سنت انبیاء کرام علیہم السلام۔(۴) سنت صحابہ کرام۔(۵) سنت مسلمین۔

سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تحت لکھتے ہیں کہ یعنی وہ کام جو نبی کریم ﷺ نے نہ کیا ہواور صحابہ کرام نے کیا جیسے قرآن پاک کو کتابی شکل میں لانا' جمع کرنا بیس تراویح باجماعت ادا کرنا۔تراویح میں پورا قرآن مجید ختم کرنا۔

سنت مسلمین یعنی وہ کام جو زمانہ رسالت مآب ﷺ میں نہیں تھا اور صحابہ کرام کے زمانہ میں بھی نہیں تھا۔مسلمانوں نے یہ کام بعد میں ایجاد کیا لیکن سارے اولیاء کرام' مشائخ عظام' مفسرین حضرات ان کاموں کو اچھا سمجھتے رہے۔منجملہ ان کے مثلاً ایمان مفصل ایمان مجمل' چھ کلمے جو بچوں کو یاد کرائے جاتے ہیں۔قرآن حکیم میں رکوع قائم کرنا' حروف پر اعراب لگانا جمعہ کے خطبوں میں خلفاء راشدین کا نام لینا۔

نبی کریم ﷺ کے میلاد منانے میں گویا ان تمام سنتوں پر عمل کرنا ہے' کیونکہ میلاد شریف رب العزت نے منایا۔حضور اکرم ﷺ نے اپنا میلاد شریف خود بیان فرمایا۔انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی حضور ﷺ کا میلاد منایا۔صحابہ کرام نے بھی اپنے آقا کا میلاد منایا۔مسلمان آج تک میلاد منا رہے ہیں۔میلاد شریف اور درود شریف

کے علاوہ کوئی ایسی نیکی نہیں جس میں پانچوں سنتیں جمع ہوں۔ بعض منکرین میلاد مبارک سنی حضرات (جو میلاد مناتے ہیں) سے سوال کرتے ہیں کہ تم جو ہر سال میلاد مناتے ہو کیا حضور نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ ہی پیدا ہوئے تھے یا ہر سال پیدا ہوتے ہیں۔ کم فہم لوگ جو دین سے کما حقہ' واقف نہیں ہوتے جواب نہیں دے پاتے۔ ان (منکرین جشن میلاد النبی) کو یوں جواب دینا چاہیے کہ اے منکرین جشن میلاد النبی! تم جو جشن نزول قرآن ہر سال مناتے ہو کیا قرآن مجید نبی پاک ﷺ پر ایک ہی مرتبہ اترا تھا یا ہر سال کہیں گے وہ تو ایک مرتبہ ہی اترا تھا۔ اب ان سے پوچھئے کہ جب تم ہر سال جشن نزول قرآن مناتے ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خوشی میں ہر سال میلاد النبی کا دن منانا کیوں بدعت اور ناجائز ٹھہرا۔ جب ہر سال یوم اقبال' یوم قائد اعظم اور یوم آزادی منایا جاتا ہے اور یہ بدعت نہیں تو پھر عید میلاد النبی کی خوشی بھی اسی حال پر جائز ہے۔ بچوں کی سالگرہ ہر سال منائی جاتی ہے تو کیا وہ بچہ ہر سال پیدا ہوتا ہے کچھ تو خیال کرو کہ کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو' خدا لگتی بات کرو۔ ایسی فضول بحث بے دلیل سے رجوع کرو۔ قیامت کے دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا منہ دکھاؤ گے۔

یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ عرب ممالک میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یوم ولادت کی خوشی میں جو تقاریب منعقد ہوتی تھیں اس دوران میں میلاد النبی کہلاتی تھیں۔ ہندوستان میں سلاطین خاندان غلاماں اور شاہان خاندان مغلیہ کے زمانہ میں جشن عید میلاد النبی کی نظیر ملتی ہے۔

عید کا مفہوم

عید کے لفظ کے معنی کے متعلق مولانا منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور اپنے کتابچہ "عید میلاد النبی ﷺ" ص ۴ پر فرماتے ہیں: لغت کی کتاب 'المنجد' میں العید "عید" کے معنی لکھے ہیں ہر وہ دن جس میں کسی بڑے آدمی یا

کسی بڑے واقعہ کی یاد منائی جائے۔ اسے عید کہتے ہیں۔ مزید لکھا ہے کہ عید کو اس لئے عید کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔ ہر وہ دن جس میں کوئی شادمانی حاصل ہو اس پر عید کا لفظ بولا جاتا ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید کی سورۃ المائدہ آیت ۱۱۴ میں لفظ ''عید'' آیا ہے۔

قال عیسی ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من سماءِ تکون لنا عیداً الاولنا و اخرنا و ایۃ منک۔

ترجمہ اے اللہ! ہم سب کے پالنے والے اتار ہم پر خوان آسمان سے بن جائے ہم سب کیلئے خوشی کا دن (یعنی) ہمارے اگلوں کیلئے بھی اور پچھلوں کیلئے بھی اور ہو جائے ایک نشانی تیری طرف سے۔

مائدہ اس دستر خوان کو کہتے ہیں جس پر کھانا چنا ہوا ہو۔ عید مطلق خوشی اور سرور کے دن کو کہتے ہیں۔ (ضیاء القرآن) جو اس مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے ایمان لا چکے اور جو بعد میں ایمان لائیں گے سب کیلئے فرحت و شادمانی کا دن ہو۔

حضرت صدر الافاضل مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہو اس روز کو عید منانا اور خوشیاں منانا عبادتیں کرنا شکر الٰہی بجالانا طریقہ صالحین ہے اور کچھ شک نہیں کہ سیّد دو عالم ﷺ کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت اور بزرگ ترین رحمت ہے۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا اور میلاد شریف پڑھ کر شکر الٰہی بجالانا اظہار و سرور کرنا مستحسن و محمود اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ (خزائن العرفان)

مولانا منیر احمد یوسفی صاحب نے مختلف تفاسیر کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم میں جو لفظ ''عید'' آیا ہے اس سے مراد خوشی کا دن ہے۔

تفسیر مذاہب الرحمان میں ہے عید خوشی کا دن کہلاتا ہے۔

تفسیر مظہری میں ہے بعض لوگوں نے کہا عید خوشی کے دن کو کہتے ہیں کیونکہ اس میں آدمی رنج سے خوشی کی طرف لوٹتا ہے۔

جناب عبدالماجد دریا آبادی (دیوبندی) نے عید کا ترجمہ ایک جشن کیا ہے۔ عید اس خوشی کو کہتے ہیں جو بار بار آئے۔

مولوی اشرف علی تھانوی (دیوبندی) نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں عید کا ترجمہ ایک خوشی کی بات کیا ہے۔

مولوی شفیع (دیوبندی) نے بھی یہی معنی کئے ہیں۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد نے عید کے معنی عید کئے ہیں۔

سعودی حکومت کی زیر سرپرستی شائع ہونے والے قرآن مجید کا ترجمہ مولوی محمد جونا گڑھی غیر مقلد نے کیا ہے اور تفسیر مولوی صلاح الدین یوسف کی ہے اس میں بھی ''عید'' کا ترجمہ ایک خوشی کی بات آیا ہے۔

مولوی مودودی نے بھی لفظ عید کا ترجمہ خوشی کا موقعہ کیا ہے۔

انعقاد مجالس عید میلاد النبی کا ایک خاص نقطہ یہ ہے کہ جس عظیم بے مثل ہستی کا تذکرہ کیا جاتا ہے یہ ہستی وہ ہے جس کی ابتداء ہے یہ وہ ہستی ہے جو الٰہ نہیں۔ کیونکہ جو اللہ ہے وہ ازلی ابدی اور لم یلد ولم یولد ہے۔

میلاد النبی ﷺ کے انعقاد میں ایک خاص نکتہ

علامہ مولانا حاجی بشیر احمد نقشبندی مجددی اپنے مراسلہ ''آمد مصطفیٰ ﷺ مرحبا مرحبا'' (مطبوعہ انوار الثانی میلاد مصطفیٰ نمبر ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ مئی جون ۲۰۰۴ء) میں فرماتے ہیں میلاد کا معنی ولادت پیدائش ہے اور میلاد منانے کا مفہوم جس ہستی کا ذکر ہو رہا ہے اس کی ولادت و پیدائش کا تذکرہ ہے۔ یہ ایک حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جس ذات ہستی کا میلاد منایا جاتا ہے اس کے متعلق بار بار اعلان ہوتا ہے کہ وہ

پیدا ہوئے۔ دنیا میں آئے تشریف لائے اس طرح اس خیال کا قلع قمع ہوتا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام رب ہیں یا رب کا بیٹا وغیرہ کسی طرح سے شریک ہیں (نعوذ باللہ) اس طرح اہلسنّت و جماعت کا میلاد منانا شرک و کفر کی دیواریں گرانا اور توحید باری تعالیٰ کا کھلا اعلان ہے۔

یہ ایک اصول ہے کہ جس قدر کوئی دعویٰ بلند و بالا ہو اسی قدر اس کی دلیل اور ثبوت بھی زیادہ مضبوط اور بلند و بالا ہونا ضروری ہے۔ آقائے دو جہاں ﷺ رب کریم کی ذات وصفات کی برہان و دلیل ہیں اور وہ (حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام) ذات وحدہ لاشریک کی دلیل وثبوت بھی ہے' بے عیب و بے مثل ہے۔ اسی اصول کی رو سے یہ بات سمجھ میں آجانی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اعظم رحمت للعالمین بے عیب اور ہر نقص و کمی سے پاک ہیں۔ اسی لئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی مداح رسول کریم ﷺ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں عرض گزار ہیں۔

واحسن منك لم ترقط عيني
واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرأ من كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء

اے آقا! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حسین شخص میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ جیسا پیارا کسی ماں نے جنا ہے اور آپ ہر عیب و نقص سے پاک پیدا ہوئے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ نے آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق بنایا ہے۔

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا جھنڈا لہرانا

شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ دہلوی فرماتے ہیں کہ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے تو موضع غمیم (جو رابغ اور جحفہ

کے درمیان ہے) میں پہنچے تو بریدہ اسلمی بن حصیب ستر سواروں کے ساتھ آپ ﷺ کے تعاقب میں پہنچا۔ آپ کی پر اثر شیریں گفتگو سے معہ ہمرائیوں کے مسلمان ہو گیا۔ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! مدینہ میں آپ کا داخلہ جھنڈے کے ساتھ ہونا چاہیے۔ پھر حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اپنا عمامہ سر سے اتارا اور نیزے پر باندھ کر آپ ﷺ کے آگے آگے چل پڑا اور ایک جھنڈا بردار جلوس کی شکل بن گئی، کچھ دور جانے کے بعد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بریدہ سے فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت فی الحال اپنے وطن چلے جاؤ، بعد میں مناسب وقت پر مدینہ آ جانا۔

مدینہ منورہ میں آمد مصطفیٰ کا جلوس اور اظہار مسرت

سرکار دو عالم ﷺ جب بستی قبا سے مدینہ منورہ کی طرف تشریف فرما ہوئے تو مہاجرین اور انصار آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ کے جانثار اہل مدینہ نے بڑے والہانہ انداز میں استقبال کیا اور اس اظہار محبت کو امام مسلم کی زبانی سنیے۔

ترجمہ مرد اور عورتیں اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور غلام راستوں میں پھیل گئے اور ہر طرف یا محمد یارسول اللہ (ﷺ) یا محمد یارسول اللہ (ﷺ) کے نعروں کی گونج سنائی دینے لگی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں بھی لوگوں کی فرحت و مسرت کا اندازہ کیجئے فرماتے ہیں کہ

ترجمہ پھر جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ اتنے خوش تھے کہ پہلے کبھی نہ ہوتے تھے۔

تاریخی واقعات

فخر موجودات ﷺ جب بستی قبا سے سوئے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو بستی قبا

اور قرب و جوار کے تمام مسلمان آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں بائیں آگے پیچھے چلنے لگے۔ مدینہ منورہ کے باہر انصار نے استقبال کیا' بچے معصومانہ انداز میں نعرے لگا رہے تھے۔ جاء رسول اللہ جاء رسول اللہ (رسول اللہ تشریف لائے' رسول اللہ تشریف لائے) جب تشریف آوری کا غلغلہ ہوا تو تمام کا تمام شہر اُمڈ آیا محلہ بنی سالم سے شہر تک تین چار میل کی مسافت میں دورویہ جانثارانِ رسالت کی قطاریں تھیں۔ حبشی غلام خوشی میں ہتھیاروں سے کھیل رہے تھے' ہر کوئی خوشی اور مسرت کا اظہار کر رہا تھا جب حیا پرور اور پاک دامن بیبیوں نے مکانوں کی چھتوں سے دھیمے سروں میں خیر مقدم کا ترانہ گایا تو حیا اور عقیدت نے آواز میں وہ اثر پیدا کر دیا کہ حورانِ بہشتی تھی بھی کان کر لگا کر سنتی تھیں۔

خیر مقدم کا ترانہ

طلع البدر علینا	ہم پر پورا چاند نکل آیا
من شیات الوداع	وداع کی گھاٹیوں سے
وجب الشکر علینا	ہم پر خدا کا شکر واجب ہے
ما دعا للہ داعی	جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں
ایھا المبعوث فینا	اے ہم میں مبعوث ہونے والے
جئت بالامر المطاع	آپ ﷺ ایسے امر کے ساتھ آئے ہیں جس کی متابعت فرض ہے۔

ایسا شاندار عقیدت مندانہ استقبالیہ جلوس کسی تاجدار کو نصیب نہ ہوا ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ جلوس نکالنا جائز ہے۔ کیونکہ آپ حضور ﷺ نے منع نہ فرمایا:

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی والدہ کا بیان

امام قسطلانی حضرت بیہقی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ

''میں آپ ﷺ کی ولادت کے وقت موجود تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ کا گھرانہ انوار سے معمور ہو گیا اور میں نے ستارے گھر کے اتنے قریب دیکھے کہ مجھے گمان ہوا کہ عنقریب مجھ پر گر جائیں گے۔ (اس سے چراغاں کرنا جائز ثابت ہوا)

''سنت'' کا لفظ ابولہب کیلئے استعمال کرنا گستاخی ہے

سنت کا لفظی مطلب طریقہ راستہ نہج ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''جس نے اسلام میں ایک اچھا طریقہ رائج کیا اور اس کیلئے اس پر عمل بھی ہوا تو اس (شخص) کیلئے ان تمام لوگوں جیسا اجر لکھا جائے گا جنہوں نے اس پر عمل کیا اور ان کے اجروں میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی اور جس نے اسلام میں برا طریقہ رائج کیا اور اس کے بعد اس پر عمل ہوا تو اس پر ان تمام لوگوں جیسا گناہ لکھا جائے گا جنہوں نے اس پر عمل کیا اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

لفظ ''سنت'' قرآن مجید میں ان سورتوں میں آیا ہے۔ سورۃ انفال آیت ۳۸' سورۃ الحجر آیت ۱۳ سورۃ فاطر آیت ۲۳ سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۷' سورۃ کہف آیت ۵۵' المومن آیت ۸۵

حدیث شریف میں بھی سنت کا لفظ آیا ہے۔ سنت اس طریقہ کار کو کہا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رائج فرمایا اور آپ کی بتائی ہوئی راہ منحرف نہیں ہونا چاہیے۔ اس طریق کار کا ثبوت قرآن مجید کی کسی آیت سے ہو یا آپ کی حدیث سے یا خلفائے راشدین کے طریقہ سے۔ (اقتباس از اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔ مرتبہ سیّد قاسم محمود کراچی)

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ سنت اصطلاحاً اس عمل کو کہا جائے گا جو کسی مرد مومن کا طریق کار ہو کسی کافر' مشرک کے طریقہ کو خواہ وہ کتنا ہی خوشنما ہو سنت یہ کہا جائے گا۔ لہٰذا ابولہب کافر کے عمل کو ''سنت'' کہنا کروڑوں بار غلط ہے اور سوئے ادب اور گستاخی ہے۔

شیخ المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ملک زین الدین اور وزیر الدین رحمۃ اللہ علیہم کے حالات میں (اخبار الاخیار ص ۲۲۷ فارسی) میں لکھتے ہیں۔

ترجمہ اور تمام خدمت گار آدھی رات کے بعد نماز تہجد پڑھتے ہیں پھر تہجد کے بعد چاشت کی نماز ختم ہونے تک آپ کے محل میں کوئی اشارہ کے سوا کوئی بات زبان سے نہیں کہتا تھا۔ آپ کے اوراد و وظائف کی یہ حالت تھی کہ جب جمعۃ المبارک کی رات آئی تو کئی من چاول رسول اللہ ﷺ کی روح پر فتوح کو نذرانہ بھیجنے کیلئے پکائے جاتے اور چاولوں کے ہر ہر دانہ پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھا جاتا۔

نذرانہ کا ثواب

یہ درست ہے کہ کھانا جو پکایا جاتا ہے لوگ (حاضرین، غریب، مسکین) کھاتے ہیں مگر نذرانہ کا ثواب آپ ﷺ تک پہنچتا ہے۔ سورۃ الحج آیت ۳۷ میں صاف اور واضح بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز قربانی کے جانور کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا ہاں تمہاری پرہیزگاری کو اس تک باریابی ہوتی ہے۔ (گویہ سب نذرانے لوگ کھاجاتے ہیں اور یہ عوام کیلئے ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دل کا خلوص اور تقویٰ قبول ہوتا ہے ریاکاری نہیں)

غرباء اور مساکین کو کھانا کھلانے کے متعلق قرآنی احکامات

۱) سورۃ ماعون آیت ۳، ترجمہ: اور نہ ہی برانگیختہ کرتا ہے دوسروں کو کہ غریب کو کھانا کھلائیں"۔

۲) سورۃ الذاریات آیت ۱۹، ترجمہ: اور ان کے اموال میں حق تھا سائل کیلئے اور محروم کیلئے"۔

۳) سورۃ الحاقہ آیت ۳۴، ترجمہ: اور نہ ترغیب دیتا تھا مسکین کو کھانا کھلانے کی"۔

۴) سورۃ المعارج آیت ۲۴'۲۵' ترجمہ: جن کے مالوں میں مقرر حق ہے سائل کیلئے اور محروم کیلئے۔

۵) سورۃ مدثر آیت ۴۴' ترجمہ: اور مسکین کو کھانا بھی نہیں کھلایا کرتے تھے"۔

٦) سورۃ الدھر آیت ۸' ترجمہ: اور جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین' یتیم قیدی کو اور کہتے ہیں' ہمیں تمہیں کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کیلئے اور نہ ہم تم سے کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ کسی شکریہ کے۔

۷) سورۃ الفجر آیت ۱۸' ترجمہ: اور نہ تم ترغیب دیتے ہو مسکین کو کھانا کھلانے کی"۔

۸) سورۃ العدیت آیت ٦ تا ۸' ترجمہ: بیشک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے اور اس پر خود گواہ ہے اور بیشک مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔

۹) سورۃ اللیل آیت ۵' ترجمہ: پھر جس نے راہ خدا میں اپنا مال دیا اس سے ڈرتا رہا"۔

۱۰) سورۃ البلد آیت ۴' ترجمہ: یا کھانا کھلانا ہے بھوک کے دن (قحط سالی میں) یتیم کو جو رشتہ دار ہے یا خاک نشین مسکین کو۔

کھانے کی دیگیں اسراف نہیں

عید میلاد النبی ﷺ کے دن غربا مساکین اور حاضرین کی میزبانی پر جو بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے اور ہر کوئی اپنی بساط کے مطابق کھانے پکوا کر اور شیرینی تقسیم کرتا ہے روشنی کرتا ہے یہ اسراف نہیں ہے۔ فضول خرچی برے کاموں میں ہوتی ہے۔ اچھے کاموں میں خرچ کی کوئی مقدار یا حد مقرر نہیں۔ صحابہ کرام کی زندگی سے تو یہی مترشح ہوتا ہے کہ وہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔

غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کا آدھا سامان حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا سامان رسول علیہ السلام

کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آقائے ﷺ نے تو کسی کو فضول خرچ نہیں فرمایا۔

کبھی عالم ارواح میں وہ چیزیں پیش ہوتی ہوئی نظر بھی آتی ہیں جیسے حضرت سائیں توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ انبالوی کے حالات زندگی سے ایصال ثواب کے واقعات ملتے ہیں۔

ایصال ثواب کے چند واقعات

۱) ایک مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پرفتوح کو ایصال ثواب کیلئے عمدہ کھانے پکوائے۔ جب خادم نے کھانا تقسیم کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ کچھ دیر بعد پھر اجازت طلب کرنے پر یہی جواب ملا۔ خادم نے انتظار کی وجہ دریافت کی تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”میں کیسے اجازت دیتا کہ اس وقت میرے بھائی علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رسول اکرم ﷺ کی روح پرفتوح کو ثواب کیلئے بھنے ہوئے چنے تقسیم کئے تھے تو میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ ہمہ تن ادھر متوجہ ہیں۔ پس ایسی حالت میں کھانا تقسیم کرنا میں نے پسند نہ کیا بلکہ یہ چاہا کہ آپ توجہ شریف ادھر فرمائیں تو پھر کھانا تقسیم کروں۔

(کتاب ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب مصنف خواجہ محبوب عالم سے اقتباس)

خواجہ توکل شاہ انبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ قادر بخش جہاں خیلاں رحمۃ اللہ علیہ کا ختم دلایا۔ رکابیوں میں کھانا ڈال کر سب کے آگے چن کر ان پر فاتحہ کہلائی تو حالت مکاشفہ یہ کیفیت دیکھی کہ ان رکابیوں کی نوری شکل بن گئی ہے۔ طعام سے بھری ہوئی وہ نوری شکل کی رکابیاں طعام سے بھری ہوئی آسمان پر چڑھ رہی ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ آسمان سے وہی نوری شکل کی رکابیاں اتر کر خواجہ قادر بخش کی قبر پر جا رہی ہیں اور آپ ان میں سے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس وقت سمجھ میں آیا کہ جس طرح اس بدن کی غذا یہ دنیاوی چیزیں ہیں

اور بدن ان کو کھا کر مضبوط ہوتا ہے اسی طرح روح کی غذا نور ہے اور روح اسے کھا کر تقویت حاصل کرتی ہے۔ مرنے کے بعد تو بدن کو غذا کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ فنا ہو جاتا ہے البتہ روح کو غذا کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ چونکہ یہ دنیاوی کھانے روح کی غذا نہیں بن سکتے اس لئے ضروری ہوا کہ ان دنیاوی کھانوں کو نور سے بدلا جائے تاکہ روح کھا سکے اور نور سے بدلنے کا طریقہ یہ ہے کہ یہ طعام اللہ کے واسطے اس کے بندوں کو کھلا دیا جائے تو پھر اللہ منظور فرما کر کھلانے والوں کو اس کے بدلے نوری کھانا جیسا کہ جنت میں جنتیوں کو ملتا ہے اسی طعام کے مثل دے دیتا ہے۔ یہ نوری کھانا کھلانے والے کی ملک ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی نوری بدلہ کا نام ''اجر و ثواب'' ہے۔ یہ طعام جو لوگوں نے کھایا ہے ان کے پیٹ میں چلا گیا۔ اس کا جو اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منظور ہو چکنے کے بعد ہماری ملک ہوتا ہے ہم اس اجر و ثواب کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیتے ہیں کہ خداوند! رسول اللہ ﷺ کے طفیل اس چیز کا ثواب جس طریقہ سے تو پہنچایا کرتا ہے اس طریقہ سے فلاں شخص کی روح کو پہنچا دے تو اس صورت میں بلاشبہ ثواب پہنچ جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے مگر اس بات کا خیال ضرور رکھا جائے کہ طعام کھلانے میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی' رضا مندی مدنظر ہو۔ ریا' شرک' نام وری مطلوب نہ ہو' حرمت اور نجاست سے بھی پاک ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک لوگوں ہی کی نیکیاں قبول کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیت ہے۔

انما یتقبل اللّٰہ من المتقین۔ (سورۃ المائدہ آیت ۲۷)

ترجمہ　اللہ پرہیزگاروں کے صدقے اور قربانیاں قبول فرماتا ہے۔ ایصال ثواب کی نیت سے جو کھانا پکایا جائے تو کھانے سے پہلے ہی نیت کرلی جائے کہ خداوند! اس طعام کا جو ثواب تو ہم کو عطا فرمائے گا وہ ہماری طرف سے رسول اللہ ﷺ کے طفیل

اس میت یا بزرگ کی روح کو پہنچا دینا۔ اس طریقہ ایصال ثواب سے تمام موتی کی ارواح کو رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر کیا جاتا ہے اور یہ ثواب رسول اکرم ﷺ خود ان موتی کو عطا فرماتے ہیں۔ اس طرح ایک تو ثواب پہنچنے کی خوشی دوسرے نبی پاک ﷺ کی زیارت کا شرف۔

(کتاب ذکر خیر المعروف صحیفہ محبوب مصنف خواجہ محبوب عالم سے اقتباس)

یوم میلاد النبی کا روزہ

پیر کے دن حضور نبی کریم ﷺ نے خود روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ بیشمار لوگ اپنے آقا و مولا کی یہ سنت ادا کرتے ہیں۔ قمری سال شمسی سال سے ۱۰ دن کم ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ربیع الاوّل کا مہینہ کبھی گرمی میں کبھی سردی کے موسم میں کبھی موسم بہار میں اور کبھی موسم خزاں میں آتا ہے اس لئے یوم پیدائش کی تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کبھی پیر کبھی منگل کبھی بدھ کبھی جمعرات کبھی جمعہ کبھی ہفتہ کبھی اتوار کو آتی ہے۔ اس مرتبہ ۳ مئی ۲۰۰۴ء ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ پیر کا دن تھا اور موسم بہار تھا اب اس کیفیت کا دن ۳۶ سال بعد آئے گا۔ جب تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے دن آتی ہے تو اکثر لوگ روزہ رکھتے ہیں ویسے خال خال ہر پیر کو روزہ بھی رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ روزہ فرض نہیں نفلی ہے۔ روزہ رکھنے کی ممانعت عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن کے ساتھ ہے۔

پیر کا روزہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ میری ولادت کا دن ہے اور اسی دن اللہ تعالیٰ کا کلام مجھ پر نازل ہوا''۔

عاشورہ کا روزہ

بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشورہ ۱۰ محرم کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کس لئے ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ اچھا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اس کے دشمنوں (فرعون اور اس کی قوم) سے نجات دی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ حق دار ہیں۔ پس آپ نے روزہ رکھا اور روزہ کا حکم فرمایا یعنی آقائے نامدار ﷺ نے ایک اچھے عمل میں مشابہت سے منع نہیں فرمایا بلکہ خود بھی روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا اور اپنے عمل سے یہ ضابطہ مقرر کیا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت حاصل ہو اسے یادگار کے طور پر منانا اور خوشی کا اظہار کرنا جائز ہے۔ عمل خیر میں مشابہت بری نہیں بلکہ بہترین ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ۲۰۰۰ ہزار قبل دنیا میں تشریف لائے اور بنی اسرائیل کا دشمن فرعون جو خدا بنا بیٹھا تھا غرق ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اُمتی فرعون کے غرق ہونے پر اور اس کے تشدد اور جبر و ظلم سے نجات ملنے پر خوشی کرتے ہوئے روزہ رکھتے تھے تو آپ ﷺ نے صرف اتنا فرمایا:

"نحن احق بموسی منکم فصامه و امر بصیامه"

یہ نہ فرمایا اے یہودیو! یہ کیا کرتے ہو یہ بدعت ہے کیا انوکھی رسم ایجاد کر لی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو وصال کئے اور فرعون کو غرق ہوئے تو صدیاں گزر گئیں تم ابھی تک خوشیاں منا رہے ہو یہ ترک کرو یہ بدعت ہے بلکہ یوں فرمایا کہ تم اُمتی ہو کر خوشی کرتے ہو۔ موسیٰ علیہ السلام میرے بھائی ہیں تو پھر میں اور میرے اُمتی اس خوشی میں کیوں شریک نہ ہوں۔ یہ واقعہ منکرین میلاد شریف بھی جانتے ہیں اور درست تسلیم کرتے ہیں کہ حضور

سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۰ محرم کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور خود بھی روزہ رکھا۔ (یہ تو اتفاق ہے کہ سیّد الشہدا حضرت امام عالی مقام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ ۱۰ محرم کو پیش آیا) جب یہودی فرعون سے نجات پر خوشی کرتے ہیں تو ہم مسلمان جنہیں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدولت ساری کائنات کو دکھ درد ظلم وستم کفر شرک جہالت اور گمراہی سے نجات ملی کیوں خوشی نہ کریں۔ پس ثابت ہوا کہ عید میلاد النبی ﷺ کے دن خوشی کرنا جائز ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کیلئے جب آسمان سے دستر خوان نازل ہونا شروع ہوا تو ۴۰ دن تک آتا رہا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنے مال دار اُمتیوں سے فرما دیں کہ اب وہ دستر خوان الٰہی سے کھا پی نہیں سکتے۔ جب ارشاد ربانی کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے مالدار اُمتیوں کو اس حکم سے آگاہ کیا تو یہ رئیس لوگ کہنے لگے کہ اے عیسیٰ! یہ دستر خوان اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں آتا تھا بلکہ یہ تمہارے جادو کا کرشمہ ہے۔ یہ منکرین تعداد میں ۳۳۰ تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کی ہے اب اللہ تعالیٰ کے عذاب کیلئے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ یہ ۳۳۰ آدمی رات کو سوئے تو صبح بیدار ہونے پر خنزیر بنے ہوئے تھے۔ یہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمت ناشکری اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بے ادبی کے باعث اس حال کو پہنچے۔ پھر تین دن کی مختصر عبرتناک حالت میں مر گئے۔

عید میلاد النبی ﷺ کا دن کیسے منانا چاہیے؟

بارہ ربیع الاوّل کا چاند نظر آئے تو مساجد میں جلسوں کا انتظام کیا جائے اور مکمل بارہ دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پاک بیان کی جائے۔ حاضرین باوضو ہوں نعت خوانی ہو درود و سلام پڑھا جائے مجلس کے اختتام پر کھڑے ہو کر تعظیماً و تکریماً سلام پڑھا جائے۔ حاضرین آقائے نامدار ﷺ سے عقیدت اور محبت کا مظہر نظر

آئیں۔ یہ راتیں اور دن قرآن خوانی، ادائیگی نوافل اور ذکر الٰہی میں بسر ہوں۔ حضور اکرم ﷺ کی روح اقدس کے ثواب کیلئے غریبوں مسکینوں اور یتیموں کی ہر قسم کی رعایت کی جائے۔ (کھانا کھلا کر صدقہ خیرات کر کے)

عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ہر قصبہ ہر شہر میں ان ۱۲ دنوں میں سیرت النبی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے اور دشمنوں کی سازشوں کو جو معاشرہ میں مختلف طریقوں اور ہر جہت میں مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں قلع قمع کیا جائے۔ مساجد کی زینت و آرائش کی جائے اور دوران مجالس خوشبو وغیرہ سے مساجد کو معطر رکھا جائے کہ خوشبو آپ ﷺ کو بہت پسند تھی۔ ۱۲ ربیع الاوّل کے دن شاندار جلوس نکالا جائے۔ معززین اور علماء و مشائخ شرکت فرمائیں اور جلوس عمدہ طریقہ سے کسی مزار مقدسہ پر لے جا کر اختتام کریں۔ دوران سفر شرکاء باوضو رہیں لباس صاف ستھرا ہو۔ راستہ میں درود و سلام اور نعت خوانی ہو مناسب مقامات پر علماء کرام وعظ بھی فرمائیں۔

جلوس میں خوشی اور مسرت کے تمام انداز شریعت محمدیہ کے مطابق ہوں۔ ایسے امور اور مظاہروں سے اجتناب ضروری ہے جو حضور آقائے نامدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور تکریم کا حکم نہیں رکھتے۔ جلوس میں مرد و زن کا اختلاط، آتش بازی، چمٹا بجانا، ناچنا، بھنگڑا ڈالنا اور گیت گانا وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔ بیل گاڑیوں تانگوں کو شامل نہ کیا جائے صرف کاریں، بسیں، ٹرک اور جیپیں جلوس کے ساتھ ہوں۔

جلوس کے انتظام و انصرام کو بہترین انداز میں قائم رکھیں تا کہ بعض نادان فرطِ محبت میں اسلامی وقار کو مجروح کرنے کی کوشش نہ کریں، بہتر یہ ہے کہ شرکاء جلوس باوضو رہیں۔ ننگے سر نہ ہوں۔ تا کہ جب کسی نماز کا وقت ہو تو باقاعدہ نماز ادا کر سکیں۔ شرکاء جلوس میں سے کوئی فرد بھی ایسی حرکت نہ کرے جس سے روح اسلام مجروح ہونے کا اندیشہ ہو۔

علمائے کرام کو چاہیے کہ ماہ ربیع الاوّل کے آغاز سے پہلے پہلے ایسے پمفلٹ طبع کرائیں جن میں نبی ﷺ کی سیرت پاک، اخلاق حسنہ پر عام فہم الفاظ میں مضامین ہوں تاکہ ماہ ربیع الاوّل کے آغاز ہی سے پمفلٹ عوام و خواص میں تقسیم کئے جاسکیں۔

جلوس کے اختتام پر الوداعی سلام پڑھا جائے اور شرکائے جلوس پختہ عہد کریں کہ آئندہ ہم اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کریں گے۔

بعض نادان لوگ دوران جلوس ڈھول بجانے اور گانا گانے وغیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور منکرین انعقاد میلاد النبی کو اعتراض کا خوب موقع مل جاتا ہے اور اس بناء پر جلسے جلوس کی پرزور اور شدت سے مخالفت کرتے ہیں، منتظمین کو چاہیے کہ ایسے نادان لوگوں کو اس برائی سے روکیں۔ جلسے جلوس بند کرنے کی بجائے برائی کو ختم کرنا چاہیے۔ ایسے نادان لوگ کوئی بھلائی کا کام نہیں کر رہے، انہیں تعلیم دے کر ایسی غیر شرعی حرکات سے باز رکھنا چاہیے نہ کہ جلوس وغیرہ جو شوکت اسلام کا باعث ہیں بن کرنے پر زور دینا چاہیے۔ منتظمین جلوس ہر حال میں اسلامی وقار اور جلسے اور جلوس کے تقدس کو کسی طرح بھی مجروح نہ ہونے دیں۔

جلسے جلوسوں میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ناجائز ہے نیز ایسی فضول خرچی جو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ناراضگی کا باعث ہو کا ارتکاب بالکل نہ کیا جائے۔

مسرتوں اور خوشیوں کے ساتھ ساتھ ایک محبّ رسول اللہ ﷺ کو میلاد النبی کا دن خود احتسابی کے طور پر بھی منانا چاہیے تاکہ ہم دیکھیں کہ گذشتہ سال اس موقعہ پر جو وعدہ ہم نے کیا تھا کہ ہم صراط مستقیم اور سیرت رسول ﷺ پر عمل پیرا ہوں گے ہم نے کہاں تک پورا کیا ہے اور کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔

بارہ ربیع الاوّل یوم وصال نہیں

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بارے میں چار قسم کی روایتیں صحابہ کرام سے منسوب ہیں۔

۱) ۱۲ ربیع الاوّل۔ یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔

۲) ۱۰ ربیع الاوّل۔ یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔

۳) ۱۵ ربیع الاوّل۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

۴) ۱۱ رمضان المبارک۔ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

تنقیدی جائزہ

پہلی روایت جو وصال کے تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل بتائی گئی ہے۔اس کی سند میں محمد بن عمر واقدی ایک راوی ہے جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ امام علی بن مدینی امام ابوحاتم الرازی اور نسائی سے متفقہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔امام یحییٰ بن معین نے کہا واقدی ثقہ نہیں یعنی قابل اعتبار نہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ کذاب ہے حدیثوں میں تبدیلی کر دیتا تھا۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحاتم رازی نے فرمایا کہ واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں۔ذہبی نے کہا واقدی کے سخت ضعیف ہونے پر آئمہ جرح وتعدیل کا اجماع ہے۔لہٰذا ۱۲ ربیع

الاوّل والی روایت پایہ اعتبار سے بالکل ساقط ہے اور اس قابل ہی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جائے۔

دوسری روایت کی سند میں ایک راوی سیف بن عمر ضعیف ہے اور دوسرا راوی محمد بن عبیداللہ متروک ہے۔

تیسری اور چوتھی روایت کی سند کتب مطبوعہ میں نہیں ملتی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بارہ ربیع الاوّل کو یوم وفات قرار دینا نہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور نہ ہی ثقہ آئمہ تابعین سے صحت تک پہنچ سکا ہے' لہٰذا کسی بعد کے مورخ کا ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم وفات قرار دینا درست نہیں ہوسکتا۔ البتہ اجل تابعین ابن شہاب زہری' سلیمان بن طرخان اور سعد بن ابراہیم زہری وغیرہم نے اسناد کے ساتھ یکم دوم ربیع الاوّل کو تاریخ وفات نقل کیا ہے۔

قانون ہیئت وتقویم سے تجزیہ

امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن السہیلی جو کہ مشہور محقق ومحدث ومورخ فرماتے ہیں۔

ترجمہ اس حساب پر کسی طرح بھی حال دائر ہومگر ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم وفات 'پیر' کسی صورت نہیں آسکتا۔

مشہور محققین' مورخین اسلام امام محمد شمس الدین الذہبی حافظ ابن حجر العسقلانی امام ابوالیمن ابن عساکر' حافظ ابن کثیر امام نورالدین علی بن السمہودی' امام علی بن برہان الدین الحلمی وغیرہ نے بھی فرمایا ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم وفات ہونا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ عقلاً نہ نقلاً نہ روایت''۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے مفصل بحث کے بعد ۲ ربیع الاوّل کو ترجیح دی ہے اور ۱۲ ربیع الاوّل کو تاریخ وفات ہونے کی روایت کو عقل ونقل کے خلاف ثابت کر کے راوی کا وہم اور اسے غلط قرار دیا ہے۔

علامہ شبلی کی رائے

مشہور دیوبندی مورخ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرت النبی ﷺ کے حاشیہ پر لکھتا ہے۔ یکم ربیع الاوّل کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسیٰ بن عقبہ سے اور مشہور محدث امام لیث مصری سے مروی ہے امام سہیلی نے روض الانف میں اس کو اقرب الی الحق لکھا ہے اور سب سے پہلے امام مذکورہ نے ہی درایۃً اس نکتہ کو دریافت کیا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کی روایت قطعاً ناقابل قبول ہے کیونکہ دو باتیں یقینی طور پر ثابت ہیں روز وفات دوشنبہ کا دن تھا۔ اس سے تقریباً تین مہینے پہلے ذی الحجہ ۱۰ ہجری کو نویں تاریخ کو جمعہ تھا ۱۰ ہجری ذی الحجہ روز جمعہ سے ۱۱ ہجری ۱۲ ربیع الاوّل تک حساب لگائیں تو ہر صورت ۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ قطعاً غلط ہے۔ اس لئے وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاوّل ہے۔ ابونعیم نے دلائل میں بسند یکم ربیع الاوّل تک تاریخ وفات نقل کی ہے۔

(سیرت النبی ﷺ ج ۲ ص ۱۰۳، ۱۰۴)

مولانا تصدق حسین صاحب اپنے کتابچہ "برکاۃ میلاد" کے ص ۴۷ پر لکھتے ہیں کہ اس مذکورہ گفتگو کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ اگرچہ رسول اکرم ﷺ کی تاریخ ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی اور اہل مکہ کے معمولات بھی اس بات پر شاہد ہیں لیکن اس کے باوجود بھی اگر یہی دعویٰ ہو کہ ۱۲ ربیع الاوّل وفات نبوی کا دن ہے تو اس بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ

اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی؟

(مؤلف متذکرہ بحث میں یہ مکمل طور پر ثابت ہوا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاوّل نہیں بلکہ اقرب الی الحق یہ ہے کہ یکم یا دو ربیع الاوّل ہے)

یوم ولادت باسعادت کا سال اور تاریخ وموسم

اس بات پر تو تمام مورخین متفق ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم ولادت باسعادت دو شنبہ ''پیر'' کا دن ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

۱) حضرت قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا آپ ''پیر'' کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں اسی دن پیدا ہوا اس دن مجھ پر وحی کی ابتدا ہوئی''۔

۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے نبی دوشنبہ کو پیدا ہوئے وہ شنبہ کو ہی ان کی بعثت ہوئی اسی دن ہجرت کی اور دوشنبہ کو ہی مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

۳) مدیۃ الاحباب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت اس طرح موجود ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت ''پیر'' کے دن ہوئی اور وحی کا نزول بھی پیر کے دن شروع ہوا۔ حجر اسود کو بھی حضور ﷺ نے موجودہ جگہ پر ہفتے کے اسی دن (پیر) رکھا۔ ہجرت بھی پیر کے دن ہوئی' مدینہ منورہ میں پیر کے دن داخل ہوئے اور آپ ﷺ کا وصال بھی پیر کے دن ہوا۔

۴) حضرت عبداللہ بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت دوشنبہ کی صبح صادق کے طلوع کے وقت ہوئی۔

ماہ ولادت

مدارج النبوت میں اور حافظ ابن کثیر نے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کا مہینہ ربیع الاوّل لکھا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے کہ ولادت ماہ ربیع الاوّل میں ہوئی۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کی

روایت سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ ولادت پاک ماہ ربیع الاوّل میں ہوئی۔
صاحب شرح زرقانی فرماتے ہیں کہ جمہور کا یہ فیصلہ ہے کہ ربیع الاوّل کا مہینہ تھا۔

سال ولادت

طبقات ابن سعد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن راتیں گزری تھیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر العزیزی میں لکھا ہے کہ ولادت فیل کے پچپن روز بعد ہوئی۔ محمد بن علی سے یہ منقول ہے کہ واقعہ فیل کے پچپن دن بعد حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے۔ (زرقانی ۱۲۰،۱)
علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''سیرت رسول عربی'' میں حضور ﷺ کی ولادت شریف واقعہ فیل سے ۵۵ روز بعد لکھی ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تولد شریف سے پچپن روز قبل اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ محدث، مفسر اور مورخ علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت سال فیل میں ہوئی۔

تاریخ ولادت

حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر نور العرفان اور حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر ضیاء القرآن میں لکھا ہے کہ یہ واقعہ ابرہہ کے لشکر کی آمد ۱۷ محرم کو ہوا۔ علامہ عبدالرحمٰن ابن جوزی لکھتے ہیں کہ ابرہہ کی آمد اور ہلاکت جب محرم کے تیرہ دن بقایا تھے ہوئی۔ پس یہ بات واضح ہوگئی کہ واقعہ فیل ۱۷ محرم کو ہوا اب اگر محرم اور صفر دونوں تیس دن کے مان لئے جائیں تو ۱۷ محرم کے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ آتی ہے۔
بعض حضرات دو ربیع الاوّل بعض پانچ، بعض سات، بعض نو، بعض دس، بعض

سترہ، بعض اٹھارہ اور بعض ۲۲ فرماتے ہیں۔

ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور عید میلاد النبی نمبر بابت نومبر، دسمبر ۱۹۸۹ء میں بحث وتمحیص نے بعد یہی نتیجہ اخذ کیا گیا کہ چونکہ صحابہ کرام اجمعین، مفسرین، محدثین اور مورخین کی اکثریت نے ۱۲ ربیع الاوّل کو حضور اکرم ﷺ کو یوم ولادت قرار دیا ہے اور قدیم دور کے زمانہ سے ۱۲ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی منائی جاتی ہے اب ہم صحابہ کرام تابعین اور مورخین کے اقوال کی روشنی میں ۱۲ ربیع الاوّل کو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یوم ولادت ثابت کرتے ہیں۔

حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول

رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں پیر کے دن بارھویں ربیع الاوّل کو ہوئی اس قول کی موجودگی میں کسی مورخ یا ماہر فلکیات کا یہ کہنا کہ ۱۲ ربیع الاوّل تاریخ ولادت نہیں بالکل غلط ہے۔

محمد بن اسحاق نے بھی اپنی سیرت کی کتاب میں تاریخ پیدائش ۱۲ ربیع الاوّل لکھی ہے۔

ابن ہشام متوفی ۲۱۳ھ نے سیرت ہشام، میں لکھا ہے کہ رسول خدا ﷺ پیر کے دن بارھویں ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے جس سال اصحاب فیل نے مکہ پر لشکر کشی کی تھی۔ سیرت ابن ہشام ایک مستند تاریخی کتاب ہے۔ ہر تذکرہ نگار اور مورخ نے ابن ہشام کا ذکر احترام اور اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت پیر کے دن جب ربیع الاوّل کی ۱۲ راتیں گزر چکی تھیں ہوئیں۔

امام محمد الغزالی نے فقہ سیرہ میں ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم ولادت حضور اکرم ﷺ لکھا ہے۔

مصر کے مشہور عالم شیخ محمد زہرہ نے اپنی تالیف خاتم النبیین میں ۱۲ ربیع الاوّل پیر کے دن کو حضور ﷺ کی اس جہان میں تشریف آوری کا دن قرار دیا ہے۔

انڈونیشیا کے مشہور سکالر فواد فخر الدین نے لکھا ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ وہ مبارک تاریخ ہے جس میں سرور کائنات ﷺ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے۔

مجدد دین ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''نطق الہلال بارخ ولادۃ الحبیب الوریٰ'' میں فیصلہ دیا ہے کہ ولادت کے متعلق سات قول ہیں لیکن اشہر اکثر و ماخوذ و معتبر بارھویں ہے۔

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۶۷ھ رقمطراز ہیں۔ ۱۲ ربیع الاوّل کو صبح صادق کے وقت مکہ مکرمہ میں آپ کی ولادت مبارکہ ہوئی۔

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری جسٹس شریعت سپریم کورٹ پاکستان اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں تحریر فرماتے ہیں ''بارہ ربیع الاوّل کو حضور سرور عالم ﷺ رونق افزائے بزم گیتی ہوئے۔

علامہ حکیم سیّد ابوالحسنات سابق خطیب جامع مسجد وزیر خاں نے ۱۲ ربیع الاوّل کو حضور ﷺ کا یوم ولادت قرار دیا ہے۔

عبدالماجد دریا آبادی نے ۱۲ ربیع الاوّل ۵۲ سال قبل ہجرت ولادت لکھی ہے۔

احتشام الحق تھانوی لکھتے ہیں مشہور روایت یہی ہے کہ ربیع الاوّل کے مہینے کی ۱۲ تاریخ دوشنبہ کا دن اور صبح صادق کا وقت تھا جب آپ ﷺ نے اپنے وجود عنصری وجسمانی وجود اقدس سے پوری کائنات کو رونق بخشی۔

سیّد سلیمان ندوی نے اپنی کتاب رحمت للعالمین میں لکھا ہے پیدائش ۱۲ ربیع الاوّل کے مہینے میں پیر کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ۵۷۱ سال بعد ہوئی۔

علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت رسول عربی میں ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ

کے دن کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔

علامہ حکیم محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۱۹۴۴ء رقمطراز ہیں۔آپ کی پیدائش مکہ معظمہ میں ہوئی اس کو سب مانتے ہیں مگر شب ولادت میں اختلاف ہے زیادہ تر مشہور قول یہی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

علامہ سیّد محمود رضوی لاہوری اپنی کتاب ''دین مصطفیٰ ﷺ '' میں لکھتے ہیں۔ واقعہ فیل کے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو حضور اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی۔

نواب محمد صدیق حسن خاں بھوپالی (اہلحدیث) نے لکھا ہے ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ شب دوازدہم ربیع الاوّل عام الفیل کو ہوئی۔جمہور علماء کا یہی قول ہے ابن جوزی نے اس سے اتفاق کیا ہے۔

قاضی عبدالدائم دائم ایڈیٹر ''جام عرفان'' لکھتے ہیں یہ کہ حقیقت ہے کہ متعدد تاریخ دلائل کے علاوہ تقویم کی رو سے بھی ۱۲ ربیع الاوّل کی صبح کو پیدا ہوئے۔

پنجاب یونیورسٹی کے شائع کردہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں جو اہل علم نے تحقیق کے بعد مرتب کیا ہے نبی ﷺ کی ولادت باسعادت کے متعلق لکھا ہے۔

ہمارے رسول مقبول ﷺ کی ولادت باسعادت موسم بہار میں دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاوّل ۵۷۱ء کو مکہ مکرمہ میں ہوئی۔

جمہور کے نزدیک بھی ولادت کی تاریخ قمری حساب سے ۱۲ ربیع الاوّل ہے۔

مولوی مفتی محمد شفیع دیوبندی سیرت خاتم الانبیاء میں لکھتے ہیں۔''الغرض! جس سال اصحاب فیل کا حملہ ہوا اس کے ماہ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ کے انقلاب کی اصل غرض آدم اولاد آدم کا فخر کشتی نوح کی حفاظت کا راز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا'

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد ﷺ رونق افزائے عالم ہوئے۔ حاشیہ پر مولوی لکھتا ہے اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ میں چار قول مشہور ہیں، دوسری، آٹھویں، دسویں، بارھویں مشہور قول بارھویں کا ہے محمود پاشا فلکی نے نویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ بے سند قول ہے۔

سر سیّد احمد خان بانی علی گڑھ یونیورسٹی نے ''خطبات الاحمدیہ علی العرب والسیرۃ المحمدیہ'' میں لکھا ہے۔

ترجمہ مورخین کی یہ رائے ہے کہ حضور ﷺ بارہویں ربیع الاوّل کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی کے پچپن روز بعد پیدا ہوئے۔

مندرجہ بالا عبارات سے واضح ہے کہ صحابہ کرام تابعین، محدثین اور مورخین کا اس بات پر قریباً اتفاق ہے کہ ولادت کی صحیح تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل ہی ہے۔ البتہ برصغیر پاک و ہند کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں تھا، بلکہ پیر کا دن ۹ ربیع الاوّل کو بنتا ہے۔ لہٰذا ۹ تاریخ صحیح ہے۔

لیکن دلچسپ صورتحال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اس کی کتاب کا نام کسی کو معلوم ہے۔

علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پوری نے محمود پاشا کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔

مفتی محمد شفیع انہیں ملکی لکھتا ہے۔ جبکہ حفیظ الرحمٰن سیوہاروی نے قسطنطنیہ کا مشہور ہیت دان اور منجم بتایا ہے۔

قسطنطنیہ استنبول کا قدیم نام ہے جو ترکی کا مشہور شہر ہے۔ محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ترکی کا رہنے والا تھا کیونکہ پاشا ترکی سردار کا لقب ہے۔

مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ

معلوم ہوا کہ پاشا فلکی کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا۔ جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے "نتائج الافہام" کے نام سے عربی میں کیا۔

اس کو مولوی سیّد محی الدین خان جج ہائیکورٹ حیدرآباد نے اُردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نول کشور پریس لاہور نے شائع کیا لیکن اب یہ ترجمہ نہیں ملتا۔

محمود پاشا فلکی نے اگر علم فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ کرام' تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کیلئے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں کیونکہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی بھی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے۔ کل وہ غلط ثابت ہو سکتی ہے۔ ایک زمانے کے سائنس دان جس مسئلے پر متفق ہوتے ہیں' مستقبل والے اس کی نفی کر دیتے ہیں۔

محمود پاشا سے قبل بھی کچھ لوگوں نے نجوم کے حسابات سے یوم ولادت معلوم کرنے کی کوشش کی۔

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں کہ زائچہ بنانے والوں کا اس قول پر اجماع ہے کہ آٹھ ربیع الاوّل کو پیر کا دن تھا اس سے یہ نتیجہ نکلا جو شخص بھی علوم نجوم اور ریاضی کے ذریعے حساب لگا کر تاریخ نکالے گا مختلف ہو گی پس ہمیں قدیم سیرت نگاروں محدثین' مفسرین' تابعین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بات ماننا پڑے گی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کو دوزخ سے برأت کی نوید سنائی گئی ہے جس کا مطلب ہے وہ جنتی ہیں اور اہل جنت کو چھوڑ کر نجومیوں کی باتوں پر یقین کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔

اس طرح مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲ ربیع الاوّل عام الفیل پیر کے دن صبح صادق کے وقت اس جہاں ہست و بود میں اپنے وجود عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔

یوم میلاد النبی ﷺ اور یوم وصال دونوں باعث برکت ہیں

بعض نادان دوست ربیع الاوّل کے مبارک مہینے میں ۱۲ ربیع الاوّل کے دن خوشیاں منانے والوں پر دوسرے اعتراضات کے ساتھ ایک اعتراض یہ بھی کرتے ہیں کہ جب نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی ولادت پاک اور وصال مبارک ایک ہی دن اور ایک ہی ماہ میں ہوئے ہیں تو ولادت باسعادت کی خوشی منانے کی بجائے ان کے وصال فرما جانے کے غم میں سوگ منانا چاہیے۔

اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ حضور اکرم ﷺ کی تاریخ وصال ۱۲ ربیع الاوّل ہے تو اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو سرکار ہر دو عالم ﷺ کی ولات کی خوشی نہ منائی جائے جبکہ سرکار ﷺ کی ولادت اور وصال دونوں باعث رحمت ہیں جیسا کہ امام مسلم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۹ پر ہے۔

ترجمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی اُمت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اس اُمت سے پہلے اس نبی کو اٹھا لیتا ہے اور اس نبی کو اُمت کیلئے اجر اور پیش رو بنا دیتا ہے، جب کسی اُمت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس نبی کی زندگی میں اس اُمت کو ہلاک کر کے اپنے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اس نبی کی تکذیب اور اس کی نافرمانی کی۔

اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کو نہ صرف رحمت قرار دیا ہے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُمت کیلئے مشفع بنا دیا یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے پس حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پاک اور وصال مبارک دونوں مسلمانوں کیلئے رحمت ہی رحمت ہیں، پھر آپ ﷺ کی ولادت پاک نعمت عظمیٰ ہے۔ لہٰذا جو رحمت بڑی ہو اس کی خوشی لازم ہوتی ہے۔

وصال مبارک کے متعلق حزن کی وضاحت سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ہی فرمائی۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

ترجمہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ نے منبر پر رونق افروز ہو کر فرمایا ”جو عورت اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کیلئے یہ جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ خاوند کی موت پر چارہ ماہ دس دن سوگ کرے۔ (مشکوٰۃ شریف ج ا ص ۱۲۱)

اب اگر بارہ ربیع الاوّل کو سوگ منائیں کہ سرکار مدینہ ﷺ کے وصال کا دن ہے تو فرمان خدا اور فرمان رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلاف ورزی ہوگی کیونکہ ولادت کی خوشی نہ منا کر اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ کا شکر ادا نہ کیا اور سوگ منا کر حدیث رسول ﷺ کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے۔

خدارا یہ سوچئے کہ انبیاء علیہم السلام کے وصال کی کیفیت کیا ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی نبوت تو تا قیامت جاری وساری ہے۔ آپ کا فیضان اپنی اُمت پر اسی طرح برقرار ہے، شفقت ورحمت بھی اسی طرح قائم ہے جیسا کہ دنیا سے پردہ فرما جانے سے پہلے زندگی مبارک میں تھی۔ حضور اکرم ﷺ نبی ہیں اور ابدالآباد تک نبی ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ آپ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہو گئے۔ ورنہ وہاں نہ تو وصال ہے نہ وفات خود رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسم کو حرام فرما دیا ہے اللہ کے نبی زندہ ہیں اور روزی دیئے جاتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک ضابطہ بیان کرتے ہیں کہ میلاد شریف (۱۲ ربیع الاوّل) پر خوشی کرنا چاہیے یا غم؟ شریعت نے ولادت کے وقت خوشی کے اظہار اور عقیقہ کا حکم دیا ہے لیکن موت کے وقت ذبح وغیرہ کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ نوحہ اور جزع سے

منع کیا ہے پس قواعد شریعت دلالت کرتے ہیں کہ ربیع الاوّل میں آپ ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال پر غم۔ (الحاوی الفتاوی ج ا ص ۱۹۳)

جناب پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری اپنے مضمون ''۱۲ ربیع الاوّل یوم غم نہیں'' جو ماہنامہ ضیائے حرم کے عید میلاد النبی نمبر ماہ نومبر' دسمبر ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا لکھتے ہیں۔

غم اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی چیز ختم ہو جائے چلی جائے اس سے حاصل ہونے والے فوائد بھی ختم ہو جائیں اور اس کے اثرات ونتائج کا سلسلہ بھی بند ہو جائے مثلاً کسی کا بیٹا تھا وہ فوت ہو گیا اس کے مرنے پر تو غم ہو سکتا ہے کہ بیٹے کی نعمت اس سے چھن گئی۔ چہ جائیکہ کوئی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر غم کرے یا حزن وملال کی کیفیت اپنائے۔ اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ کا وصال مبارک بھی اسی طرح اُمت کے حق میں رحمت ہے جس طرح آپ ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ تھی۔ معترض کو یہ اعتراض کرتے ہوئے کم از کم حیاۃ النبی پر غور کرنا چاہیے۔ وہ اس ہٹ دھرمی میں آ کر انبیاء اور تمام انسانوں کی موت وحیات کو یکجا تصور کرتے ہیں وہ انتہائی نامناسب اور غیر علمی انداز سے اس دلیل کا سہارا لیتے ہیں جس میں سرے سے کوئی قرین قیاس بات ہی نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آقا ﷺ تو موجود ہیں تو غم تب کریں کہ حضور ﷺ کا سایہ رحمت اُمت کے سر سے اٹھ گیا ہو یا رابطہ اور تعلق منقطع ہو چکا ہے۔ حضور آج بھی اُمت کے احوال سے باخبر ہیں اور قدم قدم پر دستگیری فرماتے ہیں۔

تاہم اس میں تو کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے جسم اطہر کے ساتھ اپنے روضہ مبارک میں باحیات حقیقیہ دنیویہ تشریف فرما ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جو کلمہ مسلمانوں کو عطا فرمایا اس کے الفاظ ہی اس حقیقت پر پختہ شہادت ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت جاری وساری ہے اور قیامت تک اسی طرح رہے گی جس طرح حیات ظاہری میں تھی کلمہ طیبہ کے کلمات ہیں۔

لا اله الا الله محمد رسول الله۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اب جو شخص یہ کہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول تھے اور یہ نہ کہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں وہ بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ماضی میں رسول سمجھنے کے عقیدہ کو سرے سے ختم کر دیا اور حضور کی بات "تھے" کے صیغے میں کرنے کی اجازت ہی نہیں دی اور سلسلہ نبوت کے آخر میں حضور کو بھیج کر یہ واضح کر دیا کہ لوگو! اور نبی آئے اور چلے گئے چونکہ وہ جاتے رہے اسلئے نئے نبی بھی آتے رہے اگر حضور چلے گئے ہوتے تو کوئی نیا نبی آجاتا اور نیا نبی اب نہیں آئے گا خدا نے نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم فرما دیا ہے۔ لہٰذا سیدھی سی بات ہے حضور کی نبوت تا حال ہے اور قیامت تک رہے گی اس لئے یہ عقیدہ رکھنا فرض ہے کہ حضور اب بھی اس طرح اللہ کے رسول ہیں جس طرح صحابہ کیلئے تھے اور جس طرح ہمارے لئے ہیں اسی طرح بعد میں آنے والی قیامت تک کی نسلوں کیلئے ہوں گے فرق صرف اتنا ہے کہ تریسٹھ برس تک آپ ﷺ ہر سر کی آنکھ سے دکھائی دیتے تھے اور وصال مبارک کے بعد کسی کو دل کی آنکھ سے دکھائی دیتے ہیں پہلے حالت بیداری میں ہر کسی کو نظر آتے تھے اب کسی کو خواب میں نظر آتے ہیں۔

اور جو شخص ان کی یاد اور محبت میں دل کو زندہ کر لے وہ اب بھی نہ صرف خواب میں بلکہ بیداری میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتا ہے اور دل کی آنکھ سے نہیں سر کی آنکھ سے دیکھتا ہے۔ حضور کی اُمت میں کتنے عشاق ایسے ہیں جن کے متعلق مشہور ہے کہ جب وہ بیمار ہوئے حضور سفید دن میں ان کی عیادت اور احوال پوچھنے تشریف لائے اور لاتعداد بزرگوں کے حالات ایسے ملتے ہیں جن کے ہاں مرگ ہوئی حضور بنفس نفیس ان کے ہاں تعزیت اور دل جوئی کیلئے تشریف لائے۔ غرضیکہ حضور ﷺ اپنے مخلص

غلاموں کی عیادت بھی کرتے ہیں اور ان کی رہنمائی بھی فرماتے ہیں۔ انہیں دل اور سر کی آنکھوں سے شرف دیدار کیلئے بھی تشریف لاتے ہیں۔

حضور ﷺ کے بعض اُمتی ایسے بھی ہیں جنہوں نے قسم کھا کر کہا۔

لو حجت عنی رسول الله صلی الله علیه وسلم طرفة عین ما عدون نفسی من المسلمین۔

ترجمہ اگر حضور ﷺ ایک لمحے کیلئے بھی میری نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں تو اس لمحے میں (حضرت ابوالعباس مرسی) خود کو مسلمان ہی تصور نہیں کرتا۔

نہ تو حضور کی عنایات میں کمی آئی نہ ان کی شفقتوں اور مہربانیوں میں کمی آئی نہ ان کی طرف سے ملنے والی ہدایات میں کمی آئی نہ حضور کے تصرف وکمال میں کمی واقع ہوئی اور نہ ان کی توجہات میں کوئی کمی ہوئی جب سب کچھ اسی طرح موجود ہے تو غم کس بات کا ہے۔ بیشک حضور ﷺ پر بھی موت آئی ہے لیکن جب ایک عام مومن اور کافر کی موت میں زمین وآسمان کا فرق ہے تو حضور کی موت اور عام انسانوں کی موت میں کتنا فرق ہوگا۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ظاہری دنیا سے پردہ فرمایا ہے تو عام انسانوں کی آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ خواص تو آج بھی حضور کو عالم بیداری میں دیکھتے ہیں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ جنہوں نے زندگی میں کم وبیش بہتر یا پچھتر مرتبہ عالم بیداری میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی۔

آپ جب روضہ اقدس پر حاضری کیلئے جاتے ہیں تو کیا اسی طرح جاتے ہیں جس طرح ایک عام آدمی کی قبر پر جایا جاتا ہے بلکہ وہاں جا کر وہی آداب ملحوظ رکھنے فرض ہیں جو آپ کی ظاہری حیات مقدسہ میں تھے اور ہم جب حضور نبی کریم پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں تو بعض سلام تو فرشتوں کے ذریعے آپ تک پہنچائے جاتے ہیں اور

بعض خوش قسمت ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا سلام سن کر خود حضور ﷺ ان کو جواب مرحمت فرماتے ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی لئے فرمایا کہ لوگو! میری وفات کو دوسروں کی موت کی طرح نہ سمجھنا۔ قیامت تک اگر کوئی مومن بھی مجھ پر سلام کہے گا میں اس کا سلام سنتا بھی ہوں اور جواب بھی دیتا ہوں میری روح مجھ میں واپس لوٹا دی جاتی ہے۔ کئی دوسرے آئمہ کے علاوہ علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں اس قسم کی بہت سی روایات اکٹھی کی ہوئی ہیں جن میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے جسے انہوں نے طبرانی اور ابوداؤد سے اس طرح نقل کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لیس من عبد یصلی علی الا بلغنی صوته حیث کان قلنا وبعد وفاتك قال وبعد وفاتی ان الله حرم علی الارض ان تاكل اجساد الانبیاء۔

ترجمہ ''جو شخص بھی مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے وہ جہاں بھی ہو'' صحابہ نے عرض کی کیا بعد از وصال بھی آپ اسی طرح سنیں گے فرمایا ہاں کیوں نہیں وصال کے بعد بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔

یہ کوتاہیاں ہماری طرف سے ہیں کہ ہمیں حقیقت حال کا علم نہیں اس لئے کہ ہم زندہ ہو کر بھی مردہ ہیں اور وہ وفات پا کر بھی زندہ ہیں۔ حضور ﷺ تو سلام سنتے بھی ہیں مگر ان کا جواب سننے سے ہم قاصر ہیں کیونکہ ہر کان نہ سزاوار سماعت ہے اور نہ ہی سر آنکھ قابل دیدار الغرض اُمت مسلمہ پر خوشی ومسرت کا اظہار واجب ہے نہ کہ اظہار غم اور افسوس۔

رحلت شریف کے متعلقہ مندرجہ بالا بحث کے بعد چند روایات اور آئمہ کے

اقوال پیش خدمت ہیں جوان شاء اللہ اس قابل افسوس ذہنی رجحان کو اصلاحی پہلوؤں پر سوچنے میں مدد دیں گے اُمت کے حق میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت اور رحلت اطہر دونوں رحمت ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم۔

ترجمہ میری ظاہری حیات اور میرا وصال دونوں تمہارے لئے باعث خیر ہیں۔

دوسرے مقام پر اس کی حکمت ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ان اللّٰہ عزوجل اذا اراد رحمۃ امت من عبادہ قبض نبیھا قبلھا وجعلہ لھا فرطا وسلفا بین یدیھا واذا اراد ھلکۃ امت عذبھا ونبیھا حی فاھلکھا وھو ینظر فاقر عینہ بھلکتھا حین کذبوہ وعصوا امرہ۔

ترجمہ "جب اللہ تعالیٰ کسی اُمت پر اپنا خاص کرم کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو اس اُمت کے نبی کو وصال عطا کر کے اس اُمت کیلئے شفاعت کا سامان کر دیتا ہے اور جب کسی اُمت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس نبی کی ظاہری حیات میں ہی عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیتا ہے اور اُمت کی ہلاکت کے ذریعے اپنے پیارے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے"۔

مذکورہ حدیث میں لفظ فرط کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

اصل الفرط ھو الذی یتقدم الواردین لیبھی لھم ما یحتاجون الیہ عن نزدلھم فی منازھم ثمہ استعمال للشفیع فیمن خلف۔

ترجمہ فرط، کسی مقام پر آنے والوں کی ضروریات ان کی آمد سے پہلے مہیا کرنے والے شخص کو کہا جاتا ہے پھر اپنے بعد آنے والے کی سفارش کرنے والے کیلئے مستعمل ہونے لگا۔

اس اُمت پر اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی عنایت ہے کہ آخرت میں پیش ہونے سے پہلے اس کیلئے حضور ﷺ کو شفیع بنادیا گیا ہے اس لئے آپ نے فرمایا میرا وصال بھی تمہارے لئے رحمت ہے جب یہ بات طے پا گئی کہ اُمت کے حق میں دونوں رحمت ہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ دونوں میں نعمت عظمیٰ کون سی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ آپ کی دنیا میں تشریف آوری اُمت کے حق میں ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کے ذریعے ہی دوسری نعمت حاصل ہوئی۔

اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے مفتی عنایت اللہ کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ حرمین شریفین کے حوالے سے لکھتے ہیں "علماء نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکر وفات نہ چاہیے اس لئے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے ذکر غم جانکاہ اس محفل میں نازیبا ہے حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصہ وفات کی نہیں ہے"۔ (تواریخ حبیب الہ ۱۵)

اور پھر آپ ﷺ کا وصال ایسا نہیں جو اُمت سے آپ کا تعلق ختم کردے بلکہ آپ کا فیضان نبوت تا قیامت جاری رہے اور آپ برزخی زندگی میں دنیاوی زندگی سے بڑھ کر حیات کے مالک ہیں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے وصال کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے۔

لیس هنال موت ولا فوت بل انتقال من حالی الی حال۔

ترجمہ کہ یہاں نہ موت ہے اور نہ وفات بلکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا ہے۔ (شرح الشفاء ج ا ص ۳۶)

حسن اتفاق رخوشی بختی

جان دو عالم حضور ﷺ کی ولادت باسعادت اسلامی کیلنڈر کے مطابق ۱۲ ربیع الاوّل بروز پیر موسم بہار واقعہ اصحاب فیل کے پچپن دن بعد ہوئی اور عیسوی کیلنڈر سے ۲۲ اپریل ۵۷۱ء ہے۔

اس مرتبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ کو ۲۲ اپریل ۲۰۰۵ء ہے۔ موسم بہار بھی گو دن جمعۃ المبارک کا ہے تاہم دونوں طریق سے تاریخ ولادت (۱۲ ربیع الاوّل، ۲۲ اپریل) کی باہم مطابقت مماثلت ہم آہنگی قابل غور ہے۔

یہ حسن اتفاق ہے یا کہ ہماری خوش بختی کہ ہم نے اس دفعہ ایسا میلاد النبی ﷺ پایا کہ دونوں تاریخیں ہم آہنگ اور یکجا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر جتنا بھی کیا جائے کم ہے کہ ہمیں یہ مبارک اور عظیم دن دیکھنا نصیب ہوا کہ یوم جمعۃ المبارک بھی ہے۔

(مقبول نقشبندی)

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی

اپنے ایک مضمون بعنوان ''برکاۃ میلاد'' جو ماہنامہ ضیائے حرم کے عید میلاد النبی ﷺ نمبر نومبر، دسمبر ۱۹۸۹ء کے شمارہ میں شائع ہوا۔ یوں رقمطراز ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے جسے حدیث قدسی کہا جاتا ہے یعنی فرمان خدا ازبان رسول اللہ ﷺ کہ ''اے حبیب ﷺ! اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔ ایک ارشاد ہے کہ زمین وآسمان کی تخلیق کا مرحلہ بھی نہ آتا اگر ذات مصطفیٰ ﷺ کی تخلیق نہ ہوتی۔ ان ارشادات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ہمارے نبی پیارے نبی ﷺ کائنات پست وبالا کی تخلیق کا سبب ہیں، یہ برگ وبار، کوہسار وریگ زار، یہ دریا صُحرا، جن وانس، حور وغلماں، یہ چمک دمک، یہ ملک فلک سب نبی اور رسول تمام آقائے نامدار مدنی تاجدار، حبیب پروردگار، نبی مختار ﷺ کا صدقہ ہیں۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی بھی کچھ یہی فرمارہے ہیں۔

کلیمے کہ چرخِ فلک طور اُدست
ہمہ نور ہا پرتو نورِ اُدست

انسان اوّل، حضرت آدم علیہ السلام ابھی مرحلہ آب وگل میں ہیں کہ میرے حضور

ﷺ مرتبہ نبوت ہی نہیں بلکہ خاتم النبیین کے اعزاز سے مشرف ہو چکے۔ نشر الطیب میں اشرف علی تھانوی رقمطراز ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلقت ''چودہ ہزار سال'' قبل آدم تو محقق ہو چکے اس سے زیادہ برسوں کی روایت ملے تو وہ بھی بے شبہ قابل تسلیم ہو گی۔

روایات شاہد ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ ۹ ذی الحجہ کی میدان عرفات میں قبول ہوئی اس مقام پر بلند ستون آج بھی یادگار ہے۔ جبل رحمت کے اطراف آج بھی ہر سال اہل ایمان کا ہجوم اس یادگار کو قائم رکھے ہوئے ہے۔ وقوف عرفہ، فریضہ حج کا رکن اعظم ہے۔ وہاں سبزے کے تخت نہیں بچھے ہوئے۔ گل وثمر کے شجر نہیں جو کوئی خوش نما سماں پیش کرتے ہوں، یخ بستہ ہوائیں نہیں، دل لبھانے اور جی بہلانے کے دل فریب مناظر نہیں مگر چہار سمت سے ہر سال صرف صبح سے شام تک وہاں آسائشوں کے بغیر وقوف کیلئے ہر صاحب ایمان پہنچنے کو بے تاب مثل ماہی بے آب رہتا ہے، سفر کی صعوبت برداشت کر کے، زر نقد وافر خرچ کر کے مدتوں دعائیں، آرزوئیں کر کے گریہ وزاری، عاجزی وانکساری کر کے منتیں مرادیں مانگ کے وہاں پہنچنا ان سب کو کیوں اتنا محبوب ہے؟ وہاں کے ذکر پر ان کے دل کیوں مچل جاتے ہیں؟ آنکھیں کیوں ڈب ڈبا جاتی ہیں، زبانیں کیوں نغمہ سرا ہو جاتی ہیں؟ ہر کسی کو خبر ہے کہ حضرت آدم وحوا ہزاروں برس پہلے وہاں جمع ہوئے تھے اب وہ اپنی مبارک قبروں میں اپنی حیات کے ساتھ آرام فرما ہیں، کیا یہ سب عقل وشعور نہیں رکھتے؟ کیا انہیں اپنی اس خود اختیار دیوانگی پر کوئی ندامت یا اس کا احساس ہوتا ہے؟ زندگی کے باقی ایام میں اعلیٰ پوشاکیں زیب تن کرنے والے اس دن بے سلے دوشالے پر کیوں اکتفا کر لیتے ہیں؟ کتنی ہی آسائشوں کو اس دن خیر باد کیوں کہہ دیتے ہیں؟ یہ سب رنگ ونسل، علاقہ وزبان، ذات پات وغیرہ کے ہر امتیاز وتعارف سے بالا ''ایک'' ہو جانے والے کس کی اداؤں کی پیروی کرتے ہیں؟ اس مقام کو کیوں اتنا مبارک جانتے ہیں؟ وہاں کی جانے والی دعا کو کیوں اتنی اہمیت دیتے ہیں؟

کسی اور عبادت کی ادائی پر اس کی نسبت کو اپنے نام کا حصہ نہ بنانے والے وقوف عرفہ کرنے کے بعد تمام عمر ''حاجی'' کیوں کہلواتے ہیں؟ یہ ماجرا کیا ہے؟

رمضان المبارک' قمری اسلامی تقویم میں نواں مہینہ ہے۔اس مہینے کے آخری یعنی تیسرے عشرے کی پانچ طاق راتیں شبان قدر کہلاتی ہیں۔ شب کو عربی میں لیلۃ کہتے ہیں۔ شب قدر کی ساعتیں باقی راتوں سے کوئی زیادہ یا کم نہیں ہوتیں گھڑی کی سوئیاں اپنی چال اس شب میں بدل نہیں دیتیں مگر شب قدر کیلئے ہر صاحب ایمان کا تصور وہ نہیں جو آخر عشرے کی جفت راتوں کا ہو یا باقی راتوں کا ہو۔ ہر مومن اس رات بیداری کو ضروری جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ غروب شمس سے طلوع فجر تک' ز کنار شب تابہ کنار شب' یہ ایک ہی رات ہے لیکن ہزار مہینے (تراسی برس چار ماہ) کی اس طرح کی مدت سے بہتر ہے کہ ہر دن روزہ رکھ کر راہ خدا میں پیہم جہاد اور ہر شب عبادت میں گزاری جائے۔ وہ اس ایک شب کی عبادت کو اس مدت کی ایسی تمام عبادات سے بہتر جانتا ہے کیوں؟ اس لئے کہ اس شب میں نزول قرآن ہوا۔ قرآن کے نزول سے اس شب کو نسبت ہوگئی' یہ شب اس نسبت سے یہ فضیلت پا گئی کہ اپنی مقررہ ساعتوں میں رہ کر بھی ہزار ماہ کی عبادت سے معمور ہرا کائی سے بہتر ہوگئی۔ قرآن کا نزول ہر سال نہیں ہوتا مگر رہتی دنیا تک یہ رات ایک بار عطا ہونیوالی نسبت کے سبب سے ہر سال فضیلت و مرتبت کی وہی نوید رکھتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ پورا ماہ رمضان بھی صرف ایک بار نزول قرآن کے سبب سے جو شرف پا گیا وہ شرف قیام قیامت تک ہر سال ماہ رمضان کے ساتھ لازم و ملزوم ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سال ماہ صیام کے ایام اور آخری عشرے کی طاق راتوں کی عبادت کو باقی دنوں اور راتوں کی عبادت کیلئے بہتر جانا جاتا ہے' ان ساعتوں میں کی جانے والی دعاؤں کو باقی ساعتوں سے بدرجہا بہتر سمجھا جاتا ہے۔

یوم عرفہ کو حضرت آدم سے نسبت ہے' ماہ صیام اور شب قدر کو نزول قرآن سے

نسبت ہے۔ سب دن اور راتیں اللہ کی تخلیق ہیں مگر اسی کے فرمان سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ فضیلت و مرتبت کے اعتبار سے سب یکساں نہیں۔ جس دن اور رات کو کسی اہم واقعے یا شخصیت سے نسبت ہوگئی اس دن اور رات کا اعتبار سوا ہوگیا۔

یہ پہلے ہی عرض کیا جاچکا ہے کہ تمام کائنات ہست و بود محض صدقہ اور طفیل ہے ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا بدیہی بات ہے کہ جس ذات کے صدقے معرض وجود اور ظہور میں آنے والوں کی نسبت اتنی فضیلت و مرتبت رکھتی ہے خود اس ذات کا اپنا شرف اور اعتبار کس قدر افضل و اکمل ہوگا اور اس ذات سے نسبت رکھنے والے لیل و نہار کی عظمت و برکت کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ اس میں بلا شبہ فہم و ادراک ہی کے نقص پر محمول ہوگا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت "جمعہ" کے دن ہوئی، یہی دن ان کی وفات کا بھی دن ہے مگر ولادت آدم کے سبب "جمعہ" کا دن مومنوں کیلئے رہتی دنیا تک "عید" کا دن ہوگیا۔ حضرت آدم علیہ السلام صرف ایک ہی بار پیدا ہوئے مگر ہر جمعہ کے دن ان کی ولادت کا جشن منایا جاتا ہے، مومن عبادت گاہوں میں جمع ہوتے ہیں اور حضرت آدم کے خالق کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ لمحہ جس میں تخلیق آدم ہوئی وہ دعا کی قبولیت کا لمحہ قرار پایا۔ شریعت میں وفات کا سوگ صرف تین دن تک روا ہے مگر ولادت کی خوشی کو دوام بخشا گیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت کی خوشی ہر جمعہ منائی جاسکتی ہے اور ان کی ولادت کا دن "عید" کا دن ہے تو جس کے صدقے سے حضرت آدم علیہ السلام معرض وجود میں آئے اس ذات بابرکات کی ولادت کا دن کائنات کیلئے سب سے بڑی خوشی کا دن کیوں نہیں ہوسکتا؟ اس دن کی خوشی ہر سال ہر ہفتے بلکہ ہمہ وقت کیوں نہیں منائی جاسکتی؟

اہل حق کا یہی عقیدہ ہے کہ جس شب اور جس دن کو ولادت مصطفیٰ سے نسبت ہے وہ دن اور رات ہر لیل و نہار سے ہر طرح افضل و اعلیٰ اور اکرم و اشرف ہے۔

یہ بھی اعجاز ہے کہ ولادت مصطفیٰ کیلئے اس ساعت کا انتخاب ہوا جو رات اور

دن ہر دو کو شامل ہے۔ اسے بے پایاں نعمت کہیے کہ وہ ساعت رہتی دنیا تک ''سہانی گھڑی''، اور قبولیت کی ہو گئی۔

انہیں معلوم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام باغ بہشت سے فروغ نسل انسانی کیلئے جب زمین پر اتارے گئے تو معصوم نبی کا وہ عمل، جو صورۃ خطا تھا اور ان سے بہشت میں سرزد ہو گیا تھا حالانکہ قدرت نے خود عصمت نبوت کی گواہی دی اور فرمایا پس توجہ نہ رہی آدم کی اور ہم نے آدم میں (خطا کا) ارادہ نہ پایا'' اس عمل پر ندامت سے اپنے مقام و مرتبہ اور شان کو نقش دوام بنانے کیلئے تین سو برس سرزمین دنیا کو اپنے دُرہائے ثمین بیش از گوہر اشکوں سے مشک بار و ثمر بار و لالہ زار بناتے ہیں۔ ہر لمحہ عفو مغفرت کی طلب میں مشغول و مصروف رہتے ہیں۔ زمین پر کوئی انسان اس وقت تک مرتکب معصیت نہیں ہوا کیوں کہ ابھی زمین پر انسانی صرف دو وجود ہیں، دونوں بہشتی ہیں، ایک معصوم اور ایک محفوظ۔ ابھی تقویم (کیلنڈر) ترتیب نہیں دیئے گئے۔ یہ صرف دو ہیں مگر اپنے ہر عمل کو، ہر ادا کو رہتی دنیا تک کیلئے مثالی اور یادگار بنا رہے ہیں۔ میدان عرفان میں ذی الحجہ کی ۹ تاریخ کو یہ دونوں بہشت سے اترنے کے بعد جمع ہوئے ہیں۔ حضرت آدم جبل رحمت پر سجدہ ریز ہو کر اپنے معبود کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں، اس التجا میں رحمت سے القاء ہوئے جملے شامل ہیں، حضرت آدم اپنی دعا و التجا کی قبولیت کیلئے ایک ذات کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں۔ اللہ کریم فوراً مہربان ہو جاتا ہے۔ سیّدنا آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہو جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے، اے آدم! تم نے جس ذات کا وسیلہ اختیار کیا، اس ذات کا تعارف تمہیں کیسے حاصل ہوا؟ حضرت آدم علیہ السلام عرض فرماتے ہیں، اے میرے معبود! جب میری تخلیق ہوئی، میں نے آپ کو سجدہ کر کے پیشانی اٹھائی تو ساق عرش پر اور پھر شجر بہشت کے ہر برگ پر یہ کلمہ نقش پایا **لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** میں نے جانا کہ حضرت محمد یقیناً آپ کے محبوب و مقرب ہیں کہ آپ نے ان کا نام اپنے

پاک نام کے ساتھ لکھا ہے اور اس قدر لکھا ہے، اس لئے انہیں آپ کا محبوب جان کر ان کے وسیلے سے آپ کے حضور التجا کی اور یہ کرم ہے آپ کا کہ آپ نے اس وسیلے کی برکت سے میری توبہ قبول فرمائی۔ ارشاد ہوا اے آدم! تم نے درست جانا بلاشبہ (حضرت محمد ﷺ) میرے حبیب ہیں۔ (سنو) اگر میں انہیں پیدا نہ کرتا تو تم بھی نہ ہوتے، اے آدم! تم نے ان کے وسیلے سے صرف اپنے لئے مغفرت چاہی اگر تم تمام زمین و آسمان والوں کیلئے بخشش چاہتے تو ہم سب کو بخش دیتے۔ اللہ اکبر

اولاد آدم اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ میدان عرفات میں تقویم کی ترتیب سے اسی تاریخ میں کچھ اسی ادا سے جمع ہو کر اپنے عصیان کی معافی اور توبہ کی قبولیت کا سامان ہوتا ہے، وہ سب اسی میدان میں جمع ہو کر اسی مقدس ہستی کا وسیلہ اختیار کرتے ہیں اور صلہ یہ پاتے ہیں کہ جب وہاں سے لوٹتے ہیں تو خطاؤں سے پہلے دن کے نومولود بچے کی طرح پاک ہوتے ہیں۔

یوم عرفہ، حضرت آدم و حوا کی یادگار ہے اور قیام قیامت تک ہر سال بیش اہتمام سے اسے یاد رکھا جائے گا۔ ہر صاحب عقل و دانش اہل فہم و شعور جانتا ہے کہ یوم عرفہ میں رحمت باری کا خاص نزول ہوتا ہے اور دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔ جھولیاں گوہر مراد سے اور دل نوید رضائے الٰہی سے شاد کام ہوتے ہیں۔

یوم عرفہ، دن کا ذکر ہے اب ''رات'' کا احوال ملاحظہ ہو۔

مواہب ص ۶۹ پر حضرت امام قسطلانی فرماتے ہیں۔

''آپ ﷺ کی ولادت نہ محرم میں ہوئی اور نہ رجب میں اور نہ رمضان المبارک اور نہ غیر رمضان المبارک کے اور مہینوں میں جن مہینوں کو شرف ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کو کسی زمانہ سے شرف نہیں ملا اور زمانہ کو شرف حاصل نہیں مگر آپ ﷺ کی ذات اقدس سے جیسے جگہوں کو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی ذات مبارکہ سے شرف

ہے' ان جگہوں میں سے مدینہ منورہ ہے کہ آپ (ﷺ) کی وجہ سے مکہ افضل ہے اگر آنحضرت ﷺ مذکورہ مہینوں یعنی محرم اور رجب اور رمضان المبارک میں پیدا ہوتے جو اہل عرب کے نزدیک بزرگ مہینے ہیں' تو البتہ یہ گمان ہوتا کہ ان مہینوں سے آپ ﷺ کی وہ کرامت جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے وہ ظاہر ہوئی' اور جس وقت جمعہ کا وہ دن جس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے ہیں ایک مبارک ساعت کے ساتھ خاص کیا گیا۔ کوئی مسلمان بندہ جمعہ کے دن اس ساعت کو نہیں پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس ساعت میں کسی خیر کا سوال کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ وہ خیر خاص اس بندہ کو عطا فرماتا ہے جس ساعت میں سیّد المرسلین (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پیدا کئے گئے ہیں اس ساعت کے ساتھ تمہارا کیا حال ہے (یعنی یہ نہیں ہوسکتا) کہ تم (ولادت مصطفیٰ کی اس ساعت میں) دعا مانگو اور وہ قبول نہ ہو" ص ۲۷ پر فرماتے ہیں۔

آنحضرت محمد ﷺ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے تین وجوہ سے افضل ہے۔ ان وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی رات آپ کی ظہور کی رات ہے اور لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کی ہے۔ مشرف کی ذات کے سبب جو شے شرف پائے وہ شے اس شے سے اشرف ہوگی جو مشرف کی ذات کو عطا کی جائے' اس دعویٰ میں کوئی نزاع نہیں ہے۔ (ہر ایک عاقل اس کو تسلیم کرسکتا ہے) اس اعتبار سے آپ محمد ﷺ کی ولادت کی رات لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر کو اس سبب سے شرف ہے کہ لیلۃ القدر میں ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ ولادت کی رات کو آپ ﷺ کے ظہور کے سبب شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ اس رات میں پیدا ہوئے ہیں۔ وہ شخص جس کے سبب ولادت کی رات کو شرف حاصل ہوا ہے وہ ان لوگوں سے افضل ہے جن کے سبب لیلۃ القدر کو شرف حاصل ہوا ہے کہ وہ ملائکہ ہیں' وہ وجہ اصح اور پسندیدہ مذہب پر ہے (جمہور

اہلسنّت اس پر متفق ہیں کہ ہر نبی' فرشتہ سے افضل ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ جمیع عالمین سے افضل ہیں اس پر اجماع ہے اس کو امام فخر الدین رازی اور ابن سبکی اور سراج الدین البلقینی نے حکایت کیا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں محمد ﷺ کی اُمت پر فضل الٰہی واقع ہوا ہے اور آپ ﷺ کی ولادت شریف کی رات میں تمام موجودات پر فضل الٰہی واقع ہوا ہے آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کو عالمین کے واسطے رحمت کر کے مبعوث کیا ہے۔ آپ کی ولادت کے سبب اللہ تعالیٰ کی نعمت جمیع خلق پر عام ہوئی ہے اس لئے آپ کی ولادت کی رات نفع میں اعم ہے اور لیلۃ القدر سے افضل ہے۔

''اے وہ مہینہ جس میں رسول ﷺ پیدا ہوئے ہیں تو کس درجہ افضل اور اشرف ہے اور تیری راتوں کی حرمت کتنی وافر ہے گویا وہ راتیں عفو زمانہ میں اپنے انوار سے موتی ہیں اور اے مولود کے چہرے! تو کس درجہ روشن ہے' پاک ہے وہ ذات اللہ تعالیٰ جس نے حضور ﷺ کی ولادت کو قلوب کے واسطے بہار کیا ہے اور آپ کے حسن کو بدیع پیدا کیا ہے''۔

(مواہب اللدنیہ (سیرت محمدیہ) کے مذکورہ اقتباسات محمد عبدالقادر خاں آصفی نظامی مترجم مواہب الدنیہ (محرم ۱۳۴۳ھ) مطبوعہ حیدر آباد دکن سے نقل کئے گئے ہیں اس کتاب پر محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند و مفتی عالیہ عدالت ممالک سرکار آصفیہ نظامیہ محمد حبیب الرحمٰن مددگار مہتمم دارالعلوم دیوبند' اعزاز علی' جناب سراج احمد رشیدی' محمد انور مدرسین مدرسہ دارالعلوم دیوبند اور متعدد دیگر علماء کی تعریفی تقاریظ درج ہیں) عاشق حبیب باری' مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی' محمد بدر عالم میرٹھی' مولوی اشرف علی تھانوی' نے اپنی اپنی تحریروں میں ولادت مصطفیٰ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے مبارک اور پر مسرت

واقعات کا تذکرہ کیا ہے۔

رحمت دو جہاں، شفیع عاصیاں، باعث تخلیق کون و مکاں حضور پرنور ﷺ نے منبر اقدس پر رونق افروز ہو کر خود اپنا میلاد شریف بیان فرمایا، اپنے حسب و نسب کا تذکرہ کیا تحدیث نعمت کے طور پر ان انعامات کا ذکر فرمایا جو اللہ نے ان پر فرمائیے۔ مدینہ منورہ آمد پر اصحاب نبوی نے خوشی میں جلوس نکالا، علم بلند کئے اور یا محمد یا رسول کی ایمان افروز صدائیں بلند کیں۔ ولادت مصطفیٰ ﷺ کے موقع پر خالق مصطفیٰ کے فرشتوں نے خوشیاں منائیں فرشتے وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ہوتا ہے۔ ستاروں نے حضرت سیّدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مکان اقدس پر سمٹ کر چراغاں کیا۔ بیت اللہ نے جھک کر سلامی پیش کی۔ فرشتوں نے علم نصب کئے درود و سلام کے نغمے گائے، یہ سب زبان حال سے یہی کہہ رہے تھے۔

خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

یہ خوشی ہر اس مسلمان کو ہے جو دولت ایمان سے مالا مال ہے کیونکہ ایمان، اسلام ہر نعمت اس ذات کا صدقہ ہے جس ذات کے سبب سے ملنے والی ہر نعمت پر اس قدر خوشی ہے تو خود اس ذات کی آمد پر کس قدر خوشی ہو سکتی ہے اور اس کا اظہار کما حقہ کیوں کر ممکن ہے۔

خوشی کے اظہار کا ہر وہ طریقہ جو منع نہیں وہ بلاشبہ جائز ہے۔ روزنامہ ''جنگ'' لاہور کے جمعہ میگزین ۲۹ ستمبر سے ۵ ا اکتوبر ۱۹۸۹ء کے ص ۱۸ پر عبدالرحمٰن (جامعہ اشرفیہ لاہور والے) لکھتے ہیں۔

''یہ قانون یاد رکھیں کہ جائز ہونے کیلئے یہ دلیل کافی ہے کہ اس کام کے ناجائز ہونے پر کوئی دلیل نہیں اسی اصول اور قانون کے مطابق اہل ایمان اللہ والوں کے دن مناتے اور ان سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں حیرت ہے کہ جو لوگ میلاد

النبی ﷺ منانے کو ناجائز کہتے رہے وہ ''سیرت النبی ﷺ'' منانے لگے حالانکہ ''سیرت'' ہرگز منائی نہیں جاتی بلکہ اپنائی جاتی ہے ان لوگوں کا یہ وطیرہ ہے کہ جسے غلط کہتے ہیں وہی خود بھی کرتے ہیں مگر یہ لوگ خود وہی کچھ کریں تو ''روا'' اگر وہی کوئی دوسرا کرے تو اسے ''ناروا'' کہتے ہیں۔

اللہ انہیں ہدایت دے تاکہ یہ اُمت کو افتراق میں مبتلا نہ کریں۔

اس مضمون کا جو خاص نکتہ ہے اور قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ حق سبحانہ نے ماہ ربیع الاوّل مبارک کو اپنے حبیب ﷺ کی ولادت مبارک کیلئے کیوں پسند فرمایا۔ اس میں بھی آپ ﷺ کیلئے ایک تخصیص فرمادی)

شوکت اسلام کا پہلا جلوس سال نبوت ۹ھ

سیّد الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے تین دن بعد حضرت عمر بن خطاب آغوش اسلام میں آئے۔ ان کے ایمان لانے کا واقعہ صفحات تاریخ کی زینت ہے اور ہر کوئی جانتا ہے مشہور مورخ اسلام جناب عبدالرحمٰن امرتسری اپنی مشہور کتاب ''تاریخ اسلام'' کے ص ۹۵ پر لکھتے ہیں اور یہ اختصار کے ساتھ اس طرح ہے۔

''سرور جہاں ﷺ نے ایک روز بارگاہ الٰہی میں دعا کی خداوند! ان دو شخصوں (عمر بن الخطاب، عمر بن ہشام) میں سے کسی ایک کو ایمان عطا فرما کر دین اسلام کو تقویت بخش''۔ ادھر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی ادھر دشمنان دین نے اسلام کی جڑ کاٹنے کیلئے ایک زبردست اجتماع کا اعلان کر دیا۔ یہ اجتماع قریش کے سردار عمر بن ہشام (ابوجہل) کی تحریک پر ہوا تھا۔ اس اجتماع میں قریش کے علاوہ دیگر قبائل کے ہزار ہا لوگ شامل تھے، پرجوش تقریر کے بعد ابوجہل نے اعلان کیا سن لو جو کوئی اس مدعی نبوت (ﷺ) کا نعوذ باللہ سر کاٹ کر لائے گا اسے میں ایک، ہزار عمدہ قسم کے اونٹ اور ایک ہزار سونا، چاندی دوں گا۔ ماسوائے عمر بن الخطاب جو رشتہ میں ابوجہل

کے بھانجے تھے کے اور کسی کو جرأت نہ ہوئی ...... بہن نے کہا بھائی عمر! تم جو چاہو کرلو اظہارِ حق سے کوئی خوف نہیں۔ واقعی ہم نے شرک سے توبہ کر کے اسلام قبول کرلیا ہے' بہن اور بہنوئی بغیر خوف وخطر اسلام کی صداقت کا بہترین نمونہ پیش کررہے تھے۔ اس نظارے سے عمر کا جوش غضب ٹھنڈا پڑ گیا۔ گویا ہوئے''ایسا کلام واقعی خدائے واحد کا کلام ہے چلو مجھے اپنے نبی کے پاس لے چلو...... چنانچہ عمر بن الخطاب اپنی بہن کے گھر سے نکل کر صحابی ارقم کے گھر پہنچے جہاں حضور اکرم ﷺ اپنے جانثاروں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ مکان کا دروازہ کفار کے خوف سے بند تھا۔ دروازے کی درزوں میں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو عمر کو گلے میں تلوار لٹکائے دیکھا تو سہم گئے۔ کسی کو دروازہ کھولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ جوش میں بولے''دروازہ کھول دو اگر عمر بُری نیت سے آیا ہے تو اسی کی تلوار سے اس کا سر اڑادوں گا''۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ اور عمر بن الخطاب اندر داخل ہوئے حضور نبی کریم نے آگے بڑھ کر محبت آمیز جوانمردی سے انہیں دونوں مبارک ہاتھوں سے پکڑ کر دریافت فرمایا''عمر کس ارادہ سے آئے ہو آخر کب تک اسلام کے دشمن رہو گے۔ بہتر ہے کہ دین اسلام قبول کرلو''۔ عمر نے ادب سے عرض کی میں ایمان لانے کی ہی غرض سے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ عمر کے یہ الفاظ سنتے ہی حضور اکرم ﷺ نے نعرہ تکبیر بلند کیا صحابہ کرام نے آواز سے آواز ملا کر بلند آواز میں نعرہ تکبیر اس زور سے بلند کیا کہ اردگرد کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایمان لاتے ہی حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! مشرکین مکہ باوجود کافر ہونے کے اپنے جھوٹے معبودوں کی پرستش تو اعلانیہ کریں اور ہم لوگ خدائے واحد ذوالجلال پر ایمان لانیوالے چھپ چھپا کر گھروں میں عبادت کریں۔ اس لئے اسی وقت ہم سب اعلانیہ کعبہ میں جا کر اپنے معبود حقیقی کی توحید کا اظہار کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے موجود چالیس مسلمانوں کے مختصر گروہ کو اس طرح ترتیب دیا کہ داہنے ہاتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بائیں ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ حضور اکرم ﷺ توحید کے پروانوں کے درمیان۔ سب سے آگے آگے شجاعان اسلام حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔ ننگی تلواریں علم کئے ہوئے تھے۔ یہ پہلا دن تھا کہ مسلمان اس شان سے کعبہ شریف میں خدائے واحد کی عبادت کیلئے ایک جلوس کی شکل میں سردار دو جہاں ﷺ کو درمیان میں لئے ہوئے دارارقم سے بیت اللہ شریف میں پہنچے۔

مشرکین مکہ تو منتظر تھے کہ عمر بن الخطاب اپنا کام سرانجام دے کر آتے ہی ہوں گے۔ لیکن یہ کسے معلوم تھا کہ ہادی اسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر مبارک (نعوذ باللہ) اپنی قوم میں پیش کرنے کی بجائے وہاں انہوں نے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے اپنا سر تسلیم خم کر دیا ہے۔ یہ تھا شوکت اسلام کا پہلا جلوس۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حیرت انگیز شجاعت سے سب واقف تھے۔ مگر پھر بھی یہ حال دیکھ کر صبر نہ کر سکے بعض نے حضرت عمر پر حملہ کر دیا مگر حضرت عمر کب ڈرنے والے تھے حضرت عمر نے مشرکین کو کعبہ سے نکال کر اپنے آقا و مولا مصطفیٰ ﷺ کی اقتدا میں سب مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کی۔ حضرت عمر نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان ایک شخص جمیل بن معمر کے ذریعہ کر دایا۔ یہ شخص حرم کعبہ میں پہنچا اور اس نے لوگوں کو پکار پکار کر کہنا شروع کر دیا اے گروہ قریش! عمر مرتد ہو گیا۔ حضرت عمر نے فرمایا نہیں یہ جھوٹ بک رہا ہے میں مرتد نہیں بلکہ مسلمان ہو گیا ہوں۔ جب قریش نے حضرت عمر کے مونہہ سے یہ کلمات سنے تو سب ان پر پل پڑے۔ حضرت عمر ان سب سے تنہا لڑتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے تم جو چاہو کر و اگر ہم میں تین سو آدمی بھی مسلمان ہو جائیں تو پھر دیکھیں گے کہ مکہ میں ہم رہتے ہیں یا تم۔ اس اثناء میں عاص بن وائل مشہور دشمن دین نے آ کر کہا! عمر کو چھوڑ دو اس کی قوم بنی عدی خود ہی اسے قتل کر دے گی۔

یہ جلوس کس قدر باحشمت اور پر رعب تھا کہ کفار مکہ بوکھلا گئے۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے والے جلوس دیکھ کر کفار ہندوستان بھی جلتے تھے اور دم بخود ہو جاتے تھے۔

بعض وقت کسی خاص موقعہ پر اور خاص وقت شوکت اسلام کا اظہار ضروری ہو جاتا ہے۔

غزوہ اُحد ۳ھ کا ایک اہم واقعہ

حضور نبی کریم ﷺ کے دست مبارک میں ایک تلوار تھی۔ آپ نے فرمایا: کون ہے جو اس تلوار کو لے کر اس کا حق ادا کرے"۔ کئی ہاتھ آپ ﷺ کی طرف اٹھے ابودجانہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا حق کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو اس تلوار کو دشمن پر مارے کہ ٹیڑھی ہو جائے"۔ حضور نے یہ تلوار ابودجانہ انصاری کو دے دی۔ ابودجانہ مشہور پہلوان تھے۔ انہوں نے تلوار لے کر حسب عادت سر پر سرخ رومال باندھا اور اکڑتے ہوئے جنگ کیلئے نکلے۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو فرمایا یہ چال اس وقت اور اس جگہ کے سوا خدا کو ناپسند ہے"۔ وہ صفوں کو چیرتے اور مشرکوں کو تہ تیغ کرتے دامن کوہ میں عورتوں تک جا پہنچے۔ ہندہ زوجہ ابوسفیان ابودجانہ کے سامنے آ گئی۔ حضرت ابودجانہ نے تلوار اٹھائی کہ ہندہ زوجہ ابوسفیان کو قتل کر دے۔ حضرت ابودجانہ نے تلوار خود روک لی کہ یہ زیب نہیں دیتا کہ رسول ﷺ کی تلوار عورت پر ماروں اس تلوار کا یہی حق تھا جو ادا ہوا۔

مسلمانوں کو عالم گیتی میں نور ہدایت پھیلانے کیلئے زندہ رہنا ہے تو پھر شان و شوکت سطوت وقوت اور جاہ و حشمت کیساتھ جینا ہوگا۔ اہل اسلام کو جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید حاصل ہے تو پھر غم اور کم ہمتی کیوں؟ غیر مسلموں پر رعب اور ہیبت ڈالنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ افرادی قوت اور سروسامانی کا مظاہرہ ہوتا رہے۔ اس مقصد کیلئے ہر مناسب موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ جشن عید میلاد النبی ﷺ یہ موقعہ اہل

اسلام کو ہر سال فراہم کرتا ہے۔

مسلمانوں اور عیسائیوں کا موازنہ

معترض اس کے تحت لکھتا ہے کہ عیسائی اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد مناتے ہیں اور مسلمان بھی اپنے نبی کریم ﷺ کا یوم میلاد النبی مناتے ہیں۔اس کے بعد مزید لکھتا ہے کہ امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا ہے"جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے"۔معترض نے یہ تاثر دینے کی سعی لاحاصل کی ہے کہ مسلمان حضور ﷺ کا میلاد نہ منائیں تاکہ مشابہت پیدا نہ ہو۔معترض کو سوچنا چاہیے کہ عیسائی روزے بھی رکھتے ہیں کیا مسلمان روزے نہ رکھا کریں تاکہ مشابہت سے بچ جائیں۔ معترض نے مشابہت کا مفہوم سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے۔عیسائی داڑھی مونچھیں صفاچٹ رکھتے ہیں ہم ان کی مشابہت نہ کریں، عیسائی ننگے سر رہتے ہیں، ہمیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔عیسائی کھڑے ہو کر کھانا کھا لیتے ہیں۔ہمیں ان کی مشابہت نہیں کرنی چاہیے۔عیسائی کھڑے ہو کر پیشاب کر لیتے ہیں ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔عیسائی مرد اور عورتیں مانگ سیدھی نہیں نکالتے بلکہ ٹیڑھی رکھ کر فخر کرتے ہیں ہمیں اجتناب کرنا ضروری ہے مگر ایسا نہیں ہے مسلمان داڑھی اور مونچھیں ہر روز مونڈتے ہیں یا منڈواتے ہیں اکثر مسلمان ننگے سر رہتے ہیں۔مسلمان بھی شادی بیاہ میں کھڑے ہو کر کھانا کھاتے ہیں اور اکثر کھڑے ہو کر پانی یا شربت نوش کرتے ہیں، مسلمان مرد اکثر اور بعض عورتیں ٹیڑھی مانگ نکالتے ہیں۔مشابہت تو یہ ہے اس سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

میلاد منانے کے طریقے کو محض مشابہت نہیں کہا جا سکتا۔میلاد میں تو شوکت و سطوت اسلام کا اظہار اور نبی کریم ﷺ کی محبت، تعظیم اور تکریم اور اطاعت کا اظہار کیا جاتا ہے۔اللہ صحیح سمجھ عطا فرمائے کہ نیک اعمال میں مشابہت جائز اور روا ہے۔

ایک جگہ معترض نے لکھا ہے کہ حضور کی ولادت پاک پر خوشی منانا ابولہب کی

سنت ہے۔ معترض کو سنت کے لفظ کو صحیح استعمال معلوم نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے عمل کو سنت کہا جا سکتا ہے۔ جس طرح طواف کا لفظ کعبہ کے اردگرد چکر لگانے پر بولا جاتا ہے، کسی مزار کے اردگرد چکر لگانے کو طواف نہیں کہا جائے گا۔ ابولہب کی حالت عام قریش کے سرداروں کی طرح تھی وہ مشرک ضرور تھا لیکن اعلان نبوت سے پہلے وہ حضور نبی کریم ﷺ پر جان و دل سے فدا تھا۔ اپنے مرحوم بھائی حضرت عبداللہ کے ہاں اولاد نرینہ کی ولادت پاک پر خوش ہوا کہ اس کے مرحوم بھائی حضرت عبداللہ کا گھر آباد ہوا۔ اس کی یہ خوشی حق بجانب تھی۔ معترض کو یہ بھی سعادت نصیب نہ ہوئی کہ اپنے نبی ﷺ جو سردار الانبیاء ہیں ختم المرسلین ہیں باعث تخلیق کائنات ہیں اور رحمۃ للعالمین تمام جہانوں کیلئے ہیں کی ولادت باسعادت کے دن خوشی کا اظہار کرلے۔ ابولہب کی سنت کہنا خلاف ادب ہے، اسے توبہ کرنی چاہیے اور اپنے اس عمل پر ندامت کا اظہار ضروری ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

معترض کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار سنت الٰہیہ اور سنت انبیاء کرام علیہم السلام ہے کہ حق سبحانہ نے قرآن مجید میں نہ صرف یہ کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے میلاد پاک کی خوشخبری والی آیات نازل فرمائیں بلکہ چند دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے میلاد مبارک کی خوشخبریاں بھی بیان فرمائیں۔ (دیکھئے ص ۲۶، ۳۶)

یوم پیر کی عظمت کا ادراک

وما ارسلنٰك الا رحمة للعالمين۔ (سورۃ الانبیاء ۱۰۷)

ترجمہ   ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

عالمین جمع ہے عالم کی۔ یعنی حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا اور اذن سے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کیلئے رحمت ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ آقائے نامدار نبی مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام

فرشتوں، نبیوں، رسولوں، اولیائے کرام، انسانوں، حیوانوں، نباتات، جمادات، جنات سب کیلئے رحمت ہی رحمت ہیں۔

دنیا میں الہامی کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب کلام اللہ یعنی قرآن حکیم ہے اور جس پاکیزہ موضوع پر سب سے زیادہ لکھا گیا، لکھا جارہا ہے اور لکھا جاتا رہے گا وہ سیرت رسول عربی ہے۔ آپ کی سیرت پاک کا ایک اہم پہلو آپ کے تولد شریف کا یوم مبارک "پیر" اور "موسم بہار" ہے کہ آپ کی ولادت پاک ہمارے لئے ایک نعمتِ عظمیٰ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب شکم مادر سے دنیائے رنگ و بو میں جلوہ گری فرمائی تو تاریخ ۲۲ اپریل ۵۷۱ء تھی۔ قمری حساب سے ۱۲ ربیع الاوّل بروز پیر۔ حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ "میں پیر کے دن پیدا ہوا"۔ پس چار باتیں پایہ ثبوت کو پہنچ گئیں کہ نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲ ربیع الاوّل بروز پیر موسم بہار میں دنیائے ہست و بود میں تشریف لائے (کہ اپریل موسم بہار کا مہینہ ہے) آپ کی ولادت پاک کا دن بھی آپ کے خصائص میں سے ایک خصوصیت ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ربیع فی ربیع فی ربیع   نور فوق نور فوق نور

ترجمہ   پہلے ربیع کے معنی چودھویں رات کے چاند سے چہرے والا یعنی حضور ﷺ دوسرے ربیع کے معنی موسم بہار، تیسرے ربیع کا معنی ماہ ربیع الاوّل۔ مطلب یہ ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ ماہ ربیع الاوّل میں موسم بہار میں تشریف لائے۔ صبح صادق کا وقت تھا آپ کے تولد شریف کے وقت غیب سے عجیب و غریب اور خوارق عادت واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

۱)   ستارے جھک کر تعظیم کیلئے آپ ﷺ کے نزدیک آگئے۔ ان ستاروں

کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔

سحاب نور اُتر کر چھا گیا مکہ کی بستی پر ہوئی پھولوں کی بارش ہر بلندی اور پستی پر

۲) جب آپ دنیائے رنگ و بو میں تشریف فرما ہوئے تو آپ کے ساتھ ایسا ''نور'' نکلا کہ مکہ مشرفہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قیصری محل نظر آ گئے۔

۳) شہر مدائن میں شہنشاہ نوشیرواں کا محل پھٹ گیا اور اسکے چودہ کنگرے گر پڑے۔

۴) فارس کے آتش کدے بجھ گئے کہ آگ جلائے نہ جلتی تھی۔

۵) ساوہ ندی جس کے کنارے بت پرستی ہوتی تھی خشک ہو گئی اور ایک دوسری ندی جو خشک تھی لبالب بہنے لگے۔

۶) بیت اللہ شریف میں بت اوندھے گر پڑے۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت پاک سے پچاس یا پچپن دن قبل اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا۔ ابرہہ گورنر یمن جو خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کیلئے چند ہاتھی اور ایک بڑا لشکر لے کر آیا تھا تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اس واقعہ میں آپ کی کرامت ظاہر ہے کہ اگر اصحاب فیل غالب آ جائے تو آپ ﷺ کی قوم کو قید کر لیتے اور غلام بنا لیتے۔ اس طرح قوم قریش پر اسیری اور غلامی کا دھبہ لگ جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے آپ کی قوم اور بیت اللہ کی عظمت برقرار رکھی۔ دیکھنا یہ ہے کہ آیا پھر بھی کبھی ایسا عظیم دن آئے گا جس میں ان چار اطوار کا اجتماع ہو گا۔ (۱) پیر کا دن (۲) موسم بہار (۳) ماہ ربیع الاوّل (۴) ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ۔ ہاں ضرور ۳۶ سال کے بعد۔ مگر ہمیں ادراک نہیں۔ قمری سال شمسی سال سے ۱۰ دن کم ہوتا ہے۔ قمری مہینے بدل بدل کر شمسی مہینوں میں سے گزرتے ہیں۔ مثلاً رمضان المبارک کا مہینہ کبھی سردی، کبھی گرمی، کبھی موسم بہار میں کبھی موسم خزاں میں آتا ہے۔ دس دن کے تفاوت کے باعث چہار[1]

[1] (۱) تاریخ ۱۲ (۲) مہینہ ربیع الاوّل (۳) موسم بہار (۴) دن پیر کا۔ ۳ مئی ۲۰۰۶ھ کو ربیع الاوّل تاریخ ۱۲۔ موسم بہار دن پیر تھا۔ مگر ہمیں ادراک نہ ہوا۔

اطوار کا اجتماع، دانشوروں اور حساب دانوں کے نزدیک ہر ۳۶ سال بعد ہوتا ہے۔ ۲۰۰۳ء میں ۱۲ ربیع الاوّل ۱۵ مئی بروز جمعرات کو میلاد کا دن تھا۔ گو موسم بہار تھا مگر پیر کا دن نہ تا۔ تین مئی ۲۰۰۴ء میں ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ موسم بہار اور پیر کا دن تھا۔ یکم مئی مزدوروں کا دن۔ دو مئی اتوار کی تعطیل تھی۔ ۳ مئی پیر کا دن عید میلاد النبی کی تعطیل تھی۔ یعنی ۳ مئی ۲۰۰۴ء میں جو میلاد النبی کا دن آیا اس کا وہی کیف اور سرور تھا جو اس دن تھا جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک دنیائے ہست و بود میں تشریف آوری کے ایک روز کی تھی۔ ۳ مئی ۲۰۰۴ء والے عید میلاد النبی کے دن کو وہی مماثلت، وہی موافقت، وہی مطابقت، وہی مناسبت تھی جو اس دن سے تھی جب سرور کائنات دنیا رنگ و بو میں جلوہ گر ہوئے۔ لیکن ہمیں ادراک نہ ہوا۔

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہوں نے بلا ادراک ہی اس عظیم دن (۳ مئی ۲۰۰۴ء ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ) عید میلاد النبی کی خوشی میں عبادت کی۔ صدقات، خیرات کئے، میلاد النبی کی محافل میں شریک ہوئے۔ جلوسوں کا انتظام کیا۔ گلی کوچوں، دکانوں اور گھروں کو بجلی کے قمقموں سے بقعہ نور بنا دیا۔ یہ بابرکت دن عیدین کی خوشیوں کی طرح منائے ویسے تو ہر ۱۲ ربیع الاوّل مسلمانوں کیلئے خوشی کا دن ہوتا ہے اور ہر کوئی اپنی اپنی بساط شوق و جذبہ محبت سے یہ دن رحمتوں کے خزینے حاصل کرنے کیلئے مختص کرتا ہے مگر وہ دن کتنا عظیم سے عظیم تر ہوگا جب اس تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل میں موسم بہار اور پیر کا دن بھی شامل ہو جائے۔ وہی کیف وہی سرور وہی جوش و خروش ظاہر ہو جو اس دن تھا جب آقائے نامدار کی عمر مبارک تو اس دنیائے ہست کے لحاظ سے ایک روز مبارک کی تھی اللہ اکبر۔

نوجوانوں کو چاہیے کہ اب اس دن کے انتظار میں ذوق شوق پیدا کریں تا کہ وہ عظیم دن غفلت میں نہ گزرے۔ ان شاء اللہ وہ مبارک دن ۲۰۴۰ء میں آئے گا۔

